سمرپن

یہ کتاب مادرِ ہند کی بحالیٔ عظمت کے لئے
خدمات انجام دینے والے مہاپُرشوں کی
سیوا میں نہایت انکساری۔ عقیدت۔ محبت
خلوصِ دلی اور عزت کے ساتھ سمرپن کی
جاتی ہے۔ ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

داس
آنند کشور مہتہ

شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج:



سوالاکھ سے ایک لڑاؤں — چڑیوں سے میں باز تڑاؤں
بلیوں سے میں شیر مرواؤں — تب گوبند سنگھ نام دھراؤں

دیباچہ مصنف

اگرچہ میں اپنی انسانی کمزوریوں کو اچھی طرح جانتا تھا تاہم ایک بات نے مجھے یہ کتاب لکھنے کی بہت جرأت دلائی وہ یہ کہ ہندی زبان میں اس مہاپرش کی سوانح عمری کہیں نہ ملتی تھی۔ میں نے سمجھا کہ ہندی زبان کے شائقین کے ساتھ یہ سخت بے انصافی ہوگی۔ اگر ان کو شری کلغی دھر دسم پادشاہی گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی سوانح عمری پڑھنے کا موقع حاصل نہ ہو۔

میرا وچار ہے کہ اس بزرگ کی زندگی اس قدر مہان ہے۔ کہ اس کا مطالعہ ہر ایک ہندی نوجوان کو ضرور کرنا چاہئے۔ بزرگان قوم کا قول ہے کہ جب تک بھارت میں "رامائن" کی عزت ہوتی رہیگی۔ تب تک رام جیسے آگیاکاری سپتر سیتا جیسی پتی ورتا استریاں۔ لکشمن اور بھرت جیسے محبت کرنے والے بھائی ضرور پیدا ہوتے رہینگے مگر میرا پختہ یقین ہے کہ اگر ہندوستان میں گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی عزت ہوتی رہیگی تو دیش۔ جاتی اور دھرم پر مرمٹنے والے سپوتوں کی اس ملک میں کبھی کمی نہ ہونے پائیگی۔ اس وجہ سے بھی میں نے مناسب سمجھا کہ اس مہاپرش کی زندگی کے حالات ضرور قلمبند کئے جائیں۔

میں بخوبی جانتا ہوں کہ گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی زندگی کے پہلوؤں کو سمجھنا میری طاقتِ رسائی سے باہر ہے۔ اس لئے میں نے اس کتاب میں دوسری کتب کے حوالجات ہی نقل کر دئے ہیں۔ اپنی طرف سے میں نے اس میں کچھ نہیں لکھا گویا میں درحقیقت اس کتاب کا مصنف نہیں۔ بلکہ میرا کام صرف اسی طرح ہے جیسے کہ مالی باغ میں جاکر مختلف اقسام کے پھولوں کو اکٹھا کر کے ایک گلدستہ بنا دیتا ہے۔

تحلد ستمہ نبانے میں جو کمی مجھ سے رہ گئی ہو امید ہے کہ ناظرین اس سے چشم پوشی کرینگے۔
میں نے اس کتاب کے حصہ اول میں یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کو دیش سیوا کے لئے کس بات اور کن حالات نے آمادہ کیا۔ واقعات تعلق ہونے کے باعث مسلمان بادشاہوں کے ہندوستان میں مظالم کا بھی کچھ ذکر کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ ثابت کیا ہے کہ اس ملک میں زر کثیر تھا۔ اور یہ ملک اپنی تجارت کے لئے دنیا بھر میں خاص شہرت رکھتا تھا۔ اسی دولت کو لوٹنے کے لئے ڈاکوؤں کی نظر یں اس طرف لگیں۔ میں یہ کبھی ماننے کے لئے تیار نہیں کہ کبھی غیر اقوام اس ملک پر اس لئے حملہ آور ہوئیں کہ وہ اپنا مذہب اس جگہ پھیلانا چاہتی تھیں۔ میرا کامل یقین ہے کہ اگر وہ اپنا مذہب پھیلانے کے لئے اس جگہ آئی ہوتیں تو ہم پر مظالم ہرگز روا نہ رکھے جاتے۔ کیونکہ کسی مذہب کی جبریں ترقی جبر و ظلم سے نہیں ہو سکتی۔
درحقیقت بات یہ تھی کہ ہندوستان نہایت مالدار ملک تھا۔ جیسا کہ اب تک ہم دیکھتے ہیں۔ اگرچہ ریلوں اور جہازوں نے اس ملک کو بہت کنگال بنا دیا ہے۔ تاہم حسب دستور زرخیز یہ ملک ہے ایسا اور کوئی نہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ریلوں اور جہازوں سے پہلے یہ ملک کس قدر دولتمند ہوگا۔ کون نہیں جانتا کہ کولمبس جس نے امریکہ کی تلاش کی وہ درحقیقت امریکہ کی غرض سے نہیں بلکہ ہندوستان کا بحری راستہ تلاش کرنے نکلا تھا۔ اس کے اور تمام یوروپ کے خیال میں ہندوستان میں ہزاروں سونے کی کانیں تھیں۔ حضرت سلیمان کا سونے کا پہاڑ بھی اسی جگہ تھا۔ اسی سونے کے لالچ میں وہ اپنے گھر سے نکلا۔ اور غلطی سے امریکہ جا پہنچا۔ اسی واسطے باشندگان امریکہ کو ریڈ انڈین Red Indian یعنی سرخ ہندوستانی کہتے ہیں۔
جس جگہ دولت زیادہ ہو اسے لوٹنے کی خواہش دوسروں کے دل میں لگی رہتی ہے اسی خواہش کی وجہ سے مسلمان بادشاہوں نے اس ملک کو لوٹنا شروع کیا۔ اس لئے میری

رائے ہے کہ مسلمان اس ملک پر اس لئے کبھی حملہ آور نہیں ہوئے کہ یہ ہندوؤں کا ملک تھا اور ہندوؤں کو ایذا پہنچانا وہ اپنا فرض خیال کرتے تھے۔ بلکہ دراصل انہوں نے اس لئے حملے کئے کہ ہندوستان میں دولت بہت زیادہ تھی اور وہ اس سے مالامال ہونا چاہتے تھے۔ محمود کو ہی لیجئے کیا اس کا لالچ اس امر سے بخوبی ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے فردوسی کو وعدہ کرنے کے باوجود ساٹھ ہزار دینار دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ اور اپنے مرتے وقت لوٹ کے اکٹھے کئے ہوئے خزانوں کو دیکھ دیکھ کر اس نے آنسو بہائے؟ کیا محمود کے مظالم اس سے عیاں نہیں کہ جو سلوک اس نے اپنے بھائی سے کیا؟ اگر درحقیقت مسلمانوں نے ہندوؤں کو اس لئے لوٹا ہوتا کہ وہ ہندو ہیں تو یہ کب ممکن تھا کہ وہ اس وقت بھی جبکہ مسلمانوں کی حکومت تمام ہندوستان بھر میں قائم ہو چکی تھی پھر بھی شمال و مغرب کی طرف سے اس پر حملہ آور ہوتے رہتے۔ ایک خاندان دوسرے خاندان کو کیوں قتل کرتا رہا؟ اگر سچ مچ ہندوؤں اور مسلمانوں میں محض مذہبی جھگڑے ہوتے رہتے تھے تو میں پوچھتا ہوں۔ کہ محمد شاہ تغلق کے زمانہ میں تیمور نے دہلی کیوں فتح کی اور لوٹی؟ بابر نے ابراہیم لودھی کو پانی پت کے میدان میں کیوں شکست فاش دی؟ نادر شاہ نے محمد شاہ کے وقت بس دہلی کو نہ صرف فتح ہی کیا بلکہ خوب لوٹا۔ اور اس جگہ اس قدر قتل عام کیا کہ دہلی کے بڑے دریبہ میں گھٹنے گھٹنے خون بھر گیا۔ اسی لئے اس کا نام خونی دروازہ آج تک چلا آتا ہے۔ یہ کیوں ہوا؟ کیا محمد شاہ تغلق ہندو تھا یا ابراہیم لودھی کافر تھا؟

دراصل بات یہ تھی کہ ہندو مسلمانوں میں مذہبی جنگ کبھی نہ ہوئی تھی۔ ہر ایک کے دل میں خود بادشاہ بننے اور دولت لوٹنے کی خواہش تھی۔ ہندوؤں کو بھی لیجئے۔ مرہٹوں نے راجپوتانہ کو کیوں لوٹا؟ کیا وہاں مسلمان آباد تھے؟ نہیں! نہیں! جنگ صرف اس لئے ہوتی تھی کہ ہندوؤں کا ملک تھا۔ ہندو دولتمند تھے۔ مسلمان ان کی دولت لوٹنی چاہتے تھے۔ جب مسلمانوں نے ان سے یہ دولت چھین لی اور خود بادشاہ بن بیٹھے تو ان میں آپس میں

بھی اسی دولت کے لئے جھگڑے ہوتے رہے - چونکہ یہ ملک ہندوؤں کا تھا اور مسلمان ودیشی تھے مسلمانوں نے ہندوؤں سے یہ دولت چھین لیا تھا - اس لئے ہندو مسلمانوں میں جنگ ہوتی تھی - دنیا بھر کی تواریخوں کا مطالعہ کیجئے - جہاں کسی ودیشی نے دوسرے کے ملک پر قبضہ کیا وہیں آن میں باہمی دشمنی پیدا ہوگئی - اس سے یہ نتیجہ کبھی نہیں نکل سکتا کہ ان میں مذہبی جنگ ہوتی ہے بلکہ درحقیقت جنگ ایک طرف سے ملک گیری اور دوسری طرف سے آزادی کے لئے ہوتی ہے -

اب سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر محض یہی بات تھی تو مسلمانوں نے ہندوؤں کا زر و مال اور ملک چھین کر بھی ان کا مذہب کیوں بگاڑا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دوسرے ممالک تب ہی ماتحت رکھے جا سکتے ہیں کہ جب وہاں کے باشندگان کے دلوں سے جذبہ شجاعت کی بیخ و بنیاد اکھاڑ ڈالی جائے - اس ملک کی پولیٹیکل - سوشل اور روحانی زندگی کو تباہ کر دیا جائے - اسی واسطے غیروں نے اس ملک پر سخت سے سخت مظالم روا رکھے - بادشاہوں کا قاعدہ ہوتا ہے وہ یہ دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں پر وہ حکومت کر رہے ہیں - کس قدر کمزور اور بزدل بن چکے ہیں - اسی غرض کے لئے وہ ان کو سخت ترین تکالیف دیتے ہیں - میری رائے میں اگر مسلمان بادشاہوں کی غرض محض مذہب پھیلانا ہی ہوتی تو وہ خود اپنے دین کے نہایت پابند ضرور ہونے چاہئے تھے - مگر دیکھتے ہیں اس کے خلاف نظر آتا ہے - عالمگیر اورنگ زیب کو ہی لیجئے - کہا جاتا ہے کہ وہ ہندوؤں کا اتنا بڑا دشمن اور کٹر مسلمان تھا کہ جب تک وہ ہندوؤں کے سوا من زنار نہ اتار لیتا تھا کھانا نہ کھاتا تھا - یہ بات دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ وہ خود اپنے دین پر نہایت کاربند ہوگا - مگر برخلاف اس کے ہم کیا دیکھتے ہیں؟ اُس نے اپنے سگے بھائیوں کا خون کیا - اپنے ضعیف باپ اور اپنے لاڈلے لڑکوں کو قید کیا -

دراصل بات یہ تھی کہ ہر ایک بادشاہ خود غرضی کو مد نظر رکھتا کہ ایک دوسرے کے

مذہب کے خلاف اپنی افواج کو بھڑکاتا تھا۔ ہندوستان کی سچی تواریخ آجتک کسی نے نہیں لکھی۔ تاریخ میں صرف یہ پڑھ لینا کہ فلاں بادشاہ کو فلاں بادشاہ نے مار ڈالا۔ فلاں ملک کو فلاں راجہ نے برباد کیا یا یہ لکھا ہوا دیکھنا کہ اس قدر ہندو مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل کئے گئے۔ تواریخ سمجھنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ سب سے مشکل امر تواریخ کے سمجھنے میں وہ مدعا ہوتا ہے۔ جو کسی بادشاہ یا قوم کو جنگ کرنے کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ آپ ہندو مسلمانوں کی آپس میں جنگ ہوتی دیکھتے ہیں۔ مگر ان کی دلی اغراض کو جو ان کو جنگ کرنے کے لئے آمادہ کرتی رہیں دیکھنا آپ کی طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ جس قدر تاریخیں اسوقت ہمیں ملتی ہیں۔ ان میں ان جنگوں کی اصل اغراض کو دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی اور ہمیں ہمیشہ مغالطہ میں ہی ڈالا گیا ہے۔ بادشاہوں کا قاعدہ ہوتا ہے۔ کہ وہ دشمن کے خلاف اپنی افواج کو خوب بھڑکاتے ہیں۔ ان کو بھڑکانے کے واسطے وہ اپنی دلی خواہشات ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ جب ہندو راجوں کو مسلمانوں کے خلاف اور مسلمان بادشاہوں کو ہندوؤں کے خلاف اپنی رعیت کو بھڑکانے کی ضرورت معلوم ہوتی تھی تو وہ ایک دوسرے کو اپنے مذہب کا دشمن ظاہر کر دیتے تھے اگر مسلمان ہندوؤں کو کافر کہتے تھے تو ہندو مسلمانوں کو ملیچھ وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرتے تھے۔ درحقیقت ان کے دل میں لڑائی کرنے کی اغراض کچھ اور ہوتی تھیں اور ظاہرا وہ ایک دوسرے کو اپنا دینی دشمن پکار کر اپنی افواج کو بھڑکاتے تھے۔ جیسا کہ اورنگ زیب شری سیواجی اور سکھوں کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنے مسلمان سپاہیوں کو دھوکہ دیتا تھا کہ یہ مذہبی لڑائی ہے تاکہ اس کے سپاہی خوب کٹ کٹ کر لڑیں اور وہ کسی طرح اپنے دشمنوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ اسی طرح سیواجی اور گورو گوبند سنگھ جی مہاراج اورنگ زیب کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنی اپنی افواج کو بھڑکاتے تھے۔ مگر دراصل ان کی دلی خواہش حکومت خود مختاری قائم کرنے کی تھی۔ کیونکہ بادشاہ اس طرح

کہہ کہہ کر اپنی افواج کو بھڑکاتے ہیں۔ تواریخ دانوں کو بھی مغالطہ لگ جاتا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آجتک ہندوستان کی سچی تواریخ کسی نے نہیں لکھی۔ ورنہ آجتک کبھی ہندوؤں اور مسلمانوں میں مذہبی جنگ نہیں ہوئی۔ جنگ درحقیقت ایک طرف سے لوٹ مار اور دوسری طرف سے آزادی کے لئے ہوتی تھی۔

اس کتاب کا تعلق زیادہ تر اورنگ زیب سے ہے اور وہی ہندوؤں کا سب سے بڑا دشمن سمجھا جاتا ہے۔ اورنگ زیب کی جنگ شری سیواجی اور گورو گوبند سنگھ جی سے ہوئی۔ یہ دونوں بہادر اس وقت مادر ہند کے سچے سپوت اور لیڈر سمجھے جاتے تھے۔ اورنگ زیب کے زمانہ میں دہلی میں ایک مسلمان فقیر تھا جب اورنگ زیب نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اس کے مرید بن گئے ہیں۔ اور اس کی جماعت کی طاقت بہت بڑھ رہی ہے تو فوراً اس فقیر کو قتل کر ڈالا۔ کیا وہ فقیر ہندو تھا؟

جنوبی ہند میں صرف دو گولکنڈہ اور بیجا پور خود مختار مسلمانی ریاستیں رہ گئی تھیں۔ اورنگ زیب تقریباً بیس۲ سال تک اُن کو فتح کرنے کے لئے جدوجہد کرتا رہا۔ اورنگ زیب نے تخت نشینی کرتے ہی اپنا مقصد یہ بنا لیا تھا کہ وہ ان دونوں ریاستوں کو فتح کر کے تمام ہندوستان پر حکومت کرے۔ اس سے بھی صاف عیاں ہے کہ اس زمانہ میں مذہبی تفرقات نہ تھے۔ اگر مذہبی تنازعات ہوتے تو کیا اورنگ زیب تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلا کام مسلمانی ریاستوں کو تباہ کرنے کا کرتا؟

اورنگ زیب کا تخت نشینی کرنے کا کوئی حق نہ تھا۔ کیونکہ دارا شکوہ شاہجہان کا بڑا بیٹا تھا۔ اس لئے تخت کا اصل وارث وہی تھا۔ شاہ جہان کی بھی دلی تمنا اُسی کو تخت پر بٹھانے کی تھی۔ مگر اورنگ زیب اس دھن میں تھا کہ وہ جس طرح ہو سکے حکومت کا خود مالک بنے۔ اپنی اس خواہش کو سرانجام دینے کے واسطے جہاں اُس نے اپنے بزرگوار باپ کی خدمت اور بھائیوں کی محبت کو بالائے طاق رکھ

کر اُن کو قید اور قتل کر ڈالا۔ وہاں اس نے سب سے ردّی اور قابل نفرت چال یہ چلی کہ اپنی مسلمان افواج اور ارکین سلطنت کے دلوں میں مذہبی جوش بھڑکانا شروع کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حکومت کے اصل وارث دارا شکوہ کو چونکہ کسی کے مذہب سے نفرت نہ تھی۔ وہ ہندو مسلمان دونوں کو رعیت خیال کر کے ایک نظر سے دیکھتا تھا۔ بلکہ ہندوؤں کے دھرم شاستر بھی مطالعہ کیا کرتا تھا۔ اورنگ زیب نے اس کو تخت سے محروم کرنے کیلئے مسلمانوں میں یہ سوال اٹھایا کہ دارا شکوہ کے تخت نشین ہونے سے اسلام کی ہستی خطرہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے مسلمان افواج اور ارکین سلطنت کو اس کی دلی خواہش کا پتہ نہ لگ سکا۔ وہ لوگ اس کی باتوں میں آگئے۔ اور ان کی ایک زبردست پارٹی بن گئی تاکہ اس جھوٹے اسلام کے محافظ کو دارا شکوہ کی جگہ پر بٹھایا جائے۔

متعصّب مسلمان خواہ کس قدر اورنگ زیب کی تعریف کریں مگر یہ تواریخی سچائی ہے۔ کہ اس نام اسلامی جوش پھیلانے اور آپس میں بھائیوں میں جنگ کرنے کی اصل وجہ اورنگ زیب کی خود غرضی تھی۔ اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس قدر مظالم ہندوؤں پر اورنگ زیب کے زمانہ میں مذہب کے نام سے ہوئے۔ وہ بھی درحقیقت مذہبی مظالم نہ تھے۔ بلکہ اورنگ زیب نے چالاکی سے مسلمانوں کو خوش کرنے اور ان کو اپنا حمایتی بنانے کے لئے یہ چال اختیار کی تھی۔

اورنگ زیب کے اس جھوٹے مذہبی دکھلاوے کا سب صاف ثبوت ان وعدوں سے ملتا ہے جو اس نے اپنے بھائی مراد کے ساتھ کئے۔ جن کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح مراد کو دارا شکوہ کے خلاف اپنا ساتھی بنا لے۔ اگر جنگ مذہب کے لئے ہوتی تو گورو گوبند سنگھ جی کے ساتھ پہاڑی راجگان نے کیوں جنگ کی؟ سید بدھو شاہ فقیر گورو مہاراج کا نہایت رفیقی دوست تھا۔ اس نے پہاڑی

راجپوتان کے ہمراہ جنگ میں گورو مہاراج کو امداد بھی دی تھی۔ اسی دوستی اور امداد دینے کے جرم میں عثمان خان نے اسے قتل کر ڈالا تھا۔ کالے خان نظامت خان۔ حیات خان وغیرہ مسلمان سردار اور ۵۰۰ مسلمان سوار گورو گوبند سنگھ جی کے پاس ملازم تھے۔ یہ کیوں؟ کیا اسی لئے کہ ہندو مسلمانوں کے مابین مذہبی جھگڑے ہوتے تھے؟ ہاں مجھے یاد آیا شری گورو ارجن دیو جی نے جہانگیر کے فرزند شاہزادہ خسرو کو اپنے پاس پناہ دی تھی اور بہت سے مال و زر سے اس کی امداد کی تھی۔ کیا خسرو ہندو تھا؟ نہیں! انہیں! گورو ارجن دیو جی نہایت دانشمند لیڈر تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ خسرو بادشاہ سے باغی ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کو انہوں نے اپنی پولیٹیکل طاقت دکھلانے کا اچھا موقعہ سمجھ کر امداد دینی مناسب خیال کی۔ اس سے بھی صاف ثابت ہے کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان جنگ مذہب کے لئے نہیں بلکہ ملکی نقطہ خیال سے ہوتی تھی۔

محمد قاسم کے ہندوستان پر حملہ کرنے کے تقریباً ۸۰۰ سال بعد تک اس ملک میں مسلمانوں کا مذہب خود ہندو مذہب کے سامنے دب رہا تھا کہ اس زمانہ کی حالت کو دیکھ کر مولوی الطاف حسین حالی نے اپنی مصنفہ کتاب مسدس حالی میں یوں لکھا ہے۔ ؎

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا ۔ نشاں جس کا اقصائے عالم میں پہنچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ نہ جس کا ۔ نہ عماں میں ٹھٹکا نہ قلزم میں جھجکا
کئے جس نے سات جیل کے لاکھوں سمندر ۔ وہ ڈوبا دہانے میں گنگا کے آکر

ایسی حالت میں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں مذہبی تنفر قائم تھے۔

چمکور سے جب شری گورو گوبند سنگھ جی بھاگے تھے تو ان کو بچانے والے غنی خاں
نبی خاں - میر محمد خاں سلوہ اور کلا یا مسند تھے - اُنہوں نے ہی گورو مہاراج
کو اُوچ کا پیر مشہور کر کے بچانے کی کوشش کی تھی - جب شاہی افواج نے گورو
مہاراج کو شبہ میں گرفتار کر لیا تھا - تو اُنہی کی شہادت کی بنا پر گورو جی رہا
کر دئے گئے تھے - اُس وقت ان لوگوں نے جھوٹی شہادت دیکر گورو مہاراج
کو بچایا تھا - کیا اس لئے کہ گورو گوبند سنگھ جی مذہب اسلام کے دشمن تھے ؟
نہیں! نہیں! اس لئے کہ ان کے دل میں آزادی پر مر مٹنے والے ویر مہا پرش
کے لئے نہایت عزت و تعظیم تھی -

اکبر کے ہندؤں کے ساتھ نیک سلوک تو مشہور ہی ہیں - جہانگیر نے
گاؤ کشی بند کر دی تھی - شاہ جہان نے بوڑھے بوڑھے پنڈتوں کی ماہواری تنخواہیں
مقرر کر دی تھیں - تاکہ وہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں یاد الٰہی میں لگے رہیں -
اگرچہ یہ پولیٹیکل چالیں تھیں تو بھی ان سے اتنا ہویدا ہوتا ہے - کہ ہندو مسلمانوں
کے درمیان میں مذہبی جنگ نہ ہوئی تھی - بلکہ درحقیقت بات یہ تھی کہ ملک ہند
نہایت دولتمند تھا - دولت لوٹنے کی خواہش ہر ایک کے دل میں لگی رہتی ہے
جب مسلمانوں نے اس ملک کو لوٹنا شروع کیا تو ہندو مسلمانوں کے درمیان
جذبۂ حقارت پیدا ہوگیا - اور ایسی صورت میں ایسا ہو جانا قدرتی امر تھا - مگر اس
سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا - کہ ہندو مسلمان ایک دوسرے کے مذہب کے دشمن
تھے - اس لئے میری ناظرین سے یہ التماس ہے کہ براہ مہربانی وہ اس کتاب
کے پہلے حصہ میں ہندوستان میں مسلمانوں کے مظالم کو اس نظر سے نہ دیکھیں کہ
مسلمان ہمارے مذہب کو معدوم کرنا چاہتے تھے - بلکہ بوقت مطالعہ اس بات کو
مدنظر رکھیں - کہ ہندو چونکہ دولتمند تھے - اس لئے مسلمان اُن کو لوٹتے تھے -

ہندو چونکہ کمزور تھے - اس لئے غیر اقوام کے لوگ ان پر ڈارون* کی تھیوری کے مطابق کہ "جس کی تیغ اُسی کی دیگ - جس کی لاٹھی اسی کی بھینس" مظالم روا رکھتے تھے - میرے خیال میں یہی دُنیا کا قاعدہ کلیہ ہے - تمام مہذب اقوام بھی آجتک اسی اصول کی پابند ہیں فرق صرف یہ ہے کہ زمانہ حال میں تہذیب کے پردے میں مظالم روا رکھے جاتے ہیں - اور کمزوروں کو مارنے کے لئے بہانہ بنایا جاتا ہے - برعکس اس کے زمانہ قدیم میں تہذیب کا پردہ نہ ڈالا جاتا تھا -

میں نے اس کتاب کے پہلے حصہ میں یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مذہبی اور سوشل اصلاح کے علاوہ ملکی کام بھی گورو نانک دیو جی نے شروع کئے تھے - کئی ایک لوگوں کا خیال ہے کہ دسم گورو سے پیشتر کسی گورو نے ملکی کام میں دخل نہیں دیا - مگر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ۱۷ ویں صدی کے آخری نصف حصہ سے لیکر آجتک جو کچھ بھی اس ملک میں تغیر و تبدل ہوئے ہیں - مذہبی ہوں یا سوشل - ملکی ہوں یا روحانی ان سب میں گورو نانک دیو جی کا کسی نہ کسی طرح ہاتھ ہے - گورو گوبند سنگھ کی دانائی - بندہ بہادر کی بہادری - اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ترقی بھی ان ہی کی مدد کی محتاج رہی ہے -

شری گورو نانک دیو جی کی دیش بھگتی کا جذبہ ہمیں ان کے اس حکم سے صاف معلوم ہوتا ہے - جو انہوں نے اُسوقت دیا کہ جب فارسی خواندہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ زیادہ میل جول شروع کر دیا تھا - اور اُن کے دل میں اپنے ملک کے لئے کوئی محبت باقی نہ رہی تھی - وہ حکم یہ تھا کہ سو کشٹ نر یا تم دھرم چھوڑیا ملیچھ بھاشا گہی -

* ڈارون کی تھیوری ہے - Survival of the fittest.

سرشٹ سب اک ورن ہوئے دھرم کی گت رہی
(دیکھو اگ دھناسری محلہ ا گھر تین)

اس حکم سے ثابت ہوتا ہے کہ گورو نانک دیوجی کس قدر اونچے درجہ کے پولیٹکل بزرگ تھے ؛ جو شخص غیر زبان پڑھنے تک کے خلاف ہو۔ اس کی دیش بھگتی میں کیا شبہ ہوسکتا ہے ؛ ممکن ہے گورو مہاراج فارسی زبان پڑھنے کے اس قدر خلاف نہ ہوتے اگر اس وقت حکام مسلمان نہ ہوتے اور ہندوؤں کے دلوں سے فارسی پڑھکر اپنے دیش کے لئے محبت دور نہ ہونے لگتی۔

اسی طرح پہلے گورو کے جانشین گوروؤں کی دیش بھگتی میں بھی ہمیں ذرا شک نہیں رہتا۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ کے مطالعہ سے آپ کو بخوبی پتہ لگ جائیگا۔ تقریباً سب گوروؤں کو بادشاہوں کی طرف سے معافی کی جاگیریں دینے کا بہت لالچ دیا گیا۔ مگر دیش بھگت گوروؤں نے انہیں لینے سے قطعی انکار کر دیا۔ اگر گورو مہاراج سیدھے سادے بھولے بھالے فقیر ہی ہوتے تو وہ جاگیریں ضرور حاصل کر لیتے۔

یہ سوانح عمری میں نے مختصر طور پر لکھی ہے۔ اگر اس کو زیادہ وضاحت کے ساتھ قلمبند کیا جائے تو کئی ہزار صفحوں میں یہ کتاب ختم ہو۔ تاہم یہ چھوٹی سی کتاب بھی قدیم دھرم کی حفاظت۔ ملکی ترقی۔ قومی عظمت کی برداری اہل ہند میں نئی جوش انگیز زندگی پیدا کرنے اور پرماتما کے سب سے اعلےٰ دھرم کے پرچار کرنے کے لئے بے مثال ثابت ہوگی۔ اس بھارت بھومی میں ہزاروں مذہبی پیشوا اور لاکھوں قومی محافظ راجے مہاراجے گذرچکے ہیں۔ مگر ایسا ایک بھی نہیں ہوا جس نے اپنے دیش اور دھرم کو بچانے کے لئے اس قدر قربانیاں کی ہوں۔ جس قدر کہ اس مہاپرش نے کی ہیں۔

شری گورو تیغ بہادر کا ہندو دھرم کی خاطر دہلی میں قتل ہونا۔ گورو گوبند سنگھ جی کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا مارا جانا۔ اور سب کچھ قربان کرنے کے بعد شری گورو گوبند سنگھ جی پر مختلف اقسام کی مصائب کا آنا یہ سب ایسے جگر خراش حالات ہیں۔ جو ہر ایک آریہ سنتان کو (ماسوائے کسی خاص کمینہ خصلت شخص کے) نہایت عبرت خیز سبق دیکر شاہراہ ترقی پر لانے کے لئے کافی ہو سکتے ہیں۔ سرزمین ہندوستان میں بنگال دانائی اور پنجاب طاقت کے لئے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ گورو گوبند سنگھ جی مہاراج پٹنے میں پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے پنجاب میں پرورش پائی۔ شاید اسی واسطے جہاں آپ نہایت بہادر سپاہی تھے۔ وہاں دانائی میں بھی باکمال تھے۔ جیساکہ اس کتاب کے مطالعہ سے ناظرین کو اچھی طرح معلوم ہو جائیگا۔ کہ انہوں نے کس طرح سوئی ہوئی ہندی شان کو اپنی دانائی کے زور سے جگایا۔ اور سوا سوا لاکھ کے ساتھ ایک ایک کا مقابلہ کروایا۔

مجھے افسوس ہے کہ اس کتاب میں بہت کچھ کمی اور کئی طرح کی غلطی رہ گئی ہے۔ جو پرماتما کی کرپا ہوئی اور ناظرین نے حوصلہ افزائی کی تو دوسری ایڈیشن میں اس کو پورا کر دیا جائیگا۔ ناظرین براہ مہربانی ان کو نظر انداز کر کے مشکور فرمائیں +

آپ کا کرپا ابھلاشی
آنند کشور مہتہ

فہرست مضامین

جیون چرتر گورو گوبند سنگھ جی مہاراج

حصہ اول

باب ۱

باب ۲

باب ۳

شری گورو نانک دیوجی آزاد خیال تھے - اُنہوں نے مذہبی اور سوشل اصلاح کے پردے میں ہندؤں کی ملکی حالت کو اُبھارا - گورو نانک دیو کا بغداد میں جاکر اُپدیش دیکر وہاں کی ٹیکس دور کروانا - گورو نانک دیو کا دہلی میں مقید ہونا - اور سترا ایک کرنا - گورو انگد دیو کا لنگر اور گورمکھی پیدا شدا بنانا - گورو امر داس کا راجاؤں تک کو اپنا سیوک بنانا - ہردوار کی یاترا کرنا - اور محصول دینے سے انکار کرنا - لاہور کے کسانوں کا ایک سال کے لیئے معاملہ معاف کروانا - اکبر کا جاگیر پیش کرنا اور گورو امرداس جی کا منظور نہ کرنا اور باقاعدہ انجمن کی بنیاد ڈالنا - اکبر بادشاہ کا گورو رام داس جی کو بھی جاگیر پیش کرنا - اور اُن کا لینے سے انکار - شہر امرتسر کی بنیاد رکھنا - گورو ارجن دیو کا دسونده مقرر کرنا - ہر مندر بنانا - گرنتھ صاحب لکھنا - گھوڑوں کی تجارت کرنا - اور سوراجیہ قائم کرنا گورو ارجن دیو پر مقدمہ بغاوت اور ان کی رہائی - پھر دوسرا مقدمہ بغاوت اور دو لاکھ روپیہ جرمانہ - گورو ارجن دیو کی قربانی - گورو ہرگوبند جی کا امرتسر میں تخت شری اکال بُنگہ اور لوہ گڑھ قلعہ بنوانا - آپ پر مقدمہ بغاوت چلنا - گورو ہرگوبند جی کا قلعہ گوالیار میں جلاوطن کیا جانا - بعد جلاوطنی سوراجیہ قائم کرنا - شاہجہان کی گورو ہرگوبند جی کے ساتھ جنگ - دارا شکوہ کا گورو ہر رائے کو جاگیر پیش کرنا - اور اُن کا لینے سے انکار کرنا - گورو ہری رائے پر مقدمہ بغاوت - گورو ہری کرشن جی کو بادشاہ کا دہلی بُلانا اور ان کی موت کا حال - بادشاہ

باب ۴

حصہ دوئم

باب ۱

باب ۲

باب ۳

باب ۴

باب ۵

باب ۶

باب ۷

باب ۸

باب ۹

باب ۱۰

باب ۱۱

باب ۱۵

باب ۱۶

باب ۱۷

باب ۱۸

باب ۱۹

باب ۲۰

باب ۲۱

پچھن ۲۶۲ سے ۲۶۳ تک

خاتمہ

اطلاع



غلط نامہ

جیون چرتر

شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج

براہ مہربانی کتاب شروع کرنے سے پیشتر حسب ذیل اغلاط کی تصحیح فرمالیں ۔

نمبر صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح	نمبر صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
٦	٢	کوشش کرتہ ہوئے	کوشش کرتے ہوئے	١٥	١٦	برداری	برقراری
〃	١٧	سونے کراخچ میں	سونپنے لایچ میں	٢٠	١٥	گورو جی سے جنگ	گورو جی کی جنگ
٧	٢	ایزا	ایذا	٢١	١٤	فتح کا حاصل	فتح حاصل
٧	١٨	خواہیش	خواہش	٣٣	١	گرو گوبند سنگھ	گورو گوبند سنگھ
٨	٧	حکر	اگر	٣٣	٤	استھا	اوستھا
١١	٢١	پہاڑجی	پہاڑی	٣٤	٥	ہر کملے نرالے	ہر کمال از دل
١٢	١٩	لاکھوں سمندر	ساتوں سمندر	٣٥	١٠	بیو واہن	بیرواہن

نمبر صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
۳۵	۱۲	سکے جنگ	کی جنگ
″	۱۲	رگھوگن راجہ	رگھو راجہ
۳۶	۱۷	ابریشل	امبریشیں
″	″	تہکتنو	نکتنو
۳۶	۱۷	یہ پاتی	یپاتی
۳۷	۴	سکا جنگ	کی جنگ
۳۹	۲	گہسوٹ	کھسوٹ
۳۹	۱۳	سکے	سلئے
۴۳	۴	بھیم چندر	بھیم سی
۴۴	۱۹	سات سپاہی	سات سو سپاہی
۴۶	۷	بعمریہ	اگرچہ
۴۸	۶	جذبے	جتنے
″	۷	جذبہ	جتنیہ
۴۹	۱۷	حاتے تھے	جاتے تھے
″	۱۹	نلیتہ	تلمیہ
۵۱	۲۰	سبھندر	بھیلسر
۵۱	۱۳	سے	سلے
۵۲	۲	باگھد	بیگھہ
″	۱۲	قابل	کابل
۵۷	۳	روزانہ	روانہ

نمبر صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
۵۹	۹	جذبہ	جزیہ
۶۰	۱۹	کا	کو
۶۱	۱۰	کو	کی
″	۱۱	ستہاپتا	ستہاپت
۶۵	۲	ٹوگرؤں	ٹوگورؤں
۶۶	۳	گروجی	گوروجی
″	″	گرو	گورو
″	۷	گروجی	گوروجی
″	۸	″	″
″	۹	″	″
″	۱۰	″	″
″	۱۴	نمارہیں	نمازہیں
″	۲۰	گرروجی	گوروجی
۷۳	۳	جیسے	جیسے
۷۴	۷	سکے جنگ	کی جنگ
۷۷	۶	کو	کا
۸۰	۷	نہ منظور	نامنظور
″	۸	باگھہ	بیگھہ
۸۳	۴	سدا اتسے	سدانند
۸۳	۲۱	دہرم بہیا	دہرم بہاؤ

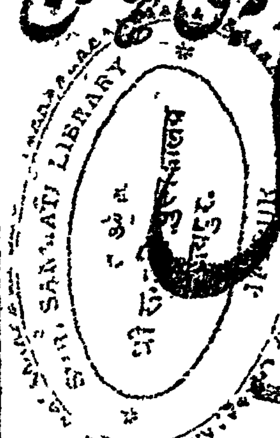
صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۷۹	۵	ہو	ہُوا	۱۹۶	۱۷	کا جنگ تھا	کی جنگ تھی
۱۸۱	۲	اور اس کا	اور اُس کی	۱۹۹	۱۴	کی گھاٹ	کے گھاٹ
۱۸۵	۸	ان کا	اُن کی			پار اُتارا	اُتارا
"	۹	ساتھ کیا	ساتھ کی	۱۹۹	۲۰	کوتا یہ	کوتاہ یہ
"	۱۴	میں باعث اضافہ	باعث ہو	۲۰۰	۵	د لاکھ فوج	دس لاکھ فوج
		ہوتے تھے	رہے تھے	"	۱۸	آہتی	آہوتی
۱۸۶	۸	باپ کا	باپ کے	"	۲۰	رکت انگیز	رقت انگیز
۱۸۷	۱۳	آپ کی	آپ کا	۲۰۲	۵	کے جنگ	کی جنگ
"	"	پیشقدمی	استقبال	۲۰۳	"	ہوگیا	ہوگئی
"	۱۴	کی	کیا	۲۰۵	۲۰	گوبند سنگھ جی	گوبند سنگھ
۱۸۹	۱۱	ہُوا	ہوئی			دیکھا	جی نے دیکھا
۱۹۱	۷	کی گھاٹ پار اُترا	کے گھاٹ اُترا	۲۰۷	۱	چل پڑی تھی	چل پڑا تھا
"	۱۶	جنگ کا	جنگ کی	۲۰۷	۲	لگی	لگا
۱۹۲	۲	فوج کو	فوج کی	۲۰۷	۱۵	دے	وُہ
۱۹۴	۱۱	جنگ کئے	جنگ کی	"	۲۱	جزبہ	جذبہ
۱۹۵	۲۱	سرو سامانہ	سامانات	۲۰۹	۱۴	کاٹ دیا	کاٹ کھایا
۱۹۶	۱۱	ہوگیا	ہوگئی	۲۱۰	۱۱	اُسکو	اُن کو

نمبر صفحہ	سطر	غلط	صحیح	نمبر صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
۲۱۱	۲	دشمنوں	دشمنوں	۲۳۳	۴	ہوا تھا	ہوئی تھی
۲۱۱	۴	ہو چکے تھے	ہو چکی تھی	۲۳۴	۱	کے	کی
"	۱۲	نہ سنبھلتے تھے	نہ سنبھلتی تھی	۲۳۵	۷	کہا	کیا
				۲۳۷	۱۲	اورنگا آباد	اورنگ آباد
"	۸	سنرا	سرائے	"	۱۷	اعظم شاہ کا	اعظم شاہ کی
۲۱۳	۱۳	جایا	جیسا	۲۴۰	۶	سردیار	سردربار
۲۱۴	۳	کی	کا	۲۴۱	۹	خافی خاں	خفی خاں
"	"	رہی	رہا	"	۱۴	مملن	ممکن
"	۱۶	تلاشی	تلاشی لی	۲۴۵	۳	کے زمین	کی زمین
۲۱۵	۷	کہ جتنا کر	جتنا کر	۲۴۸	۱۵	دو کے	دو
۲۱۷	۳	شیش	سیس	۲۵۲	۸	ہوا	ہوئی
۲۱۸	۴	کی	کا	"	۱۱	صوبہ ہند	صوبہ سرہند
۲۲۰	۲۱	.جی	جی سے	۲۵۳	۱	ہوگیا	ہوگئی
۲۲۱	۱۴	نندا ہو	نندا	"	۱۸	بھاگنے	بھاگتے
۲۲۶	۱۹	کیونکہ	چونکہ	۲۵۴	۱۲	طرف	طرف سے
"	۲۱	فرعون کے	فرعون کی	"	۱۷	دبیا دبا	دبدبہ
۲۲۸	۱۸	کیونکہ	چونکہ	"	۱۹	بہت سے	بہت سی
"	"	نشٹ کرلئے	نشٹ کرلئے ہیں	"	۲۰	سکیے	سکیں
۲۳۰	۱۲	یوں ہی	جونہی	۲۵۶	۱	شیش	سیس
"	۲۱	ایسا	ایسی	۲۵۷	۷	طور	طور پر
۲۳۱	۱	جنگ کیا	جنگ کی	"	۱۵	جال	چال
"	۱۲	سوار	سوائے	۲۶۱	۵	کنات	قنات

نمبر صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح	نمبر صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
۸۴	۹	بادشاہ کے دل	بادشاہ کے دل میں	۱۱۴	۳	اکٹھی	اکٹھے
۸۸	۱	نذر	نظر	″	۱۱	باپ سے	باپ نے
۹۰	۱۱	جنگ کیا	جنگ کی	″	۱۲	بٹنا کی	بٹنے کی
″	۱۶	اور تو	تو	″	۱۳	نلہا	نہلا
۹۳	۱۲	بجپن	بچپن	″	۲۰	کے	کی
۹۶	۷	اورنگ زیب	اورنگ زیب نے	۱۱۵	۸	حلیمی طبع	حلیم طبعی
۹۷	۵	نذر بندی	نظر بندی	″	۱۰	اور اور	اور
۹۹	۱۳	یہی	بھی	″	۱۹	ہوئیں	ہوئی
۱۰۱	۴	دیش	دیش بھگت	۱۱۶	۱	خود عمل کیا	عمل کیا
۱۰۲	۳	دہرم پتی	دہرم پتنی	۱۱۷	۱	کر نہایت	نہایت
۱۰۶	۱	سبہاؤ	سوبھاؤ	۱۲۰	۵	بنا کر	بٹنا کر
۱۰۷	۵	کے ہوسکتے ہیں	کی ہوسکتی ہیں	۱۲۰	۱۵	اور اور	اور
″	۱۳	جاتی ہے	جاتا ہے	۱۲۱	۱	کے	کا
″	۱۶	مظلموں	مظلوموں	″	۴	راجہ بھیم چند کا	راجہ بھیم چند کی
″	″	بارا	بارہ	۱۲۳	۱۳	اسواران	سواران
۱۰۹	۹	پالیوں	پالیوں	۱۲۷	۱۸	کر دیئے	دیئے
۱۱۰	۳	گرو	گورو	۱۲۸	۹	کو	کے
″	۴	″	″	۱۳۱	۵	کر سکیں	کر سکتے تھے
۱۱۲	۵	منہ چڑاؤ	منہ چڑاؤ	″	۶	کرتا	کرتا تھا
۱۱۳	۱۹	گورو جی کی	گورو جی سے	۱۳۲	۱۱	ششیشا	سیسا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۳	۱۵	سواران	سواروں کے
"	۲۱	دشمنان	دشمنوں
۱۳۴	۱۰	"	"
"	۳۱	بدیہہ	بدیہی
۱۳۵	۱۵	دارو بارود	اور بارود
"	۱۹	دشمنان	دشمنوں
۱۳۶	۸	کتک	کارتک
۱۳۷	۱۸	بڑا بھاری جنگ ہوا	بڑی بھاری جنگ ہوئی
۱۳۹	۱	جنے	جتنے
۱۴۴	۷	نقطہ چینی	نکتہ چینی
۱۴۷	۱	جس سے	سے
"	۴	پنیہ نکشتر	پکھیہ نکشتر
"	۱۷	سلیم	تسلیم
۱۴۸	۱۰	سے	کی
۱۴۹	۲	نجھاور	نچھاور
"	۸	دشمنان	دشمنوں
"	"	جدائی	سچائی
۱۵۴	۱۶	سے	کی
[illegible]	۲۰	[illegible]	چھڑی ہوئی
۱۵۶	۱۱	ندرانہ	نذرانہ
۱۵۸	۱۳	بجار	بجائے
"	۱۵	دشمنان	دشمنوں
۱۵۹	۱۸	"	"
۱۶۰	۷	بجار	بجائے
۱۶۲	۱	ہیں	میں
"	۱	گوروجی	گوروجی نے
"	۶	کتائیں	قنائیں
۱۶۳	۱	ششیش	سبیس
"	"	"	"
۱۶۴	۲۱	[illegible]	کامیاب
۱۶۵	۸	ان امتحان سی	اس امتحان میں
"	۱۴	چیلے	چیلو
۱۶۵	۱۵	کیشوں	کیسوں
۱۶۶	۱۰	خود ان	خود ان کو
"	۱۶	گوروجی اپنے	گوروجی نے اپنے
۱۶۳	۱۳	دیولوگ	دیولوک
"	۱۶	حکام	احکام
۱۶۸	۱	ششیش	سبیس
۱۶۶	۵	سے	سجے

جیون چرتر شری گرو گوبند سنگھ جی مہاراج



حصہ اول

پہلا باب

ہندوؤں کی وہ استھا جس نے گرو گوبند سنگھ جی کو کام کرنے کے لیے تیار کیا

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत ।
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम्
परित्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम्
धर्मसंस्थापनार्थाय संभवामि युगे युगे ॥८॥

भगवद्गीता अ० ४

(ترجمہ) اے بھارت! جب دھرم سے نفرت ہو جاتی ہے اور برائیاں بڑھ جاتی ہیں تب میں اس وقت سادھو پرشوں کی رکھشا اور دشٹوں کا ناش کرنے کے لیے اپنے کسی ایک شریر کو دھارن کرتا ہوں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شری گرو گوبند سنگھ جی مہاراج کا جیون چرتر لکھنے سے پہلے اس ملک کی پولیٹیکل سپشل اور دھارمک اوستھا کا تذکرہ کیا جاوے تاکہ آپ کو اچھی طرح اس مہان پرش کی مہانتا کا پتہ لگ سکے کہ اس نے کیسے مشکل وقت میں ہندوستان کی سیوا کی تھی۔ فارسی زبان میں مثل ہے

ہر کمالے را زوالے

ٹھیک یہی حالت بھارت ورش کی ہوئی کسی زمانہ میں ہندوستان کا ساری دنیا پر راج تھا۔[1]

---

[1] (ا)

In the Aitareya Brahman Emperor Sudas is stated to have completely conquered the whole world with its different countries.

Hindu Superiority
P. 120.

(ب) एतद्देश प्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः ।
स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन् पृथिव्यां सर्वमानवाः ॥
मनु० २ ॥ २०

وقت آیا۔ کہ اس کے باشندوں کے پاس اپنے ہی ملک میں سر چھپانے

ابتدائے آفرینش سے لیکر پانچہزار برسوں سے پہلے زمانہ تک آریوں کا عالمگیر اور چکرورتی یعنی روئے زمین پر سب کے اوپر ایک ہی راج تھا۔ دیگر ممالک میں مانڈلک یعنی چھوٹے چھوٹے راجہ رہتے تھے۔ کیونکہ کورو پانڈو یہاں کے راج اور ضابطہ سلطنت میں کل روئے زمین کے سب راجہ اور رعایا چلتے تھے۔ کیونکہ یہ منوسمرتی جو دنیا کے ابتدا میں ہوئی ہے۔ اس کا حوالہ ہے۔ اس آریہ ورت ملک میں پیدا شدہ برہمنوں یعنی عالموں سے روئے زمین کے لوگ برہمن کھشتری ویش شودر اور ملیچھ وغیرہ سب اپنے لائق علم و عمل کی ہدایت اور تعلیم حاصل کریں۔ اور مہاراجہ یدھشٹر جی کے راجسو یگ اور مہابھارت کے جنگ تک یہاں کی سلطنت کے ماتحت سب سلطنتیں تھیں۔ سنو چین کا بھگدت۔ امریکہ کا ببروواہن۔ یورپ کا ویڈال آکھش (یعنی بلی کی مانند آنکھ والے) یونان جس کو یونان کہ آئے ہیں۔ اور ایران کا شل وغیرہ سب راجے راجسو یگ اور مہابھارت کے جنگ میں حکم کے مطابق آئے تھے۔ جب رگھوگن راجہ تھے۔ تب راون بھی یہاں کے ماتحت تھا۔ جب رام چندر جی کے زمانہ میں مخالف ہو گیا تو اس کو رام چندر جی نے سزا دیکر سلطنت سے محروم کر اس کے بھائی وبھیشن کو راج دیا تھا۔ سوائم بھاؤ راجہ سے لیکر پانڈو تک۔ آریوں (ہندوؤں) کی عالمگیر سلطنت رہی۔ ستیارتھ پرکاش سنہدی۔ ۲۸۹ (ج)

अथ किमेतैर्वा परे अन्ये महाधनुर्धराश्चक्रवर्तिनः
केचित् सुद्युम्न भूरिद्युम्नेन्द्र द्युम्नकुवलयाश्व यौवना
श्ववध्र्‌यश्वाश्वपतिशशबिन्दु हरिश्चन्द्र अम्बरीषन

سکے لئے بھی جگہ نہ رہی۔ اور ان کو جنگلوں اور پہاڑوں میں پناہ لینی پڑتی۔
جو آریہ ورت سارے جہان کو دہارمک تعلیم دیتا تھا۔ وقت آیا۔ کہ اس نے
مورتی پوجا کرنی شروع کر دی۔ اور اصلی پرماتما سے ہی منہ پھیر لیا
آریہ ورت دیش کی سبھا جیک ادستھا بھی سارے جہان میں شہرہ آفاق
تھی۔ وقت آیا۔ کہ اس ملک میں برے سے برے کام ہونے لگے جن کا
حال کسی سے مخفی نہیں ہے۔ یعنی جہاں یہ ملک سارے جہان میں کبھی اپنی
خوبیوں سے چمکتا ستارہ سمجھا جاتا تھا۔ زمانہ نے اس کو چاہ ذلالت میں گرایا
سینکڑوں مہاں پرش اس کے ادہار کیواسطے میدان میں آئے۔ مگر ان کی
کوششیں پوری پھلدائک نہ ہو سکیں۔ درحقیقت ایسا معلوم ہوتا ہے
گویا کہ پرماتما نے بھی اس دیش کی یہ خراب حالت دیکھکر ان کا ساتھ دینا چھوڑ دیا ہے

नक्तु शर्याति ययात्यनरण्योक्षसेनादयः। अथ
मरुत्तभरत प्रभृतयो राजानः। मैत्र्युपनि प्र०१ खं०४

اس قسم کے حوالوں سے ثابت ہے کہ شروع وید لیکر جنگ مہابھارت تک چکرورتی راجہ
آریہ ورت میں ہوئے ہیں مگر اب ان کی اولاد اپنی بدبختی کے باعث راج کھو کر غیر
ملک والوں کے پاؤں تلے روندی جا رہی ہے۔ جیسے یہاں۔ سدیومن۔
بھوردیومن۔ اندر دیومن۔ کوبلیاشو۔ یوناشو۔ ادھیرشو۔ اشوپتی۔ ششبندو
ہریشچندر۔ امبرش۔ ننکتو۔ سریاتی۔ ییاتی۔ انرنیہ۔ اکھشسین۔ مروت
اور بھرت۔ دوسرے زبان پر مشہور چکرورتی راجاؤں کے نام لکھے ہیں۔ اس کو غلط کہنا بے
علم اور متعصب لوگوں کا کام ہے
(ستیارتھ پرکاش ہندی صفحہ ٩٠)

تک کہ وہ بدیشیوں سے ٹھوکریں کھانے لگے۔ اس ملک کا تنزل جنگ مہابھارت سے ایک ہزار برس پہلے ہی ہونا شروع ہو گیا تھا۔

(دیکھو ستیارتھ پرکاش)

اول تو مہابھارت کا جنگ بھی گھر کی پھوٹ کا ہی نتیجہ تھا۔ لیکن اس کے بعد حالت اور بھی خراب ہو گئی۔ ملک میں سچے برہمن نہ رہے۔ سچے کشتریوں کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ البتہ ملک شودروں اور ویشوں سے بھرپور ہو گیا۔

ناظرین جس آدمی کے پاس سارا جسم ہو مگر اس کے پاس وچار کرنے کے لئے دماغ اور حفاظت کے واسطے بازو نہ ہوں۔ آپ اس کی قابل رحم حالت کا اندازہ اچھی طرح لگا سکتے ہیں۔ بالکل یہی حالت اس وقت ہندوستان کی ہو گئی تھی۔ ملک میں برہمن نہ رہے تھے یعنی دیش کا دماغ تباہ ہو گیا تھا۔ ملک سے سچے کشتریوں کا خاتمہ ہو گیا تھا کیونکہ جگہ جگہ بے اتفاقی کی وجہ سے الگ الگ راج قائم ہو چکے تھے۔ ہاں اس دیش میں بیوپار خوب ہوتا تھا۔ یہاں سے ہر قسم کی چیزیں غیر ممالک میں فروخت کے لئے جاتا

نوٹ (الف) بھارت ورش کئی صدیوں تک اپنی اولیہ قدرتی پیداوار اور اعلیٰ صنعت و حرفت کے لئے مشہور رہا ہے۔

چیمبرز انسائیکلوپیڈیا جلد ۵ صفحہ ۵۳۶

(ب) بھارت ورش کسی زمانہ میں تمام بیوپار کی جگہ تھی۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۶

کرنی تھیں۔ اور دھن بہت تھا۔ مگر اس دھن نے ہمیں اور بھی ہتھیار دکھلایا
میں پھنسایا۔ چور اور ڈاکوؤں کی نظر اسی دولت کی طرف لگی رہتی تھی۔

سلہ (ا) بھارت ورش کئی صدیوں تک اپنی دولت کے لئے مشہور زمانہ رہا
چیمبرز انسائیکلوپیڈیا جلد ۵ آرٹیکل انڈیا صفحہ ۱۴۳
(ب) بھارت ورش بے شمار زمانہ تک اپنی دولت کے لئے مشہور رہا ہے
ہربنس ہسٹاریکل ریسرچ جلد ۲ صفحہ ۲۰۸
(ج) ڈاکٹر وہائس کہتے ہیں۔ بھارت کے دھن بڑائی اور اقبال نے سکندر کے دل میں اور بھی کار بر دست اثر ڈالا۔ اور جب وہ فارس سے ہندوستان کی طرف چلنے لگا۔ تو اس نے اپنی فوج سے کہا۔ تم اس سونے کے بھارت کی طرف چلنے ہو جہاں بے شمار دولت ہے۔ اور جو کچھ آج تک تم نے فارس میں دیکھا ہے۔ اگر بھارت ورش سے اس کا مقابلہ کیا جاوے تو خاک کے برابر ہے
ہندو سپیریارٹی صفحہ ۷۔
(د) ہند کا بڑا بڑا قیمتی سامان تجارت اونٹوں پر لد کر افغانستان کے درّوں کی راہ سے دور دراز ملکوں میں جاتا تھا۔ محمود ابھی کچھ ہی تھا۔ مگر اس قسم کے قافلے باپ کے راج میں جاتے دیکھا کرتا۔ قافلے والوں سے باتیں کیا کرتا۔ اور وہ کہا کرتے۔ کہ ہندوستان میں جگہ جگہ بڑے بڑے شہر اور بڑے بڑے بھاری مندر ہیں۔ جن کی دولت کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اور یہ کہا کرتا تھا۔ کہ جب میں بادشاہ بنوں گا۔ تو ہندوستان کو ضرور لوٹوں گا۔
ای مارسڈن کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۹۹

بسم پاک کر وہ آئے۔ اور انہوں نے خوب دل کھول کر اس سے نیکی کی کان کو لوٹا۔ مسلمانوں نے اس لوٹ کھسوٹ کے زمانہ میں بت شکن بننے کی آڑ میں کیا کیا ظلم اس ملک کیا تہہ کیے۔ اس کا مختصر حال یہاں لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ناظرین جان سکیں کہ گروؤں کو کن حالات نے پیدا کیا۔

اگرچہ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ گڑے مردے اکھاڑنے یا پرانی قبریں کھودنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا مگر جب تک اس حالت کا مختصر سا ذکر نہ کیا جاوے۔ آپ کو یہ پتہ نہیں لگ سکتا۔ کہ گرو گوبند سنگھ جی کو ہندوؤں کی کس حالت نے کس طرح پیدا کیا۔ اور یہ کہ ان کی آتما کس قدر مہان اور اونچی تھی۔

سکھ دھرم کا آغاز شری گورو نانک دیو جی سے ہوا تھا۔ گرو نانک دیو بابر بادشاہ کے وقت میں ہوئے ہیں۔ بابر سے قریباً آٹھ سو برس پہلے سے مسلمانوں نے ہندوستان کو لوٹنا شروع کیا تھا۔ اور بابر سے قریباً تین سو سال پہلے تک سارا ہندوستان مسلمانوں کے ماتحت ہو چکا تھا۔

اس زمانہ میں مسلمانوں نے ہندوؤں پر وہ وہ ظلم کیے جن کا خیال کرتے دل کانپ اٹھتا ہے۔ مسلمانوں نے نہ صرف ہندوؤں کے مندر ہی ناپاک کیے۔ بلکہ ان کو گرا گرا کر ان کی جگہ مسجدیں بنوائیں ہندوؤں کے گھر اور بستیاں جلا دیں۔ نہ صرف ہندو دیویوں کا دھرم نشٹ کیا۔ بلکہ ہزاروں کو قتل کر ڈالا۔ بے شمار بچے بوڑھے جوان زن و مرد عدم آباد کو پہنچ گئے۔ اور بے شمار عورت مرد اور بچوں

سومنات مندر بنا کر لے گئے۔ اور غزنی میں سیالے نام قیمت پر فروخت کیا۔
ہندو عورتوں کی صرف اس قدر بے عزتی ہی نہیں کی گئی۔ بلکہ بزور
ان کو اپنے نکاح میں لایا گیا۔
لاہور کے راجہ جے پال نے مسلمانوں کے بار بار حملوں سے تنگ آ کر
اس زندگی سے موت کو ہزار درجہ بہتر سمجھ کر تمام کنبہ اور جیتے جی چتا میں
بیٹھ کر جل مرا۔ (ای مارسڈن کی تاریخ ہندوستان)
محمود نے نگر کوٹ پر حملہ کیا۔ یعنی کوٹ کانگڑہ جوالا مکھی کے دیو مندروں
کو لوٹا۔ جہاں سے اس کو بے شمار دولت ہاتھ آئی۔ مندر کے خزانہ میں
سے سات لاکھ مہریں نکلیں۔ اور سات سو من سونے چاندی کی اینٹیں
علاوہ اس کے دو سو من خالص سونا۔ اور دو ہزار من چاندی اور
بیس من جواہرات جس میں کئی قسم کے موتی ہیرے لعل مونگے ملے
ہوئے تھے۔ ہاتھ لگے۔ کہتے ہیں کہ یہ دولت راجہ بھیم کے وقت کی جمع
کی ہوئی تھی۔ محمود یہ سب کچھ مال متاع سمیٹ کر اپنے ملک کو لوٹا
(انہاس گرو خالصہ)
محمود نگر کوٹ کے ایک مندر سے سات لاکھ سونے کے دینار

سلہ سب سے پہلے مسلمانوں میں سے اس ملک پر سمت (۷۶۱) بکرمی میں خلیفہ ولید
نے اپنے دارالسلطنت بغداد سے حملہ کیا تھا۔ بابر کا زمانہ سمت ۱۵۸۲ بکرمی سے
شروع ہوتا ہے۔ گرو نانک دیو جی بابر کے زمانہ میں ہوئے یعنی گرو نانک دیو جی کے
کام شروع کرنے سے پہلے مسلمان بادشاہ عبادت درش کو دکھی کر رہے تھے

اور سو من سونا اور دو ہزار من چاندی اور بیس ہزار من جواہرات لے گیا
(الفنسٹن کی تواریخ ہند صفحہ ۵۳۰)

محمود ہندوؤں کے مندروں کو بیس دن تک گرواتا رہا۔ بتوں کو توڑتا اور شہر لوٹتا رہا۔ (تواریخ ہند الفنسٹن صاحب صفحہ ۵۳۵)

محمود نے اجمیر کا علاقہ بے چراغ کر دیا۔
(تواریخ مذکور صفحہ ۵۴۰)

سومنات کی مورتی کے دو ٹکڑے مدینہ روانہ کئے گئے۔ دو ٹکڑے غزنی کو اور ایک ٹکڑا دیوان عام میں رکھا گیا۔ اور ایک ٹکڑا جامع مسجد کی نذر کیا گیا۔ (تواریخ مذکور صفحہ ۵۴۳)

محمود نے سومنات کا مندر گرا دیا۔ اور اس مندر سے محمود کو چاندی سونا ہیرے لعل موتی مونگا۔ منی۔ نگینا وغیرہ اس قدر مال ملا۔ جتنا کہ اس کی سات پشت تک بھی کسی نے نہ دیکھا ہو گا۔
(اتہاس گرو خالصہ)

شمس الدین نے ہندوؤں پر باوجود رعایا ہونے کے بھی چڑھائی کی تخت پر بیٹھنے سے ایک ہی سال بعد گوالیار کو لوٹا۔ مندر کو توڑ وہاں سے مالوا کی طرف روانہ ہوا۔ اجین کو لوٹا۔ اور وہاں کے مندر مسمار کئے۔ وہاں پر دو مورتیاں تھیں۔ ایک شنکر اچاریہ کی تھی۔ اور دوسری راجہ بکرما جیت کی۔ اس نے دونوں کو اکھڑوا کر دہلی میں جامع مسجد کے دروازہ پر رکھوا دیا۔ ان کے ہاتھ پاؤں ناک کان توڑ ڈالے۔ کہاں تک لکھیں اس نیچ نے ہندو جاتی پر کئی قسم کے ظلم کئے (اتہاس گرو خالصہ صفحہ ۴۰)

غیاث الدین بادشاہ نے حکم دیا ہوا تھا۔ کہ میری سلطنت میں کسی ہندو کو کسی عہدے پر مقرر نہ کیا جائے۔

(انہاس گرو خالصہ صفحہ ۴۱)

سمت ۱۳۴۷ بکرمی میں جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا تخت پر بیٹھتے ہی اس نے کیقباد کے لڑکے کو جو کہ ابھی بچہ ہی تھا قتل کروا ڈالا۔ بعد میں دکھن پر چڑھائی کر کے اس کو فتح کیا۔ جہاں تک اس سے ہو سکا۔ لوگوں کو لوٹا۔ مندر مسمار کر دیئے۔ اور اچھے گھرانے کے ہندوؤں کو قید کر کے دہلی لے آیا۔

پھر جلال الدین کے حکم سے اس کا بھتیجا علاء الدین بھاری فوج لیکر دریائے نربدا سے پار گیا۔ اور گجرات کاٹھیا واڑ کے سب چھوٹے چھوٹے راجوں کو مغلوب کیا۔ سارے ملک کے بڑے بڑے شہروں کو لوٹا ہندو لوگوں کے بے شمار اچھے اچھے مندر گرا کر ان کی جگہ مسجدیں تعمیر کرا دیں۔ کہتے ہیں۔ کہ اس سفر میں علاء الدین کو ہیرا موتی مونگا سونا چاندی اس قدر تعداد میں گجرات کے علاقہ سے ملا تھا جو اس زمانہ کے کسی بادشاہ کے خزانہ میں نہ تھا۔ پھر علاء الدین نے اپنے چچا جلال الدین کو دھوکے سے قتل کروا دیا۔ اور خود دہلی کا بادشاہ بن بیٹھا۔ اجمیر شہر کو اس نے خوب لوٹا۔ اور سومنات کو بھی گروا کر وہاں ایک مسجد بنوائی۔ وہاں پر مہاتما بدھ کی ایک مورتی بھی تھی۔ اس کو بھی توڑوا کر پھینکدیا۔ اور وہاں پر ہندوؤں کے بہت سے کتب خانے جلوا دیئے۔ وہاں کے راجہ کو قتل کرایا۔ اور اس کی رانی کنولا دیوی کو جو کہ اس زمانہ میں خوبصورتی میں

ٹھانی تھی۔ اپنے ماتحت کر لیا۔ اس رانی کا کرپور نامی ایک لڑکا ملازم تھا۔ اور وہ بھی بہت ہی خوبصورت تھا۔ علاؤالدین نے یہ دونوں لعل اپنے قبضہ میں کر لئے۔

چتوڑ کے راجہ بھیم چندر کی استری پدمنی تھی۔ علاؤالدین نے بھیم چندر کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر تو اپنی عورت مجھے دیدے۔ تو میں تجھے تکلیف نہ کہونگا اور تمہارا راج بھی بنا رہیگا۔ مگر راجہ نے نہ مانا۔ تب علاؤالدین نے لکھا کہ تم اگر اپنی عورت کو ہمیں صرف دکھلا ہی دوگے۔ تو ہم تم سے خوش رہینگے۔ بھیم چندر نے اس بات کو مان لیا۔ اور ایک شیش محل میں علاؤالدین کو بلایا۔ جہاں اپنی عورت کا درشن اس کو کروایا (لعنت) پدمنی کی خوبصورتی کو دیکھکر ہی ششدر سا رہ گیا۔ راجہ کو قید کرنے کا انتظام تو اس نے پہلے سے ہی کر رکھا تھا۔ رانا بھیم کو دھوکہ سے پکڑ لیا علاؤالدین نے پھر کہا۔ اگر تم اپنی پدمنی ہمیں دینا منظور کر لو۔ تو اب بھی چھوڑ دیتا ہوں۔ رانا چپ رہا۔ لیکن اسی وقت اندر سے رانی پدمنی نے علاؤالدین کو ایک خط لکھا۔ کہ میں آپ کے پاس خود آجاتی ہوں۔ اور میرے ساتھ میری سات سو لونڈیاں بھی ڈولی میں سوار آئینگی سب کی پرورش اگر آپ منظور کریں۔ تو آپ ارشاد فرمادیں۔

اس شہوت پرست بے سمجھ نے اس بات کو بخوشی مان لیا۔ رانی نے سات سو ڈولیوں میں سات سو کھشتری بھیجدیئے۔ انہیں شاہی مستورات خیال کرکے علاؤالدین کی فوج تو دور ہی رہی۔ ان میں سے ایک سپاہی نے

اتر کر جیت رانا کو اسی ڈولی میں بٹھا کر شاہی فوج سے باہر کر دیا تھوڑی دور جا کر رانا تیز گھوڑے پر سوار ہو کر قلعہ چتوڑ میں جا پہنچا۔ اب علاءالدین کو سخت غصہ آیا۔ اور اس نے پھر چتوڑ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر فتح نہ کر سکا کچھ دن بعد علاؤالدین نے پھر چتوڑ پر حملہ کیا۔ اس لڑائی میں راجہ کے سب بیٹے مارے گئے۔ صرف ایک جس کو رانا نے خود ہی چتوڑ سے باہر بھیج دیا تھا تاکہ اس کی نسل قائم رہے۔ وہی بچا۔ جب رانا کو اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ تو چتوڑ کے قلعہ میں ہی ایک بھاری چتا بنائی گئی جس میں عورتیں پدمنی سمیت بخوشی جیتے جی جل مریں۔ وہ استریاں پوترا اور دھن تھیں جنہوں نے بیگانے مرد کے قبضہ میں جانے پر موت کو ترجیح دی۔ اس کے بعد راجہ نے قلعہ کے باہر آکر لڑائی کی۔ اور خود بھی مارا گیا۔

علاقہ بہار کو فتح کر کے قطب الدین ایبک نے ایک لاکھ برہمن قتل کروائے تھے۔ اور ہندوؤں کی نہایت پرانی اور مشہور لائبریری جلا دی۔

(اتہاس گرو خالصہ بحوالہ طبقات ناصری صفحہ ۹)

فیروز شاہ نے دکھن کی فتح میں بے شمار مورتیاں لاکر اپنے قلعہ کے دروازہ پر پھینک دیں۔ اور کتنی ہی دیر تک ایک ہزار ہندوؤں کے خون سے ان کو نہلایا۔

(اتہاس گرو خالصہ بحوالہ تواریخ امیر خسرو صفحہ ۹)

علاءالدین[1] خلجی نے اس قدر ہندو قتل کئے۔ کہ خون کی ندیاں بہادیں
ہزاروں بچوں اور بیس ہزار خوبصورت لڑکیوں کو لونڈی بناکر اپنے وطن
مالوف کو روانہ کر دیا۔ اس علاؤالدین نے حکم دے رکھا تھا۔ کہ ہندوؤں
کے پاس تن ڈہانپنے کو کپڑا اور کھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ چھ ماہ
کیواسطے اناج سے زیادہ کچھ نہ رہنے پاوے۔ کیونکہ ہندو کافر ہیں۔ اس
لئے زیادہ کے مالک مسلمان ہیں۔

(تذکرہ امیر عبیداللہ خاں و تذکرہ مصر)

اس نے شہر دولت آباد کو یہاں تک برباد کرایا۔ کہ کتے بلی تک بھی
باقی نہ چھوڑے۔ اندھوں کو گھوڑوں کی دم کیساتھ بندھوا کر مروایا

(اتہاس گرو خالصہ)

جلال الدین خلجی نے مالوا گجرات ویش کو اتنا لوٹا۔ کہ ہندوؤں کے
پاس سوائے تن پر کپڑا اور مٹی کے برتنوں کے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ بیس
ہزار جوان استریاں اور بچے مسلمانوں میں انعام کے طور پر تقسیم کئے
اور چودہ ہزار ہندو رئیسوں کے سر کٹوا کر قلعے کی دیواروں پر رکھوا لئے۔ ہر
ایک سر پر جدا جدا چراغ جلا کر دریائے جمنا میں پھینکدیا۔ رعایا کو ایسا

---

[1] اس بادشاہ نے اپنے بھائی اور بھتیجے کی سٹریشن (بغاوت) کے الزام میں جیتے جی کھال کھچوائی تھی۔ اور ان کے گوشت کا پلاؤ پکوا کر ان کے بچوں کو کھلایا تھا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ جس نے اپنے بھائیوں سے یہ سلوک کیا ہو۔ ہندو کافروں سے کیا کسر اٹھا رکھی ہوگی۔

مفلس کر ڈالا تھا کہ مزیدی اشیا خریدنے کے لئے بھی کسی کے پاس ایک پیسہ تک موجود نہ تھا۔ اس کے زمانہ میں بہت سے لوگ بھوک کے مارے دریا میں ڈوب کر مر گئے۔ سلہ (امیر خسرو)

مبارک شاہ خلجی نے دیو گڑھ کے راجہ ہرپال کی جیتے جی کھال کھچوائی۔ (تواریخ ہند الفنسٹن صاحب صفحہ ۲۵۲)

فیروز شاہ نے جب نگر کوٹ (کانگڑہ) فتح کیا۔ تو اس نے وہاں

سلہ اس بانی جلال الدین کو امیر خسرو نے اپنی تواریخ میں نرم مزاج لکھا ہے۔ بعض وقت وہ چوروں کو بغیر سزا دیئے ہی چھوڑ دیا کرتا تھا۔ مگر جو سلوک اس نے ہندوں کیساتھ کیا اس سے نرم مزاج ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ جن چوروں کو وہ بغیر سزا دیئے ہی چھوڑ دیتا تھا۔ وہ ضرور مسلمان ہوتے ہونگے۔ اور ہندوؤں کی چوری کرتے ہونگے۔

سلہ فیروز شاہ نے اپنے روز نامچہ میں لکھا ہے۔ کہ مجھ سے پہلے ہونے والے بادشاہ ذرا ذرا بات پر ان کو نیست و نابود کر دیتے تھے۔ اور ہندوؤں کو زندہ آگ میں جلا دیتے تھے کسی کا ناک کسی کے کان کٹوا دیتے تھے۔ اور کسی کی آنکھیں ہی نکلوا دیتے تھے۔ لیکن میں نے اس طرح نہیں کیا۔ فیروز شاہ اپنے سے پہلے بادشاہوں کے ظلم و اتیاچار (ظلم) کو تو خود مان گیا ہے۔ لیکن وہ لکھتا ہے۔ کہ میں ایسا نہ تھا۔ وہ بھی جیسا تھا۔ تاریخ فرشتہ کے وہ الفاظ آپ سن دیکھ سکتے ہیں۔

کے سبھی ہندو مندروں کو گروا دیا تھا۔ بتوں کو توڑ کر ان پر گلئے کا گوشت لپیٹ کر برہمن لوگوں کے گلے میں بندھوا یا۔ تیرہ ہزار بت پرست ہندوؤں کو قید کر کے سب کے منہ میں گئو کا گوشت ڈلوا کر گردنوں سے مروا مروا کر نیست و نابود کر دیا تھا۔ (تاریخ فرشتہ)

فیروز شاہ کو کسی نے خبر دی۔ کہ ایک برہمن دہلی میں چھپ کر مورتی پوجا کر رہا ہے۔ بس کیا تھا۔ فوراً حکم دے کر منگوا یا گیا۔ اور زندہ آگ میں جلایا گیا۔ اس کی سلطنت میں جب ہندوؤں نے ٹیکس دینا منظور کر لیا۔ تو تھوڑے دن ان کو آرام رہا۔ ورنہ یہی خبر سننے میں آیا کرتی تھی۔ کہ آج فلاں ہندو کی کھال اتاری گئی۔ فلاں ہندو کو آگ میں جلایا گیا۔ فلاں کو دریا میں غرق کیا گیا۔ فلاں کو زمین میں گاڑا گیا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب ہندوؤں نے لاچار ہو کر اپنے آرام کیواسطے بادشاہی ٹیکس منظور کر لیا۔ تب بادشاہ نے خوش ہو کر حکم دیا۔ کہ تم لوگ اپنے پوجا پاٹ کیواسطے مندر اور شوالے بنوا لو۔ بادشاہ آپ لوگوں سے خوش ہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب لوگوں کے پاس دولت نظر آئی تو مندر لوٹ لئے۔ اور ان کی جگہ مسجدیں تعمیر کرا دی گئیں۔ (اتہاس گرو خالصہ)

رانا مل بھٹی کی لڑکی نہایت حسین تھی۔ غیاث الدین نے اس کو بہت تنگ کیا۔ اور زبردستی اس لڑکی کو اپنے نکاح میں لے لیا۔ اسی

[1] درحقیقت بت شکن بننے کا محض بہانہ تھا۔ ورنہ اب ایسا حکم مندر وغیرہ بنوانے کیواسطے کیوں دیا گیا۔ کیا اب ٹیکس دینے سے بت پرستی جائز ہو گئی تھی۔

کے شکم سے فیروز شاہ پیدا ہؤا تھا۔ اسی غیاث الدین کے زمانہ کا ذکر ہے
کہ ایک دفعہ جیسلمیر میں آٹھ ہزار عورتوں نے زندہ آگ میں جلنا منظور
کیا وجہ یہ تھی۔ کہ مسلمان ان کی عصمت لگاڑنا چاہتے تھے۔ اسی طرح چوبیس
ہزار عورتیں بیکم ہھنبھٹ کے قلعہ میں بھی بادشاہ کے ظلم سے ڈرتے ہوئے
دھرم رکشا کے لئے زندہ آگ میں جل مری تھیں۔ اس نے اپنی رعایا پر اس
قدر ٹیکس اور جذیئے لگائے تھے کہ پگڑی باندھنے والے سنتے نائی۔ دھوبی
وغیرہ بھی سب جذیہ ادا کرتے تھے۔ اس کے وزیر کی ماہواری تنخواہ تیرہ
ہزار تھی۔ کیونکہ اس کی دو ہزار بیگمیں تھیں۔ اس لئے ان کا خرچ بھی زیادہ
ضروری تھا۔ (اتہاس گرو خالصہ صفحہ ۷۱)

تیمور نے دیال پور کے صوبہ کے پانچ ہزار اجودھیا کے چودہ ہزار اور
بنارس کے بیس ہزار ہندوؤں کو مورتی پوجا کے جرم میں قتل کر دیا تھا
اور ان کی عورتوں اور بچوں کو لونڈی اور غلام بنا لیا۔ اور کشمیر شہر میں
محصول نہ لگانے کے عذر میں اس نے ۲۹ ہزار ہندوؤں کو ایک مکان میں
بند کرکے آگ لگا کر جلا دیا تھا۔ باقی جو وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔ وہ بھی دس ہزار
کے قریب ہو گئے۔ ان کو تلوار کے گھاٹ اتارا گیا جب اس نے لونی
کے قلعہ کو گھیرا۔ تو وہاں راجپوت لوگوں نے زندگی سے بیزار ہو کر پہلے
اپنے بال بچوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ اور خود سب لڑ کر میدان میں

لے شاید ایسے ایسے مظالم سے ہی اس ملک میں اچھے گھرانوں میں لڑکیوں کے مار ڈالنے
کا رواج ہو گیا ہوگا۔

شہید ہوئے۔ اس نے سارے شہر کو لوٹ کر خاک میں ملا دیا۔ اور جو ہندو سامنے آیا جان سے مارا گیا۔

تیمور نے ایک لاکھ پچاس ہزار ترکی سپاہیوں کو اس کام پر مقرر کیا ہوا تھا۔ کہ وہ ہمیشہ ہندو لوگوں کو لوٹا کریں۔ وہ لوگ آخرکار تھوڑے ہی عرصہ میں دولتمند ہو کر جلدی ہی اپنی نوکری سے مستعفی ہو گئے جب تیمور ادہر ادہر لوٹ مار کر کے دہلی پہنچا۔ تو وہاں صرف پندرہ دن رہ کر کہنے لگا۔ کہ میں تو ہندوستان میں صرف ہندو لوگوں کا ناش کرنے آیا ہوں۔ نہ کہ بادشاہی کا مزا لوٹنے کے لئے۔ اگرچہ پہلے ہی میں نے لاکھوں ہندو قتل کئے ہیں تو بھی مجھے آرام سے بیٹھنا حرام ہے ایسا خیال کر کے اس نے فوراً شہر میرٹھ پر حملہ کیا۔ وہاں بے شمار ہندو قتل کئے۔ اور مندر گرا لئے۔ حاصل کلام یہ کہ گنگا کے دونوں طرف کے علاقہ کو لوٹ مار کر کے کنگال کر دیا۔ اور ان کے بے شمار خوبصورت لڑکے لڑکیاں غلام اور لونڈی بنا لئے۔ بہت سے بڑے بڑے زمیندار لوگ مقابلہ کر کے شہید ہوئے۔ کہ جن جن ہندوؤں نے دین اسلام قبول نہ کیا ان کے منہ میں گئو ماس ٹھونس کر مروا ڈالا۔

(اتہاس گرو خالصہ صفحہ ۲۶۲)

توزک بابری میں لکھا ہے۔ کہ ہندو لوگ لڑائی میں قید کئے جاتے تھے۔ اور پھر بادشاہ کے سامنے قتل کروا دیئے جاتے تھے

النفنسٹن صاحب اپنی تواریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں۔ کہ تیمور نے دہلی کے سارے باشندوں کو قتل کرایا۔

اس کے بعد تیمور بشتیر پر گیا سب لوگوں کو قتل کیا۔ لوگوں کے گھر جلا دیئے۔ جو رستہ میں آیا سب کو قتل کرتا گیا۔ صفحہ ۶۶۷

تیمور نے دہلی میں ان تمام قیدیوں کو قتل کرایا جن کی عمر پندرہ سال سے زائد تھی جنکی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی صفحہ ۶۷۴

وہ پراچین شہر قنوج کہاں ہے جس میں صرف تیس ہزار دوکانیں تو پان فروشوں کی ہی تھیں۔ شہاب الدین غوری نے اس شہر کا نام و نشان بھی نہ چھوڑا تھا (اتہاس گرو خالصہ صفحہ ۳۰۶)

اسی شہاب الدین کی بابت الفنسٹن صاحب صفحہ ۵۹۲ پر لکھتے ہیں کہ جب اس نے لڑائی کے تھوڑے دنوں بعد اجمیر کو فتح کیا تو کئی ہزار وہاں کے رہنے والوں کو جو اس کے سامنے آئے تھے مروا ڈالا اور باقیوں کو لونڈی و غلام بنانے کیواسطے رکھا۔

پنجاب کے گکھڑوں اور غزنی کے مغرب میں رہنے والے تیراہوں کو شہاب الدین نے زبردستی مسلمان بنایا۔

(تواریخ الفنسٹن صاحب صفحہ ۵۹۷)

وہ پراچین شہر متھرا کہاں ہے۔ کہ جس کی آبادی چوبیس میل مربع تھی۔ اس کو محمود غزنوی نے اجاڑ کر زمین کیساتھ ملا دیا تھا۔ اسی شہر کے ایک بڑے مندر کی تعریف میں جو کہ گرا کر زمین کیساتھ ملا دیا گیا تھا بادشاہ کا میر منشی یوں بیان کرتا ہے۔ کہ اگر ایسا مندر بنوایا جاوے تو کروڑ ہا دینار (مہریں) خرچ ہوں۔ اس مندر کی شان و شوکت و بلندی کا ذکر کرنے کی زبان میں طاقت نہیں۔ ہیرے جواہرات کی کان محمود کے ہاتھ

آئی ۔ جتنا چاہا۔ اس نے اور اس کی فوج نے لوٹا ۔ (اتہاس گرو خالصہ)

اس کے علاوہ ایک اور بہت بڑا بھاری مندر شہر سجلیہ میں تھا جو کہ ۵۰ گز اونچا تھا۔ اور آدھہ کوس لمبا چوڑا کئی سالوں میں کروڑہا روپیہ خرچ کر کے تیار ہوا ہوگا۔ اس کو شمس الدین نے ایک دم میں توڑ کر خاک میں ملا دیا۔ (اتہاس گرو خالصہ صفحہ ۶۲۳)

اس مندر کی نسبت امیر خسرو صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس کے گرانے میں لاکھوں آدمی ہلاک ہوئے۔ خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ کروڑوں روپوں کے جواہرات جو اس کی دیواروں میں جڑے ہوئے تھے۔ فوج نے لوٹے اور وہاں مسجد بنوائی گئی۔ جو کہ اب تک موجود ہے

محمد موسٰے نے اپنے اتہاس سندھ میں لکھا ہے۔ کہ محمد قاسم نے جب شمس آباد کو اجاڑا۔ تو اس وقت لکھو کہا ہندو جان سے مارے گئے اور بیس ہزار ہندوؤں کو قید کر کے بغداد کو روانہ کیا۔ ان کے ساتھ ہی علاقہ سندھ کے راجہ کی دو نہایت حسین لڑکیاں خلیفہ بغداد کو بطور تحفہ

سلہ خلیفہ جب ان دہرم مورتیوں سے بغلگیر ہونے لگا۔ تو لڑکیوں نے کہا حضرت ہم تو آپ کے کام کی نہیں رہیں۔ خلیفہ نے پوچھا۔ کیوں؟ تب انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم کو بدمعاش محمد قاسم نے پہلے ہی خراب کر ڈالا تھا۔ بس اس بات کو سنتے ہی خلیفہ کی آنکھوں میں مارے غصہ کے خون اتر آیا۔ فوراً حکم نامہ لکھکر اپنی فوج کو بھیجا۔ کہ وہ محمد قاسم کو بیل کی کھال میں بند کر کے لے آویں۔ جلدی ہی تعمیل کی گئی۔ جب اس کا مردہ جسم بغداد میں پہنچا۔ تو دونوں دیویاں دیکھ کر

بھیجیں۔

جب محمد قاسم نے دیبل کا قلعہ اور سندھ فتح کیا۔ تو اس نے پہلے پہل یہ خواہش ظاہر کی کہ برہمنوں کا ختنہ کیا جاوے۔ جب برہمنوں نے ختنہ کرانا سے انکار کیا۔ تو اس نے حکم دیا۔ کہ سترہ سال کی عمر سے بڑے سب قتل کئے جاویں۔ اور باقی لونڈی اور غلام بنا کر بغداد روانہ کر دیئے جاویں

(الفنسٹن صاحب کی تاریخ ہند صفحہ ۴۹۳)

میر معصوم صاحب اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ علاقہ سندھ کے بھاٹیہ لبانے۔ جاٹ۔ کاری وغیرہ فرقوں کے واسطے خلیفہ عمر نے یہ قانون جاری کر رکھا تھا۔ کہ کوئی بھی اچھا کپڑا نہ پہنے۔ اچھا کھانا نہ کھاوے۔ گھوڑے کی سواری نہ کرے۔ دو منزلہ مکان نہ بنائے۔ خوبصورت لڑکی لڑکا گود میں

ہنس پڑیں۔ اور خلیفہ کو کہا۔ آپ نے یہ کام بغیر سوچے سمجھے کیا۔ جو اس قدر بہادر جرنیل صرف ہماری بات پر قتل کرا دیا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ ہمیں تو اس غریب نے ہاتھ بھی نہ لگایا تھا۔ ہم نے تو اس سے اپنے باپ کا بدلہ لینے کی خاطر یہ جھوٹ گھڑا تھا۔ اس ظالم پاپی نے ہمارے پتا جی کو مارا تھا۔ ہم نے کمزور ہونے کی وجہ سے اپنی ہوشیاری کے ساتھ اس سے بدلہ لیا۔ پھر ان عقلمند دھرم مورتیوں نے اپنی عصمت بچانے کے لئے خلیفہ کو بہت سخت سست کہا۔ اور اس کو اس کے منہ پر ہی نیچ پاپی ظالم بدمعاش اور ڈاکو وغیرہ ناموں سے پکارا۔ غصہ میں آ کر خلیفہ نے ان دونوں کو مروا ڈالا۔ اس طرح ان دھرم کی دیویوں نے اپنی عصمت بچانے کے علاوہ دنیا کو بتلا دیا کہ جو عقلمند ہے۔ وہی طاقتور ہے بیوقوف باوجود شہ زور ہونے کے بھی نکما ہے۔

نذر رکھے۔ بلکہ بادشاہ کی بھینٹ کر دیا کرے۔ یا اور کسی اچھے مسلمان کی نذر کر دے۔
خلیفہ عمر نے یہ بھی حکم جاری کر رکھا تھا۔ کہ ہندو لوگوں کی کل پیداوار سال بسال ہی لے لی جاوے۔ اور ان کے پاس صرف خوراک کیواسطے ہی باقی چھوڑا جاوے۔
تاریخ چچنامہ میں لکھا ہے۔ کہ جب اس نے علاقہ سندھ کے قلعہ راہوکوٹ فتح کیا۔ وہاں سے قریباً تین ہزار ہندو مرد وعورتوں کو قید کر کے خلیفہ ولید کے پاس بھیجا گیا تھا۔ ان میں سے کچھ تو وہاں فروخت کر دیئے گئے۔ اور کچھ اپنے اچھے مسلمانوں کو انعام میں تقسیم کر دیئے گئے
خلیفہ نے بغداد سے محمد بن قاسم کو لکھا۔ کہ جہاں تک تم سے بن پڑے کافروں کو آرام مت لینے دو۔ جیسے ہو سکے۔ ان کو دین اسلام قبول کراؤ۔ اور جو کسی طرح سے نہ مانے۔ اُس کو قتل کر ڈالنا
تیمور اپنے روزنامچہ میں لکھتا ہے۔ کہ میرا ہندوستان میں اس قدر تکلیف اٹھا کر آنا۔ دو باتوں کے لئے ہے۔ ایک تو ہندو کافروں کو دین اسلام میں لانا یا قتل کرنا۔ دوسرے ان کی دولت وغیرہ لوٹ کر مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا۔
اکبر کو اگر دوسروں پر ترجیح دیجائے تو ہمارے خیال میں سراسر غلطی ہے ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اگر دوسرے بادشاہ ہیضہ تھے۔ تو اکبر تپ دق تھا اس نے ہندوؤں کو اس طرح کمزور کیا ہوا تھا جس طرح تپ دق سب ہڈیوں کو کھوکھلا کر کے جسم کو نکما کر دیتا ہے۔ ہمارے خیال میں اکبر یورپین پالیسی کا سمپادک (بنانیوالا) تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہندوؤں نے ظاہرا تو خود اپنی

خوشی سے مگر وہاں تنگ آکر اس کو اپنی لڑکیاں تک دیدیں۔
اکبر زمینداروں سے فی بگھہ پانچ من دانہ وصول کیا کرتا تھا۔ خواہ پیداوار ایک من بھی نہ ہو۔ (اتہاس گرو خالصہ)
اکبر اودے پور کے راجہ جے مل کی لڑکی لینے کی خاطر چتوڑ کے قلعہ پر بے شمار دفعہ حملہ آور ہوا۔ اور کئی دفعہ شکست بھی کھائی۔ آخر بہت سالوں میں تنگ آکر راجپوتوں نے سمت ۱۶۲۴ بکرمی کے ماہ بیساکھ قلعے کے اندر ہی پہلے اپنے بال بچوں کو قتل کیا۔ اور پھر خود میدان جنگ میں مخالفوں کا سر اڑاتے ہوئے شہید ہو گئے۔
اکبر بے شمار ہندؤں کو خوف دلا کر ان کی خوبصورت لڑکیاں چھین لیتا رہا (اتہاس گرو خالصہ صفحہ ۶۶)
جب راجہ جسونت سنگھ جودھپور جو کہ اکبر کے ہوا خواہوں میں تھا۔ قابل کی مہم پر مارا گیا۔ تو اکبر نے اس کے عورت اور بال بچوں کے لئے جو کہ ان دنوں دہلی میں ہی تھے حکم دیا کہ ان کو مسلمان بنا لیا جاوے مگر راجہ کے طرفدار راجپوت لوگوں نے عقل۔ بہادری اور حکمت سے جسونت سنگھ کے بیٹوں کو وہاں سے نکال دیا۔ عورتیں اور لڑکیاں جو نہ نکل سکیں۔ ان کو ایک کوٹھڑی میں بند کر کے بارود سے اوڑا دیا۔ اور خود بھی بادشاہ کے سامنے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

(ٹاڈ صاحب)

ہم نے اوپر لکھا ہے۔ کہ اگر دوسرے بادشاہ ہیضہ تھے۔ تو اکبر یقیناً تپ دق تھا۔ اس کا ثبوت اکبر کے زمانہ کی تاریخ دیکھنے سے صاف ملتا ہے

اس نے ہندوؤں کو ملازمتیں دے کر ہندوؤں کو ہندوؤں کے ہاتھ سے ہی تباہ کرایا اور ہندو راجاؤں کو اپنی طرف سے دوسرے ہندو راجوں کیساتھ بھی لڑوایا اس نے اپنی چالاکی سے ہندوؤں کو اتنا کمزور کر دیا۔ کہ راجپوت اپنی لڑکیوں کے ڈولے بڑے فخر سے مسلمان بادشاہوں کو دینے لگے۔ اکبر نے ہندوؤں کو کس قدر کمزور بنا دیا تھا۔ اس کا ثبوت اسی مارسڈن کی تاریخ ہندوستان کے ان تھوڑے سے الفاظ سے بخوبی مل سکتا ہے۔

"اودے سنگھ نے اکبر کی ماتحتی منظور نہ کی۔ اس کے بیٹے راناپرتاب نے بھی جیتے جی سر نہ جھکایا۔ اور لڑتا لڑتا ہی مر گیا۔ مگر اپنی آزادی کو نہ چھوڑا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس خاندان میں سولہ آنے راجپوتی خون بھرا ہے۔ راجپوتوں کا ایک ہی خاندان ہے۔ جو فخر سے کہہ سکتا ہے۔ کہ ہم نے ماتحتی اختیار نہ کی۔ اور نہ ہی ڈولے دیئے۔ اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ اکبر نے اور سب کو گرایا۔ اور تباہ کیا"

اکبر کی بابت لالہ دولت رائے اپنی کتاب سوانح عمری گرو گوبند سنگھ جی میں یوں لکھتے ہیں۔

"اکبر نے بظاہر اس قسم کی کوشش کی تھی کہ ہندو اور مسلمان آپس میں مل کر رہیں۔ اور جو حقارت مابین ان کے ہے۔ وہ کم ہو جاوے اور برداشت کے عادی ہو جاویں۔ لیکن دراصل ہندوؤں کے لئے اس کی حکمت عملی نہایت مضر تھی۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کی لڑکیاں تو لینی ہی نہ تھیں۔ اور نہ لینا پسند کیا۔ اگرچہ اکبر نے راجپوتوں کے سامنے یہ تجویز بھی پیش کی تھی۔ لیکن ہندو ایسے مجبور ہوئے۔ کہ راجپوت راجوں

ہم اپنی لڑکیاں مسلمانوں کو دینا خرید سمجھنے لگے ۔

آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

" راجپوت کشتریوں پر ہندؤں کی آنکھیں تھیں ۔ کہ وہ ملک اور دھرم کی حفاظت کریں گے ۔ ملک تو جا چکا تھا ۔ دھرم پر ہٹنے کے آثار دکھائی دینے لگے ۔ مانا کہ ہندو راجوں نے مصلحت ملکی کے لحاظ سے مسلمان بادشاہوں کو لڑکیوں کے دینے سے انکار کیا ۔ لیکن وہ دینے کب لگے تھے ۔ وہ تو ایک قسمت کی تھی ۔ اور حکومت کا رعب تھا ۔ کہ راجپوت لڑکیاں مسلمانوں کو دینے پر مجبور ہوئے ۔ اور ہندؤں کے لئے اس سے زیادہ بدقسمت زمانہ نہیں کبھی آیا تھا ۔ اور شاید میں آیا کہ وہ بخوشی خود لڑکیاں مسلمانوں کے لئے حوالہ کرتے تھے ۔

(سوانح عمری گرو گوبند سنگھ جی صفحہ ۳۳)

اکبر نے والیٔ جے پور کی بیٹی سے نکاح کیا ۔ چتوڑ کو برباد کیا ۔ جہاں ہزاروں راجپوتوں نے اپنے بال بچوں کو زندہ جلا دیا ۔ اور میدان جنگ میں خود لڑکر قتل ہوئے ۔

راجپوتوں سے رشتہ ناطہ کرنا اکبر دل سے چاہتا تھا ۔ اور اس کی بڑی کوشش تھی جس کو اس کے جانشینوں نے بھی برابر قائم رکھا چنانچہ جے پور اور مارواڑ کے خاندان کی دو رانیاں اکبر کے دو محل تھے ۔ . . . . اور اکبر کے بڑے بیٹے جہانگیر کی شادی جے پور کی دوسری رانی سے ہوئی تھی ۔

تاریخ الفنسٹن صفحہ ۴۸۳

آگے چل کر اسی کتاب کے صفحہ ۹۸ پر لکھا ہے۔ کہ نر سنگھ دیو اور اس کی عورت اور بچوں کو گرفتار کرنے اور اس کے گھر بار کو لوٹنے کے واسطے اکبر نے ایک فوج روزانہ کی۔ اور ایسی سختیاں کرنے کی اجازت دی جس کا خیال کرتے ہی جسم کانپنے لگتا ہے۔

بہت سے لوگ اکبر کو اچھا خیال کرتے ہیں۔ مگر یہ ان کی غلطی ہے ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے۔ کہ وہ کیا تھا۔ ہماری بات کی شہادت ٹاڈ صاحب کی کتاب سے بخوبی مل سکتی ہے۔ ٹاڈ صاحب اورنگزیب کے میواڑ پر حملہ کرنے کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ اس نے وہاں اتنے ہندو قتل کئے۔ کہ جتنے اکبر نے کئے تھے۔ یعنی ٹاڈ صاحب کے خیال کے بموجب اکبر اور اورنگزیب جیسے ظالم ہندو قتل کرنے کے معاملہ میں یکساں تھا

بابر کی توجہ نے لاہور کو جلا کر مٹی میں ملا دیا۔ اس کے بعد دیپالپور پر حملہ کیا۔ اور وہاں قتل عام کا حکم دیا۔ (تواریخ الفنسٹن صفحہ ۶۸۵)

بابر نے میواڑ پر چڑھائی کر کے ہزار ہا آدمی قتل کئے۔

(تواریخ الفنسٹن صفحہ ۷۰۸)

اسی تواریخ کے صفحہ ۷۰۱ پر لکھا ہے۔ کہ جب بابر آگرہ کو فتح کر چکا تو اس نے سب سے پہلے یہ کام کیا۔ کہ جو مال دولت اس کے ہاتھ لگا سب اپنی فوج میں بانٹ دیا۔ اور اپنے بیٹے ہمایوں کو وہ ہیرا (کوہ نور) دیا (جس کے برابر کا دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔ اور ایک ایک شاہ رخی کابل کے چھوٹے بڑے ماتحت اور غیر ماتحت سب مرد عورتوں میں

تقسیم کی۔ اسی فیاضی کی وجہ سے لوگ اس کو قلندر کہتے تھے۔

(مال مفت دل بے رحم)

اورنگ زیب کے مظالم سارے جہان میں روشن ہیں۔ سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ وہ کتنا بے رحم۔ غصے والا۔ وشٹ اور ظالم آدمی تھا۔ اس کی سوامن یگیوپویت اتار کر کھانا کھانے کی پرتگیا بہی مشہور ہے اس کے بے رحم ہونے کی اس سے زیادہ اور کیا مثال ہوسکتی ہے کہ اس نے اپنے باپ کو قید میں مار ڈالا۔ اور اپنے بھائیوں کو بھی قتل کر دیا۔

چونکہ گرو گوبند سنگھ جی مہاراج کے جیون چرتر کیساتھ اس بے رحم اور وشٹ آدمی کا بڑا تعلق ہے۔ اس لئے اس کا اور حال بیان نہیں کیا جاتا۔ ناظرین آگے چل دیکھ لیں گے۔

دوسرا باب

گاہ اجب یہ دیش سب طرح سے دکھی تھا۔ مسلمان لوگ ہندوؤں کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ ہندوؤں کا اگر کچھ قصور تھا۔ تو صرف یہی جو جہان میں کمزوروں کا ہوا کرتا ہے۔ اسی کمزوری کے قصور پر لٹیرے ڈاکو لوگ ان کو قتل کر رہے تھے۔ کوئی بھارت ماتا کا بچہ اچھا لباس نہیں پہن سکتا تھا۔ کسی کے ہاں خوبصورت لڑکا لڑکی ہونا ہی گناہ تھا۔ مسلمان لوگ جتنا کہ ان سے ہوسکتا۔ ہندوؤں پر ظلم کر رہے تھے

ہر روز ہزارہا مرد عورت تلوار کے گھاٹ اتارے جاتے تھے۔ خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔ لاکھوں مرد عورت جو اپنے گھروں میں امیر کبیر بنے بیٹھے تھے غلام بنائے جا رہے تھے۔ اور ان کا سب مال متاع چھین لیا جاتا تھا۔ کسی ہندو کو گھوڑے کی سواری کا بھی حق حاصل نہ تھا۔ سفید پگڑی باندھنا بھی جرم تصور کیا جاتا تھا۔ ہاں سرخ رنگ کی پگڑی باندھنے کا حکم تھا۔ مندر شوالے وغیرہ مسمار کرا کر ان کی جگہ مسجدیں بنائی جا رہی تھیں۔ ہندوؤں کے کتب خانے آگ کے سپرد ہو رہے تھے یعنی ہندوؤں کا گیان بھنڈار ہی مسلمانوں کو دکھ دینے والا معلوم ہوتا تھا۔ ہندوؤں کو صرف ہندو ہونے کے جرم میں ٹیکس (جذیہ) دینا پڑتا تھا۔ تھوڑی دیر ہوئی۔ ایک امریکہ کے اصل باشندے (جن کو انگریزی ریڈ انڈین Red Indian کہتے ہیں) سے ایک امریکن پہلوان کی کشتی ہوئی۔ ریڈ انڈین نے امریکن کو پچھاڑ لیا۔ بس اب کیا تھا۔ ریڈ انڈین کو صرف اسی قصور میں کہ وہ کیوں طاقتور تھا۔ مار پیٹ شروع ہو گئی۔ ممکن ہے۔ کہ وہ جان سے ہی مار ڈالا گیا ہو۔ ٹھیک اسی طرح مسلمان ڈاکو جب کوئی ہندو لائق حکیم (دید) دیکھتے۔ تو اس کے واسطے حکم تھا کہ یا تو مسلمان ہو جاوے۔ یا قتل کیا جاوے ایک برہمن شطرنج کا اچھا کھلاڑی تھا۔ ایک نواب نے اس کو اپنے ساتھ کھیلنے کے واسطے بلایا۔ نواب کھیل میں ہار گیا۔ بس اب کیا تھا حکم ہوا۔ کہ اس کو مسلمان بنا لیا جاوے۔ یا قتل کیا جاوے۔ ہندو سب طرح سے قابل نفرت خیال کئے جاتے تھے۔ اس زمانہ میں جبکہ ہندو لوگ الگ غیروں کے ہاتھوں سے مارے جا رہے تھے۔ اور ان میں اتنی عقل اور طاقت بھی

باقی شہر بھی تھی کہ اکٹھے ہوکر مقابلہ کریں۔ اگرچہ بہت سے چیدہ خواہاں قوم نے غیروں کا مقابلہ بھی کیا۔ مگر آپس کی بے اتفاقی کی وجہ سے ان کو بھی ناکامی پڑی ہی۔ اس زمانہ میں جبکہ ہندوان جانوروں کی طرح جو شیر کی گرج سن کر جنگل میں ادہر ادہر چھپتے پھرتے ہیں۔ مگر شیر کے مقابل ہوکر لڑائی کرنے کی جرأت تک نہیں کرتے جنگلوں اور پہاڑوں میں چھپ رہے تھے۔ وہ کیا خوفناک زمانہ تہا۔ کہ جب محمد شاہ تغلق نے دیکھا کہ ہندو اس کے مظالم سے تنگ آکر جنگلوں میں جارہے ہیں اپنی فوج کو شکار کھیلنے کا حکم دیا۔ اور شکار کی طرح ہندوؤں پر گھیرا ڈالا حکم تھا۔ کہ جو ہندو اس گھیرے میں آ گئے۔ اس کا جانوروں کی طرح شکار کیا جائے۔ اسی طرح کئی دفعہ شکار کیا گیا۔ آہ! ایسے وقت میں جبکہ

अष्टवर्षा भवेद् गौरी नव वर्षा च रोहिणी ।
दश वर्षा भवेत्कन्या अत ऊर्ध्वं रजस्वला ॥ २ ॥
माता चैव पिता तस्या ज्येष्ठ भ्राता तथैव च
त्रयस्ते नरकं याति दृष्ट्वा कन्यां रजस्वला ॥ ३ ॥

وغیرہ برخلاف شاستر شلوک ہندو جاتی کو بچپنے کے لئے خود واتوں نے کہلائے تھے۔ ہاں اس وقت جبکہ ہندو جاتی ایسے بے رحم ڈاکوؤں کے پنجہ میں پھنسی ہوئی تھی۔ جو ڈاکہ مار کر بھاگنے کی ضرورت بھی خیال نہ کرتے تھے۔ ہاں اس وقت جبکہ رشوت لینا پاپ بھی نہ سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ حاکم اپنے ماتحتوں کی رشوت ستانی کا سنکر مسکرا دیتے تھے

اور پاپ سمجھا بھی کیوں جاتا۔ ڈاکوؤں کو تو اپنے حلوے مانڈے جیسے کام تھا۔ٖ

اس زمانہ میں جبکہ شرح محمدی کے مطابق فیصلے ہوا کرتے تھے جبکہ ہندوؤں کو لوٹنا قتل کرنا۔ ان کی عورتوں کی بے عزتی کرنا۔ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان اور غلام بنانا اور طرح طرح کے ظلم کرنا پن سمجھا جاتا تھا۔ ہاں اس زمانہ میں جبکہ سنگھ روپی ہندو غفلت کی وجہ سے خود گیدڑ بن گئے تھے۔ سری کرشن بھگوان کا وہ بچن جو انہوں نے ارجن سے کہا تھا سچ نکلا۔

"اے بھارت جب دہرم سے نفرت اور ادہرم ترقی کرتا ہے اسی زمانہ میں سادہو پرشوں کو رکھشا کے لئے اور دشٹوں کے ناش کے لئے اور ہر ایک جگ میں دہرم کے ستھاپت کرنے کے لئے میں اپنے کسی ایک شریر کو دہارن کرتا ہوں"

ان کا یہ بچن پورا ہوا۔ اور اسی کے بموجب بھارت رکھشا کے واسطے سلطان بہلول لودھی کے عہد میں سمت ۱۵۲۶ بکرمی

ٖ اتہاس سندھ میں لکھا ہے۔ کہ شہر ٹھٹھہ کے حاکم نے سنا کہ میرا قاضی رشوت لیا کرتا ہے۔ اس کو بلا کر پوچھا گیا۔ جواب ملا۔ کہ مدعی اور مدعا علیہ سے لیتا ہوں۔ افسوس کہ گواہوں سے کچھ نہیں ملتا۔ اس پر حاکم سن کر مسکرا کر چپ رہا۔ اور اس کو کوئی باز پرس نہ کی۔

مطابق ۱۴۶۹ء میں کاتک کی پورنماشی کو جبکہ ۲ گھڑی رات باقی تھی ستگوری گورو نانک دیو نے جنم لیا۔ اس سمے کے لئے شری بھائی گرداس جی نے کیا ہی سچ کہا ہے۔

ਸੁਣੀ ਪੁਕਾਰ ਦਾਤਾਰ ਪ੍ਰਭੁ
ਗੁਰ ਨਾਨਕ ਜਗ ਮਾਹਿ ਪਠਾਇਆ

سنی پکار داتار پربھو گرنانک جگ ماہاں پٹھایو
یعنی پرمیشور نے بھارت باسیوں کی پکار سن کر ان کی رکھشا کے واسطے گرو نانک دیو جی کو بھیجا

ਸਤਿਗੁਰ ਨਾਨਕ ਪ੍ਰਗਟਿਆ
ਮਿਟੀ ਧੁੰਧ ਜਗ ਚਾਨਣ ਹੋਆ

ਜਿਉਂ ਕਰ ਸੂਰਜ ਨਿਕਲਿਆ
ਤਾਰੇ ਛਿਪੇ ਅੰਧੇਰ ਪਲੋਆ

ست گرو نانک دیو جی کے ظہور سے جہان سے اندھیرا دور ہو کر اجالا ہو گیا جس طرح سورج نکلنے پر تارے چھپ جاتے ہیں اور اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔

ہندو جاتی

کی آتمک سماجک دھارمک اور راج نیتک اوستھا کو از سر نو
زندہ کرنے والے



شری گورو نانک دیو جی مہاراج

ست گرو نانک پرگٹیا مٹی دھند جگ چانن ہویا
جیوں کر سورج نکلے تارے چھپے اندھیر پلویا
(بھائی گرداس جی)

تیسرا باب

شری گورو گوبند سنگھ جی سے پہلے نو گروؤں کا حال

گورو نانک دیو جی پہلی پادشاہی

اس گھور اتیاچار کے زمانہ میں شری گورو نانک دیو جی نے ایشور بھگتی کے دوارہ اس دیش کو جگانا چاہا۔ مسلمان لوگ ہندوؤں پر ظلم کرنا اس واسطے ثواب خیال کرتے تھے۔ کہ وہ مورتی پوجک ہیں۔ اس لئے جب تک ہندوؤں کو مورتی پوجا کی بجائے ایشور بھگت نہ بنایا جاتا ان دونوں فرقوں میں محبت ہونی ناممکن تھی۔ شری گورو نانک دیو جی نے نہایت دانائی سے کام لیا۔ ہندوؤں کی بہت سی بدرسومات کے برخلاف اپدیش دیئے جس سے عقلمند ہندو اور مسلمان ان کے بھگت بن گئے۔

گورو نانک دیو اس بات سے اچھی طرح واقف تھے۔ کہ اگر مسلمان بادشاہوں کو ذرا بھی شک پڑ گیا۔ کہ نانک نہ صرف ہندوؤں کی سماجک اور دھارمک اوستھا کو سدھارنا چاہتا ہے بلکہ وہ اس دیش کی پولیٹکل اوستھا کو بھی دوبارہ زندہ کریگا۔ تو کام ہونا ناممکن ہو جائیگا اسلئے گورو مہاراج نے اپنے آپ کو آزاد خیال پیش کیا۔ ہندو تو وہ تھے ہی نہ ہندوؤں سے الگ ہونا چاہتے تھے۔ اور نہ ہوئے۔ ہندوؤں کی برائیوں

اور مورتی پوجا کے برخلاف یعنی سچے یک دھرم کا پرچار کرنے کی وجہ سے غیروں نے غلطی سے شری گورو جی کو ہندوؤں سے علیحدہ خیال کیا۔ کبھی کبھی گرو جی پر شک بھی ہؤا۔ مگر گرو جی کی عقلمندی سے یہاں تک ثابت ہوا

سلہ قاضی لوگوں نے مل کر نواب سے کہا۔ کہ یہ ٹھیک نہیں۔ کہ بابا نانک ہندو مسلمانوں کو ایک ہی مانتا ہے ہماری رائے میں ہندوؤں کو سدھار رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو اپنے دین سے بگاڑتا ہے۔ اگر در حقیقت وہ دونوں کو ایک سا مانتا ہے۔ تو آپ حکم دیں۔ کہ وہ ہمارے ساتھ مل کر نماز پڑھے۔ نواب نے قاضی لوگوں کا کہا مان کر گرو جی کو ان کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ وقت پر نواب گرو جی اور قاضی لوگ نماز کے واسطے اکٹھے ہوئے سب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ اور گرو جی ایک طرف بیٹھ گئے۔ نماز ختم ہونے پر نواب نے گرو جی سے پوچھا۔ کہ آپ نے نماز کیوں نہیں پڑھی۔ گرو جی نے جواب دیا۔ کہ جو آدمی ایک طرف دھیان لگا کر پرماتما کا دھیان کرے۔ ہم اسی کے ساتھ ہوسکتے ہیں۔ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ خواہ سندھیا کرتا ہو۔ یا نماز پڑھتا ہو مگر جس کا چت ٹھکانے نہیں۔ ہمارا اس کے ساتھ کبھی ساتھ نہیں بنتا۔ اس وقت اور تو ایک طرف رہے۔ خود نواب صاحب کا دھیان بھی نماز میں نہ تھا۔ بلکہ نماز کے وقت کابل میں گھوڑے خریدنے کا خیال تھا۔ اور قاضی صاحب بھی اس وقت نئے بچے والی گھوڑی کی فکر میں تھے۔ کہ کہیں بچھیرا کود کر پاس کے کنویں میں نہ گر پڑے۔ بس ان وجوہات سے ہم نے نماز نہ پڑھی۔ سو جب مسجد میں آگئے۔ تو کیا نماز پڑھتے ہمیں کوئی گناہ نہ تھا۔ نواب اور قاضی نے گرو جی سے معافی مانگی۔ اور اس طرح گرو جی نے نماز سے چھٹکارا کرایا۔

کہ ان کی موت پر ہندو مسلمان دونوں کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ ہندوؤں نے کہا۔ کہ ہم ان کے مردہ جسم کو جلائیں گے۔ اور مسلمانوں نے کہا۔ ہم دفن کریں گے۔

سچ تو یہ ہے۔ کہ گرو نانک دیو نے ملک کی نبض کو اچھی طرح پہچانا اور مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ دہرم پرچار روپی تیر سے غیروں کو نشانہ بنانا ٹھیک ہوگا۔ تواریخ شاہد ہے۔ کہ گرو جی کا خیال درست نکلا۔ گرو جی نے مورتی پوجا اور شرادھ وغیرہ کے برخلاف اپدیش دیے ہندوؤں نے گرو جی کے اپدیشوں کو مانا۔ اور مسلمان بھی نہ بول سکے۔
کئی لوگ کہتے ہیں۔ کہ گرو نانک دیو پولیٹیکل لیڈر نہ تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ پولیٹیکل لیڈر نہ تھے۔ تو وہ مہاں پرش بھی نہ تھے۔ دراصل گرو جی سچے دیش بھگت اور پولیٹیکل آدمی تھے۔ اس زمانہ میں نیتی یہی تھی۔ کہ وہ دہرم کا آسرا لیکر مورتی پوجا کے برخلاف اور در پردہ راج نیتی کے کام شروع کریں۔ اس لئے انہوں نے دہرم کو سامنے رکھا۔

یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ گرو جی نے دہرم کی آڑ میں اس کام کو کیوں شروع کیا۔ اس کا جواب شریمان ڈاکٹر گوکل چند جی ایم اے۔ پی ایچ ڈی کی کتاب ٹرانسفارمیشن آف سکھ ازم کے پہلے باب میں صاف ملتا ہے

جرمن کا مہاراج ادہیراج لکھتا ہے

All religious movements are in real political movements

ترجمہ

تمام مذہبی تحریکیں ہی درحقیقت پولیٹکل تحریکیں ہیں۔
اور یہ سچ ہے۔ کیونکہ سب پبلک کاموں کی روح دہرم سے ہی پیدا
ہوا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ بودھ جیسے نرم اور بے ضرر دہرم نے نہایت
با اقبال اور بھاری راج قائم کر لیا۔ جو انگریزی راج سے ہمسری کا دعویٰ
کر سکتا تھا۔ جنگلی عربوں نے جب حضرت محمد صاحب کے اوپدیشوں پر
عمل کیا۔ تو وہ ساری مغربی دنیا کے استاد بن گئے۔ اور بنگال سے سپین
تک ان کی فتح و نصرت کا جھنڈا لہرانے لگا۔ یورپ کی موجودہ حالت صرف
اس وقت ہی ہوئی جب لوتھر نے ان کی بدھی کو آزاد اور ان کے مذہب
کو [illegible] کے پوپوں کی زنجیروں کو توڑ ڈالا۔ اور اس کو گری ہوئی حالت
سے [illegible] آزادی Self respect (خودداری) اپنے آپ
کو سمجھنے کے لائق بنایا۔ Puritans (عیسائیوں کے
ایک فرقہ کا نام ہے) نے ہی انگلینڈ میں سچی آزادی قائم کرنے کا رستہ
دکھایا۔ اور اسی نے ہی نئی دنیا کو بنایا۔ اور یہ پیوری ٹنزم ہی تھا۔ جس
نے امریکہ کو جنگ خودمختاری کے لئے تیار کیا۔ اور فتح مند بنایا۔ ہر ایک
کام جو لوگوں کے دلوں میں نیکی اور ترقی کا بھاؤ پیدا کرتا ہے۔ انسان کو
ضرور ہی راج نیتک آدرش بنا دیتا ہے یہ بل لٹریچر یا اس زمانہ کے لوگوں
کی حالت کے مطابق جبکہ کوئی قوم ظلم اور بے انصافی سے کچلی جا رہی
ہو۔ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن عام طور پر انسان اور صداقت کا مول کارن دہرم
ہی ہوا ہے۔ اور دنیا بھر میں کسی دیش میں بھی دہرم اور پالیٹکس کا اتنا
گہرا تعلق نہیں ہوا۔ جتنا کہ ہندوستان میں

۱۸۵۷ء کی جنگ بھی خاصکر ہندو اور مسلمان سپاہیوں کی مذہبی سپرٹ اور بھاؤ کا ہی نتیجہ تھا۔ جو چربی دار کارتوسوں کی وجہ سے زخمی ہو گیا تھا سرحدی وہابی لڑائیاں جن میں کبھی تمام ہندوستان کے لپٹنے کا اندیشہ تھا۔ ان میں بھی مذہبی سپرٹ (کافروں کے برخلاف جہاد) کام کر رہی تھی۔ لوگوں کا جوش و خروش جس کا نتیجہ بھائی رام سنگھ جی کی جلا وطنی اور ان کے بہت سے چیلوں کا توپ سے اُڑایا جانا ہوا محض دہرم کی سرگرمی کی وجہ سے تھا۔ بنگال کی تازہ پیچیدگیاں بھی اسی سچائی کا اظہار کرتی ہیں۔ اس کھیل کے کھلاڑی سب کے سب دہارمک لوگ ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ تقریباً سب کے سب پولٹیکل پرچارک اکثر ہاتھ میں بھگوت گیتا لیے ہوئے ہوتے ہیں۔

جب ہم بھارت کے پرانے زمانہ کی طرف نگاہ دوڑاتے ہیں۔ تو بھی ہمیں یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ"

گرو جی نے یگیوپویت دھارن نہ کیا۔ کیونکہ یہ نشان ہندوؤں کو مسلمانوں اور نیچ جاتیوں سے علیحدہ کرنے والا تھا۔ اور اس زمانہ میں اتفاق کی ضرورت تھی۔ ہم سمجھتے ہیں۔ یہ بھی ان کی ایک چال تھی تاکہ مسلمان لوگ ان کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ اور ان کو یقین ہو جائے۔ کہ گرو جی کافر نہیں ہیں اور نیچی ذاتوں کے لوگ بھی سلطنت حاصل کر رہے ہیں۔ جیسا کہ گرو جی نے ایک شودر لالو بھگت کے گھر کھانا کھایا۔ گرو دھارراج نے سارے ہندوستان میں پھر کر اپدیش کئے۔ اور اپنے ساتھ مسلمان میراسی بھائی مردانہ رکھا۔ مسلمان کا اپنے ساتھ رکھنا یہ بھی ایک حکمت تھی۔

جس وقت ایک مسلمان رئیس نے بھائی مردانہ کو اس قصور میں کہ وہ مسلمان ہو کر کافر (گرو جی) کے ساتھ رہتا ہے مارا تو اس وقت گرو جی کو ان لوگوں کی بے رحمی کا بہت خیال آیا اور گرو جی نے اس پر جو کچھ کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ
"اے بھائی تھوڑے ہی دنوں میں ان لوگوں کی بری دشا ہو گی اور یہ بھی لوگ اپنے اپنے عملوں کا پھل بہت جلد پا دیں گے۔ ان سب کی عورتیں اور بال بچے قتل کئے جا دیں گے۔ انہوں نے جس قدر مال و دولت اکٹھی کی ہے۔ سب لٹ جائے گی وغیرہ"
یہ باتیں اس قسم کی ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ گرو جی پورے پولیٹکل آدمی تھے۔ اور انہوں نے اپنے قومی جذبہ سے متاثر ہو کر اس قسم کی باتیں کہیں۔
ایک بار شری گرو جی اپدیش کرتے ہوئے شہر بغداد میں پہنچے۔ وہاں پر ایک جگہ پر وہ بھجن گانے لگے۔ جب گرو جی کی توقیر اور عزت کی خبر خلیفہ (حاکم) کے پاس پہنچی۔ وہ بھی گرو جی کا درشن کرنے کو آیا۔ اس خلیفہ نے بہت ظلموں سے دولت جمع کی ہوئی تھی۔ اس سے تنگ آمدہ لوگ پہلے ہی اس کا سارا حال گرو جی کو سنا چکے تھے۔ گرو جی نے اس کو آتا دیکھ کر سوچا میں کنکر اکٹھے کر رکھے۔ اس نے آتے ہی سلام کر کے پوچھا۔ کہ پیر جی یہ کنکر کیوں جمع کر رکھے ہیں۔ گرو جی نے کہا۔ آپ کے پاس امانت رکھنے کے واسطے خلیفہ نے کہا۔ کب تک واپس لیجئے گا؟ تب گرو جی نے جواب دیا قیامت کو ہم وہاں ہی ہونگے۔ وہاں ہی لیتے آنا

خلیفہ نے کہا۔ کیا پیر جی قیامت کے دن کچھ ساتھ جاسکتا ہے؟ شری گرو جی نے کہا خلیفہ جی ہم نے تو آگے کوئی لے جاتا نہیں دیکھا۔ مگر آپ اب اتنے ظلموں سے اکٹھی کی ہوئی دولت کب یہاں چھوڑیں گے اس لئے ہمیں شک ہے۔ کہ کیا معلوم یہ دولت آپ کے ساتھ ہی جاوے پیر نے گرو جی کے اس اشارۃً اپدیش کو سمجھکر کہا۔ پیر جی آپ جو کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ مگر دل کو تسلی آنی بہت مشکل ہے۔ تب شری گرو جی نے اس کو ایسا اپدیش دیا کہ گرو جی کے اپدیش سے خلیفہ کا دل موم ہو گیا۔ اور اس نے اپنی رعایا پر سے سب قسم کے محصول معاف کر دیئے جو دولت ظلم سے جمع کی ہوئی تھی غریبوں کو بانٹ دی

گرو جی نے یہ اپدیش کیسی بے خوفی سے دیا تھا۔ وہ نیچے لکھے تھوڑے سے الفاظ سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے۔

شرمندہ نہ ہو کچھ نیکی کما لعنت کا جامہ تو پہرے نہ جا
لعنت ہے ان کو وا انکی کمائی دغابازی کرکے خلق لوٹ کھائی

ہم ناظرین سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا اس بیسویں صدی میں کسی پرجا کو راجہ کے روبرو ایسے الفاظ کہنے کی طاقت ہے۔ اور اگر آج کوئی سچ بولنے والا اپنے ظالم راجہ کے سامنے ایسے سچے الفاظ کہنے کی ہمت کرے۔ تو وہ بغاوت کے الزام سے بچ سکتا ہے؟

اتہاس گرو خالصہ مصنفہ گوبند سنگھ جی۔ ادھیائے ۷ ایں لکھا ہے۔ کہ گرو جی سیت بندرا ایشور میں پہنچے۔ وہاں پنڈتوں کو کسی قسم کے دھرم اور نیتی (پالیٹکس) کے اپدیش دیئے۔

سمت ۱۵۶۱ بکرمی میں شری گرو جی دہلی میں پہنچے۔ اس وقت دہلی کا بادشاہ سکندر لودھی تھا۔ اس نے نشچے کر رکھا تھا۔ کہ جو فقیر کرامات شد دکھاوے۔ اس کو مکار تصور کر کے جیل خانہ میں قید کر دیا جاوے اور اس کو چکی پیسنے کے کام پر لگایا جاوے۔ شری گرو جی کا دہلی میں بیشما لوگوں نے اوپدیش سنا۔ اور ان کے مرید بن گئے۔ جب بادشاہ نے سنا۔ کہ ایک فقیر آیا ہے۔ اور اس کے اوپدیش کو سن کر ہندو مسلمان سب اس کے مرید بنتے جاتے ہیں۔ تو اسی وقت گرو جی کو پکڑ کر قید کرنے کا حکم دیا۔ سرکاری افسروں نے اسی وقت شری گرو جی معہ بھائی بالا و مردانہ قید میں ڈالدیا۔ اور تینوں کو چکی پیسنے کے کام پر لگایا اور بھی بے شمار اچھے اچھے سادھو قید میں پڑے چکی پیس رہے تھے شری گرو جی نے سب قیدی فقیروں کو تاکید کر دیا۔ کہ کوئی بھی چکی مت پیسے۔ قریباً سب تواریخوں میں لکھا ہے۔ کہ وہ سب چکیاں خود بخود چلنے لگیں۔

ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سکندر لودھی شہنشاہ جرمنی کی رائے سے متفق ہوگا۔ کہ درحقیقت تمام دہارمک تحریکیں ہی پولیٹیکل قومی تحریکیں ہوا کرتی ہیں۔ اور اسی لئے اس نے دہارمک سادھوں کو کرامات دکھانے کے بہانے سے قید کرنے کا حکم دیا ہوگا۔ ورنہ سادھوؤں نے اس کا کیا بگاڑا تھا جنہوں نے گھر بار تیاگ دیا۔ کیا وہ کبھی خواب میں بھی راج حاصل کرنے کا خیال کر سکتے ہیں۔

گرو جی نے سب سادھوؤں کو چکی پیسنے سے منع کر دیا۔ اگرچہ

سٹرایک (Strike) نہیں تو اور کیا ہے ۔ یہ کہنا کہ گرو جی کی کرامات سے سب چکیاں خود بخود چلنے لگیں ۔ بالکل ٹھیک ہے کیونکہ دراصل سٹرایک بھی ایک زبردست کرامات ہی ہوتی ہے ۔ اور یہی کرامات گرو جی نے دکھائی ۔ اس پر بادشاہ شری گرو جی کا سنگرہان گیا ۔ اور اپنے قصور کی معافی مانگی ۔ مانیہ ور گرو جی کے کہنے پر بادشاہ نے سب فقیروں کو رہا کر دیا ۔ حاصل کلام یہ کہ شری گرو نانک دیو جی نے ہندو جاتی کو ہر طرح سے اٹھانے کی کوشش کی ۔

ہندوؤں کی ساماجک دھارمک آتمک اور راج نیتک اوستھا کو شری گرو جی نے بہت کچھ سدھارا جس طرح آجکل ہمارے لیڈر انگلستان میں جاکر ملک کی حالت کو بیان کرتے ہیں ۔ اور انگریزی قوم سے پرارتھنا کرکے اپنے ملک کو دکھوں سے (اگر کوئی ہوں) نکلنے کی درخواست کرتے ہیں ٹھیک اسی طرح شری گورو نانک دیو جی انگلینڈ روپی مکہ اور مدینہ میں گئے ۔ اور وہاں جاکر اپنے اوپدیشوں سے خلیفوں کے دلوں کو قابو کرکے اپنے مشن کو پورا کیا ۔ ہم اس بارہ میں اور بہت کچھ لکھ سکتے ہیں ۔ مگر یہاں صرف یہی دکھانا ہے ۔ کہ گرو گوبند سنگھ جی سے پہلے اس ملک کی کیا حالت تھی ۔ اور یہ کہ وہ دیش سیوا کے لئے کس طرح اور کیسے وقت میں تیار ہوئے تھے ۔ اس لئے اس مطلب کو اختصار کیا نہ بیان کرکے ختم کرتے ہیں ۔ مگر ختم کرنے سے پہلے کسی ودوان کا حوالہ اور رائے ظاہر کر دینا نامناسب نہ ہوگا ۔ ڈاکٹر گوکل چند جی ایم اے پی ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لا سابق پروفیسر آف ہسٹری (تاریخ) اپنی کتاب ٹرانس فارمیشن آف سکھ ازم

کے پہلے باب میں یوں فرماتے ہیں۔
"وہ فصل جو شری گرو گوبند سنگھ جی کے زمانہ میں پک کر پھل دار ایک ہوئی اس کا بیج بونے والے شری گورو نانک دیو جی ہی تھے۔ اور اسے سینچنے والے ان کے جانشین گرو ہوئے۔ بلاشبہ وہ تلوار جس نے سکھوں کے اقبال کے راستہ کو تراش کر صاف کیا شری گرو گوبند سنگھ جی نے بنائی۔ مگر اس کا فولاد گرو نانک دیو نے ہندو روپی بھٹی میں عوام کے دھرم آیا دھعالی کے جتاب اور پروہتوں کی کثافت کو جلا کر صاف کر کے تیار کیا تھا!!"

شری گرو انگد دیو جی دوسری پادشاہی

ہم بتلا چکے ہیں۔ کہ شری گرو نانک دیو جی کی دلی خواہش اس دیش کی سماجک دھارمک راج نیتک اور آتمک انتی کرنے کی تھی۔ اس لئے ان کو زبردست خیال تھا۔ کہ کسی طرح ان کا کام ان کی موت کے بعد بند نہ ہو جائے۔ اس لئے انہوں نے اپنے بعد گرو گدی پر بٹھلانے کیواسطے کسی لائق آدمی کی تلاش کی۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ گدی خواہ لوگ اس کو گرگدی ہی کیوں نہ کہیں دراصل سیوک گدی ہے۔ اس لئے اس کے ادھیکاری ضروری نہیں کہ بیٹے ہی ہوں۔ یہاں تو دیش سیوکوں یعنی دیش بھگتوں کی ضرورت تھی۔ اس لئے انہوں نے اپنی زندگی میں ہی گرو انگد صاحب کو دوسرا گرو بننے کا حق دیا۔ گرو انگد دیو جی اپنے گرو کے مقصد کے مطابق ست دھرم کا پرچار کرنے میں کبھی آلس نہیں کرتے تھے

غریبوں اور ابھیاگتوں کے کھلانے کیواسطے ان کا لنگر ہر وقت جاری رہتا تھا۔ یہاں سب لوگ ملکر ذات پات کا جھگڑا ترک کر کے کھانا کھایا کرتے تھے۔ اس سے ایک اور فائدہ بھی ہوا۔ کہ چھوٹا ذاتوں کا ڈھکوسلا توڑنے میں بہت کچھ مدد ملی۔ کیونکہ وہاں برہمن اور شودر دولتمند اور مفلس سب مل کر ایک ہی جگہ اکٹھے کھانا کھاتے تھے۔ آپ نے اپنے بیٹوں کو اپنا آناج بیوپار کر کے کماکر کھانے کا حکم دیا تھا۔ اور ساتھ ہی ان کا یہ اُپدیش تھا۔ کہ چڑھاوا کا دہان کھانے والوں کو زہر ہو کر لگتا ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ شری گرو انگد دیو جی پہلے درجہ کے دیش بھگت اور جاتی سیوک تھے۔ وہ ظاہرا ڈنیر بیچ کر آجکل کے چند ایک لیڈروں کی طرح دہوکے کی ٹٹی میں لوگوں کا مال ہضم کرنا نہ چاہتے تھے جو کئی ایک قسم کے پبلک فنڈ کھولکر خود ہی ہڑپ کر جاتے ہیں۔ اور ڈکار تک نہیں لیتے۔ چونکہ یہ گرو جی سچے پرش تھے۔ اس لئے خود بھی وہ بھوجن جو ماتا سبھرائی اپنی محنت سے اپنے ہاتھ سے بنایا کرتی تھی۔ کھایا کرتے تھے۔

آپ نے بھی اپنے گرو شری نانک دیو کی طرح نہایت عقلمندی سے اپنی زندگی میں باوجود اپنے دو لڑکوں کے ہوتے ہوئے اپنی جگہ شری گرو امرداس جی کو گرو گدی سپرد کی۔ جن کو وہ کئی بار امتحانات میں آزما چکے تھے۔

آپ کی ایک بات پر اکثر لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ آپ نے گرمکھی حروف کو رواج دیا۔ کوئی دیش بھگت آپ کے اس کام کو اگر اس کی تہ میں کوئی اوچیہ آدرش نہ ہو۔ نہیں سراہ سکتا ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس زمانہ میں اس کی ضرورت ہی ہو۔ اس لئے

اس پر اعتراض کرنا واجب نہیں۔ کیا معلوم گرو جی نے وقت کی ضرورت کے مطابق کر (code of conduct) بنائے ہوں۔
آپ شری گرو نانک دیو جی کے اپدیشوں کا برابر پرچار کرتے رہے یعنی ان کے لگائے ہوئے پودے کی اچھی طرح پرورش کرتے رہے۔

شری گرو امرداس جی تیسری پادشاہی

گرو امرداس جی نت کرم وغیرہ برابر کیا کرتے تھے۔ اور بڑے نیک آدمی تھے لیکن آپ کا کوئی گرو نہ تھا جب ان کو ایک مہاتما نے اوپدیش دیا کہ بنا گرو کے آدمی ناکارہ ہے تو آپ کسی اچھے گرو کی تلاش میں نکلے آپ نے موقعہ پا کر شری گرو انگد دیو جی کو اس قابل سمجھ کر اپنا گرو بنایا شری گرو امرداس جی نے گدی پر بیٹھ کر شری گرو نانک دیو جی کے سدھانت کا بہت کچھ پرچار کر کے عملی جامہ پہنایا کئی ایک پہاڑی راجوں کو بھی اپنا سیوک بنا لیا۔ ان کے ہاں سے ہر سال ہزار ہا روپیہ کے کئی قسم کے قیمتی مال جنس و نقد پوجا میں آنے لگے۔ لنگر سدا برت ہر وقت جاری رہا کرتا۔ امیر غریب سب کو ایک جیسا بغیر اونچ نیچ اور ذات پات کے خیال کے کھانا دیا جاتا۔ آپ اپنشدوں اور ویدانت وغیرہ کی کتھا سنا کرتے تھے آپ نے اپنی لیاقت سے کئی ایک پہاڑی راجوں کو اور اس زمانہ کے مسلمان حاکم کے لڑکے مرزا طاہر بیگ خاں کو اپنا سیوک بنا لیا تھا
ایک دفعہ آپ بہت سے یاتریوں کے ساتھ ہردوار تیرتھ کرنے جا

رہے تھے۔ رستہ میں آپ سے فی کس سوا روپیہ محصول جو اس زمانہ میں یاتریوں کے واسطے مقرر تھا۔ مانگا گیا۔ مگر آپ نے محصول دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ ہم فقیروں سے تو دہرم راج کو بھی محصول مانگنے کی ہمت نہیں ہے۔ ہم تمہیں کیسے محصول دیویں۔ بادشاہی افسروں نے آپ کو آگے چلنے سے روک دیا۔ جب اس بات کی خبر اکبر بادشاہ کے کان میں پہنچی۔ تو اس نے اسی وقت ہمیشہ کے واسطے سب کو محصول معاف کر دیا[1]۔ (پنتھ پرکاش)

آپ کے زمانہ کی ایک اور بات قابل ذکر ہے جس کا ذکر محمد لطیف صاحب نے ہسٹری آف پنجاب کے صفحہ ۲۵۲ پر اس طرح کیا ہے کہ۔

"ایک دفعہ اکبر بہت سی فوج لیکر تقریباً ایک سال تک لاہور میں ڈیرا ڈالے پڑا رہا جس کی وجہ سے ہر ایک چیز کا نرخ بہت گراں ہو گیا۔ اور بیچارے پنجابی کسان اناج کی تنگی کی وجہ سے نہایت ہی دکھی ہوئے۔ جب اکبر وہاں سے کوچ کرنے لگا۔ تو اس وقت فصل پکنے کا موسم تھا۔ گرو جی نے وچار کیا کہ اب فصل پکنے

---

[1] ہمارا خیال ہے۔ کہ شری گرو جی نے اس واسطے محصول دینے سے انکار کیا ہوگا کہ وہ مسلمان راجہ کو محصول دینا ادہرم سمجھتے ہونگے۔ اور چونکہ اکبر بڑا لائق اور پولیٹیشن تھا۔ اس نے اس بات کو زیادہ پہلے دیکھ کر محصول معاف کر دیا۔

پیداناج کا نرخ بہت سستا ہوجائیگا۔ اور بیچارے کسان جو سال بھر کی تنگی سے قرضے کے نیچے دب گئے ہیں ضرور ہی تباہ ہوجاویں گے۔ اس لئے جب اکبر کوئی کوچ کرنے سے پہلے گروجی کا درشن کرنے گیا۔ تو گروجی نے کسانوں کی قابل رحم حالت کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ تم نے ان کو بہت دکھی کردیا ہے۔ اس لئے تمہارے واسطے مناسب ہے۔ کہ تم ان کو سال بھر کا معاملہ معاف کردو۔ بادشاہ نے گروجی کی بات مان لی اور اس طرح کسان لوگ تباہی سے بچ گئے۔

جب ماجھے اور مالوے کے جاٹوں نے گروجی کی اس دیش بھگتی کا حال سنا۔ تو وہ گروجی کے سچے بھگت بن گئے۔ اور وقت آنے پر ان کی اولاد گوبند سنگھ جی کی فوج میں بھرتی ہو گئی۔ اور سب سکھ دھرم جنگی سپاہیوں میں تبدیل ہوگیا۔

جب اکبر بادشاہ سمت ۱۶۲۲ بکرمی میں دہلی سے لاہور کی طرف چلا۔ تو رستے میں شہر گوئندوال میں شری گرو امرداس جی کے درشن کو آیا اور پرگنہ جھبال کے بارہ گاؤں کی آمدنی گروجی کی بھینٹ میں معافی جاگیر کے طور پر دینی چاہی۔ مگر شری گرو امرداس جی نے معافی لینی منظور نہ کی۔ اور کہا۔ کہ

"گرو گھر کو دنیا کے پدارتھوں میں الجھانا۔ جاگیردار بنانا۔ اور کسی کے پرادھین (ماتحت) کرنا مناسب نہیں ہے۔ جب تم بادشاہ لوگ ہم کو مانتے ہو۔ تو ہم خود شہنشاہ ہیں۔ پھر ہم تھوڑے سے الگ جاگیر لے کر کیا کریں گے"

ایسا کہہ کر جو کچھ نقد پانچ سات دینار (مہریں) بادشاہ نے شری گرو جی کے نذرانہ میں رکھی تھیں۔ وہ بھی اسی وقت اٹھا کر غریبوں کو بانٹ دیں۔ اکبر کا خیال ہوگا۔ کہ جس طرح اس نے نرمی سے راجپوتوں کا نشٹ کیا تھا۔ اسی طرح گرو جی کو بھی جاگیر دار بنا کر دیش سیوا کے ناقابل بنا دیگا۔ لیکن گرو جی نے نہایت دانائی سے اس کا خیال خاک میں ملا دیا۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ سچے دیش بھگت کبھی بھی روپیہ یا جاگیروں سے خریدے نہیں جا سکتے۔

آپ نے بھی اپنے سے پہلے گروؤں کی طرح گرو گدی کا ادھیکار اپنے بیٹے کو نہ دیا بلکہ لیاقت دیکھ کر اپنے داماد شری گرو رامداس جی کو گدی نشین کیا۔ آپ نے اپنے زمانہ میں سکھوں کی سبھا کو کچھ باقاعدہ جتھا (organised) بنا دیا۔ اور ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ آپ نے ان کے بائیس سردار مقرر کئے۔ اور خود سب کے پیشوا بن گئے۔ آپ نے اپنی پاٹشالائیں بھی بنائیں اور بادشاہ سے دوستانہ تعلقات رکھے جس کی وجہ سے اونچے درجہ کے لوگ بھی بلا روک ٹوک سکھ دھرم میں آنے لگے۔ اور اس طرح انہوں نے خوب ترقی کی

شری گورو رامداس جی چوتھی پادشاہی

شری گورو رامداس جی نے بھی شری گرو نانک دیو جی کے اپدیشوں کا اچھی طرح پرچار کیا۔ دیش بھگتوں کی طرح آپ کو جوانی میں بھی کھانے پینے یا پہننے کا شوق نہ تھا۔ آپ نے لنگر کو پہلے گروؤں کی طرح برابر جاری رکھا جہاں چھوتے جاتی ابھیمان کو تیاگ کر لوگ ملکر کھانا کھاتے تھے۔ آپ نے

گرو گدی کا حقدار اپنے چھوٹے لڑکے شری گرو ارجن دیو جی کو بنایا۔ اس پر آپ کا بڑا بیٹا پرتھوی چند بہت غضبناک ہوا۔ لیکن گرو جی نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ کیونکہ یہاں تو دیش سیوک کی ضرورت تھی۔ نہ کہ کوئی جاگیر تھی۔ جو چھوٹے کو دی گئی۔ بڑے کو کیوں نہ دی گئی۔ جس کو لائق سمجھا۔ اسی کو گدی ملی۔ اور یہی مناسب تھا۔

اکبر بادشاہ سمت ۱۶۳۳ بکرمی میں آپ کے بھی درشن کرنے گیا۔ اور آپ کو بھی جاگیر دینی چاہی۔ مگر شری گرو جی نے نہ منظور کیا۔ بلکہ پانچ سو بگھہ زمین سات سو اکبری روپیہ دے کر زمینداروں سے خرید لی۔ جہاں امرتسر بنایا۔ اور اس کا نام رامداس پورہ یا گرو کا چک رکھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر گرو نانک دیو وغیرہ صرف دیارمک سادھو ہی تھے۔ تو ان کو گاؤں اور شہر بسانے تالاب کھدوانے۔ لنگر و سدا برت جاری کرنے اور دھرم شالائیں اور پاٹ شالائیں بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ جیسا کہ

(۱) شری گرو نانک دیو جی نے کرتار پور نامی گاؤں بسایا۔ اور وہاں ایک لنگر (سدا برت) لگایا۔ اور ایک دھرم شالا قائم کی۔

(۲) گرو امرداس جی نے ۱۵۴۶ء میں گرو انگد دیو جی کے حکم کے بموجب دریائے بیاس کے کنارے پر گوبندوال نامی گاؤں بسایا۔ اور ایک بڑی بھاری باولی بنائی۔

Transformation of Sikhism. P25

(۲۳) اور اب گورو رامداس جی نے امرتسر کی بنیاد رکھی ؟
اس سے صاف ظاہر ہے۔ چونکہ سارے گورو صاحبان ویوارک اور ساماجک اپدیشوں کی نسبت قومی اپدیشوں کو سب سے اوپر رکھنا چاہتے تھے۔ اور پولیٹیکل (راج نیتک) اوپدیش کسی کے مکان میں آزادی سے دینا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے دہرم شالائیں (common places) قائم کیں اور اپنے ہی گاؤں آباد کئے۔ اور ساتھ ہی لنگر جاری کرنے کا یہ منشا تھا۔ کہ دیش سیوک لوگ اور ان کے شردھالو جو دیش سیوا میں لگیں گے۔ کھانا کھا سکیں۔ اور ان کو کھانے کی فکر باقی نہ رہے۔ کیونکہ دیش سیوا کے لئے صرف متوسط درجہ کے یا غریب لوگ ہی تیار ہوا کرتے ہیں۔ بڑی بڑی توند والے دولتمند ہمیشہ اپنی زرپرستی کے لالچ میں ڈوبے رہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی گوروؤں کا یہ بھی منشا تھا۔ کہ ایک ہی پنگتی میں بیٹھ کر کھانا کھانے سے نیچ اونچ کا خیال دور ہو جاویگا۔
گورو رامداس جی نے تو امرتسر کی بنیاد رکھنے میں اور بھی دانائی ظاہر کی۔ کیونکہ یہ جگہ ماجھے اور مالوے کا دل (Centre) ہونے کی وجہ سے گوروؤں کو نہایت ہی مفید اور کارآمد ثابت ہوئی یہ جگہ سندھو بلوان جاٹوں کا مسکن تھی۔ آخر کار گوروؤں نے انہیں لوگوں کو جنگی سپاہی بنا کر اپنی طاقت کو بڑھایا۔ چنانچہ آجکل بھی اسی علاقہ سے سکھ جاٹ زیادہ تر فوج میں بھرتی ہوتے ہیں۔ جب گورو جی چھوٹے درجہ کے لوگوں میں کام کر چکے۔ تو ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ اب بڑے درجہ کے لوگوں میں بھی کام شروع کریں۔ اس لئے اب بڑے درجہ کے

لوگوں میں بھی اپنا سا مان پیدا کیا۔

شری گرو ارجن دیو جی پانچویں پادشاہی

سمت ۱۶۳۸ بکرمی میں ان کو گدی ملی۔ اس کے بعد انہوں نے گرو نانک دیو جی کے سدا نت کا اچھی طرح سے پرچار کیا۔ اور غیر معمولی ترقی کی۔ پنجاب کے سارے علاقہ میں جگہ جگہ پوتر تیرتھ روپ تالاب اور باؤلیاں بنوائیں۔ کئی ایک مقامات پر دھرم شالائیں بنوا کر ان میں سدا برت جاری کئے۔ موجودہ تیرتھ ترن تارن کی بنیاد بھی انہوں نے ہی ڈالی۔ شہر کرتار پور کو بھی انہوں نے ہی بسایا۔ یاد رہے ترن تارن وہ جگہ ہے۔ جہاں سے اب تک بھی زیادہ تر فوجیں بھرتی ہوتی ہیں

ان سے پہلے کسی گرو کے وقت میں اتنی دولت نہ آئی تھی۔ چونکہ لنگر وغیرہ امورات کے اخراجات سے کچھ باقی رہ سکے۔ مگر ان کے عہد میں چاروں طرف سے اس قدر دولت آنے لگی کہ بھاری بھاری دھرم کے کام کرنے سے وہ ختم ہونے نہ پائی۔ چاروں طرف سے سونا چاندی۔ ہیرا موتی وغیرہ آ کر جمع ہونے لگے۔ اور گرو گھر جواہرات سے بھر گیا۔ گرو گدی کا استھان اپنی شان و شوکت میں بادشاہی کو بھی نیچا دکھانے لگا۔

شری گرو ارجن دیو جی سے پہلے کسی گرو کے زمانہ میں اپنے سکھوں سے مقررہ رقم نذرانہ لینے کا رواج نہ تھا جب کسی کے دل میں جو آوے گرو جی کو بھینٹ دیدے۔ مگر آپ نے ہر ایک سکھ کی

کمائی کا دسواں حصہ لینے کا رواج ڈالا۔ یہی رواج شری گرو گوبند سنگھ جی تک جاری رہا۔ اس دسویں حصہ کو اکٹھا کرنے کے لئے گرو جی نے مسند (Collectors) مقرر کئے۔ یہ دسوندھ (؟) مقرر کرنے کا مطلب یہ تھا۔ کہ گرو جی کو اپنی آمدنی کا حساب پتہ لگ سکے۔ اور وہ اسی کے مطابق خرچ کا پربندھ کریں۔

شری گرو ارجن دیو جی نے اپنے سکھوں کو حکم دیا۔ کہ سب چیلے سیو کے ایک ایک دو دو گھر ہر جگہ سے آکر امرتسر میں آباد ہوں۔ اس کام کا منتظم (Settlement Commissioner) بھائی سالو کو مقرر کیا۔ اس نے بائیس ذاتوں کے لوگ یہ روں اطراف سے لاکر بسا دیئے۔ اور وہاں ہر مندر بنایا جب گرو جی کا منشا یہ تھا۔ کہ ہر سال سب سکھ وہاں اکٹھے ہوا کریں۔

آپ کے پاس چاروں طرف سے ہزار ہا کوسوں سے دور دور کے لوگ درشن کے واسطے آنے لگے۔ اور گرو نانک صاحب کے گھر کے سیوک ہونے کی وجہ سے ان کے چیلے بننے لگے۔ آپ نے بہت سے نیم شش کیواسطے اچھے اچھے مقرر کئے۔ آپ سے پہلے شری گرو نانک جی کے پیروں کے واسطے کوئی الگ کتاب نہ تھی گرو جی نے پہلے گروؤں کے اقوال کو اکٹھا کرکے اور خود اس میں اپنی طرف سے شامل کرکے شری گرو گرنتھ صاحب مرتب کیا۔ جو کہ سکھوں کی متبرک کتاب ہے۔

شری گرو ارجن دیو جی نہایت مستقل مزاج گھمبیر اور دور اندیش مہاپرش تھے۔ آپ نے وچار کیا۔ کہ مدت متانتر یاد ہرم بھگا کی صاف اصرار

کتاب ہوتی ہے۔ سناتن دہرم کا پرچار کرنے والے مہاپرشوں نے وید وں کو بناکر ان کے واسطے آدرش اور نیم قایم کئے۔ اسی طرح موسیٰ نے توریت عیسیٰ نے انجیل اور محمد صاحب نے قرآن بنایا۔ اور سب نے اپنی اپنی پستک کو الہامی بتایا۔ اور ماننے والے شردہالو لوگوں نے مانا اس سے گورو نانک دیوجی کے قائم کردہ دہرم کے واسطے ضرور ایک پستک تیار کرنی چاہئے۔ یہ خیال کرکے شری گرو جی نے شری گرو گرنتھ کو اکٹھا کرکے مرتب کرنا شروع کیا جس میں شری گرو نانک دیوجی سے لیکر چار وں گروؤں کی بانیوں کو جمع کیا

مسلمان بادشاہوں کے عہد میں گھوڑے کی سواری بادشاہ کے دل تک پیدا کرتی تھی۔ اس لئے ہندؤں کو گھوڑے رکھنا مشکل تھا۔ اس تکلیف کو دور کرنے کیلئے شری گورو ارجن دیوجی نے اپنے سکھوں کو ترکستان میں گھوڑے خریدنے کے واسطے روانہ کیا۔ کہ وہ وہاں سے لاکر اپنے ملک میں گھوڑوں کا بیوپار شروع کریں۔ اور اس طرح سب سکھوں کو گھوڑے کی سواری آجاوے۔ اور وقت ضرورت وہ مکمل سپاہی بن سکیں اس میں ایک اور بھی پوشیدہ راز تھا۔ وہ یہ کہ اس زمانہ میں ہندو لوگ سندھ پار جانا دہرم کے خلاف خیال کرتے تھے۔ گروجی کا ارادہ ان جھوٹے وہموں کو دور کرنے کا تھا۔ اس لئے اس طرح یہ بھی پتہ لگ گیا۔ کہ کون کون سچے سکھ ہیں۔ اور اس بیوپار میں منافع بھی بہت تھا۔ اس لئے گروجی کے خزانہ میں بہت سا روپیہ بھی آیا

شری گرو ارجن دیوجی سے پہلے گروؤں نے کئی ایک گاؤں آباد کئے تھے گرو امرداس جی نے سکھوں کے بائیس صوبے یعنی سردار بھی مقرر

کر چکے تھے۔ اور اب گرو ارجن دیو جی نے دسوندھ بھی مقرر کر دیا تھا۔ اور اس کو اکٹھا کرنے کے واسطے افسر بھی مقرر ہو چکے تھے۔ امرتسر میں اور اس کے ارد گرد سکھوں کے بہت سے گاؤں بھی بن چکے تھے۔ گویا کہ گرو دہاراج کی ایک علیحدہ ریاست بن گئی تھی۔ اس کے انتظام کیواسطے گرو جی نے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں۔ اور ان میں باقاعدہ دفتر اور کچہریاں قائم کیں۔ جیسا کہ محسن فانی اپنی کتاب "دلبستان" میں لکھتا ہے۔ کہ سکھوں نے شری گرو ارجن دیو جی کے زمانہ تک آہستہ آہستہ اپنی ریاست بنالی اور اپنے گرو کو سچا پادشاہ (True King) کہنے لگ گئے جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس وقت گرو ارجن دیو جی نے مسوراجیہ زیر سایہ (Self Government within the Empire) حاصل کر لیا تھا۔ اور اسی وجہ سے شری ارجن دیو جی کا رعب۔ پرتاب اور اقبال دیکھ کر چندو لال دیوان لاہور نے اپنی لڑکی کی سگائی شری گرو جی کے بیٹے کے ساتھ کرنے کی زبردست خواہش ظاہر کی جسے گرو جی نے کسی خاص وجہ سے منظور نہ کیا۔

شری گرو جی پر بغاوت (سڈیشن) کا مقدمہ بنایا گیا۔ جرم یہ تھا۔ کہ انہوں نے گرنتھ صاحب رچ کر لوگوں کو بادشاہ کے برخلاف بھڑکایا ہے مگر گرو جی بے قصور ثابت ہوئے۔ اور چھوڑ دیئے گئے۔

افسوس کہ گرو جی کا بڑا بھائی پرتھوی چند بادشاہ کیساتھ مل گیا اور اس نے اس کے ساتھ مل کر گرو جی کو بہت کچھ تکلیف پہنچانے کی کوشش کی۔ مگر اس کی یہ کوشش رائگاں گئی۔

جب جہانگیر بادشاہ کا بیٹا اپنے باپ سے منحرف ہو گیا۔ اور بھاگ کر

پنجاب میں آیا۔ تو گرو جی نے اس کو اپنے ہاں پناہ دی۔ اور بہت سے روپیہ پیسا نہر اس کی مدد کر کے اس کو روانہ کیا۔ اس پر بادشاہ نے گرو جی پر دو بارہ بغاوت (Sedition) کا مقدمہ چلایا۔ اور دو لاکھ روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ اور حکم دیا کہ جب تک جرمانہ ادا نہ ہو قید میں رکھا جاوے۔

جب بادشاہ نے ان پر دو لاکھ روپیہ جرمانہ کیا۔ تو سکھوں نے فوراً وہ جرمانہ ادا کر کے گرو جی کو چھڑا لینا چاہا۔ مگر گرو جی نے ایسا کرنے کی اجازت نہ دی۔ بلکہ منع کیا۔ اور کہا کہ اگر کوئی جرمانہ ادا کرنے کی کوشش کریگا۔ تو وہ گرو کا سکھ نہیں۔ بلکہ دشمن قوم اور غدار خیال کیا جاویگا اور وہ پرلے درجہ کا گنہگار گنا جاویگا۔ کیونکہ ولیش کیواسطے مرنے سے مورکھوں کو خوف معلوم ہوتا ہے۔ ہم لوگوں کو واہگرو نے ڈرپوک نہیں بنایا ہم تو ہمیشہ امر رہیں گے۔ اس مقدمہ میں خسرو کی مدد کے علاوہ گرو جی پر سچا بادشاہ کہلانے اور بھاری فوج بادشاہ کے برخلاف جنگ کرنے کی نیت سے رکھنے کا بھی الزام تہا۔ آخر کار گرو جی کو بہت تکالیف دیکر ہلاک کیا گیا۔ یہ پہلی آہوتی تھی۔ جو سوراجیہ روپی ہون کنڈ میں سوآہا کردی گئی۔

شری گرو ہرگوبند جی چھٹی بادشاہی

جب بادشاہ نے شری گرو ارجن دیو کو بلایا تہا۔ تو گرو جی نے دال میں کالا سمجھ کر جانے سے پہلے ہی گرو گدی اپنے لڑکے شری گرو ہرگوبند

جی کے حوالے کردی تھی۔ اب گرو صاحبان ملکی کاموں میں بہت کچھ میدان میں آگئے تھے۔ اور شری گرو ارجن دیوجی بھی سوراجیہ روپی ہون کنڈ میں آہوتی ہو چکے تھے۔ دیش میں پانچویں گرو کی قربانی سے چنگاری لگ چکی تھی۔ اس لئے اب شری گرو ہرگوبند جی نے گرو گدی پر بیٹھتے ہی سارا ٹھاٹھ باٹھ شاہانہ کر دیا۔ چھتر۔ چنور اور تخت وغیرہ ہر ایک طرح کے شاہانہ ساز و سامان آراستہ کر کے اپنی کمر میں دو تلواریں باندھنے لگے۔ گھوڑے کی سواری۔ پٹہ بازی تیر اندازی اور بندوق کا استعمال آپ نے اچھی طرح سیکھ لیا۔

آپ نے پانچ اساڑھ سمت ۱۶۶۵ بکرمی میں ایک اونچا چبوترہ امرتسر دربار صاحب کے سامنے بنوا کر اس کا نام تخت **شری اکال بنگہ** رکھا۔ اور لوہگڑھ نامی قلعہ جو اب شہر کے اندر آگیا ہے تیار کرا کر اس میں ہر قسم کا سامان جنگ اکٹھا کرنا شروع کیا۔ اور باضابطہ فوج بھی بنائی جس میں اپنے سکھوں کے علاوہ اور تنخواہ دار سپاہی بھی نوکر رکھ لئے۔ اور اپنی عدالتیں بھی بنالیں۔ جہاں خود ہی مقدموں کا فیصلہ بھی کرنے لگے۔ جب جہانگیر بادشاہ کو خبر ملی۔ تو اس نے شری گرو جی پر بھی بغاوت کا مقدمہ چلایا۔ مگر اس مقدمہ میں گرو جی پر جرم ثابت نہ ہو سکا پھر بادشاہ گرو جی کی اعلیٰ درجہ کی بہادری دیکھ کر (مصلحتاً) گرو جی کا دوست بن گیا مگر تھوڑی ہی دیر بعد بادشاہ کو ہوش آگئی۔ کیونکہ اس طرح سے بادشاہی رعب لوگوں کے دلوں سے اور بھی اُٹھنے لگا۔ اس لئے شری گرو جی مہاراج کو قلعہ گوالیار میں شری گرو ارجن دیو جی کا دو لاکھ روپیہ جرمانہ ادا نہ کرنے کے بہانہ سے جلاوطن کر دیا۔ اس زمانہ میں گوالیار کے قلعہ

اس بغاوت کے جرم میں بڑے بڑے راجے مہاراجے راجپوت لوگ نظر بند رکھے گئے تھے۔ انہوں نے اور وہاں کے داروغہ نے شری گرو جی کو ذرا بھی تکلیف نہ ہونے دی۔ یہاں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے وہ یہ کہ اس وقت ریشی کی حالت بہت اچھی ہو رہی تھی۔ چندو لال بادشاہ کا دیوان داروغہ جیل کے نام لکھ بھیجتا ہے۔ کہ گرو جی کو آرام سے نہ رہنے دینا۔ مگر وہ اس کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ بلکہ گرو جی کو ذرا بھی تکلیف ہونے نہیں دیتا۔

جب یہ خبر گرو جی کی ماتا کو ملی۔ تو اس کو گرو جی جیسے غیر معمولی اکلوتے بیٹے کا غم بے چین کرنے لگا۔ ایسی خبر کے سنتے ہی ماتا کی حالت ناقابل برداشت ہو گئی۔ بے شمار سکھ لوگوں میں بھی تہلکہ مچا۔ اسی وقت کئی لوگوں نے مل کر دو لاکھ روپیہ چندہ جمع کیا۔ اور شاہی دربار میں ادا کر کے شری گرو جی کو گوالیار کے قلعہ سے نکالنا چاہا مگر جب شری گرو ہرگوبند جی سے اس کے متعلق مشورہ لیا تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ جو کوئی میرے چھوڑانے کے واسطے شاہی دربار میں دو لاکھ روپیہ ادا کریگا۔ ہم اس کو گرو کا سکھ نہیں مانیں گے۔ لوگوں کا اس وقت گرو پر ایسا پکا وشواش تھا۔ قلعہ گوالیار کے دروازے تک ہزارہا سکھ درشن کرنے کو جایا کرتے تھے جن کو درشن نہ ہوتا۔ وہ دروازے پر نمسکار کر کے اور کڑاہ پرشاد بانٹ کر واپس چلے آتے۔ جب کوئی پوچھتا۔ کہ تم لوگ یہاں ایسا کیوں کرتے ہو۔ تو جواب ملتا۔ کہ ہمارا گرو یہاں رہتا ہے۔ اس لئے یہ قلعہ ہمارا تیرتھ ہے۔ ہمیں ظالم بادشاہ کا مطلق خوف نہیں۔ ہم کڑاہ پرشاد کرینگے۔ اور ضرور کرینگے

گرو جی قلعہ میں بھی برابر پولیٹیکل پرچار کرتے رہے

جب جہانگیر نے ملک میں چین ہوتے نہ دیکھا - اور چاروں طرف سے بلوے ہونے شروع ہو گئے - تو ڈر کر گرو جی کو چھوڑ دیا قلعہ گوالیار سے نکل کر گرو جی کچھ دیر دہلی میں رہے - اب جہانگیر نے بہت نرمی کی پالیسی اختیار کی - اور گرو جی کو بہت سا روپیہ نقد و جواہرات دینے چاہیئے - مگر گرو جی نے لینا منظور نہ کیا - بادشاہ کا ان کے ساتھ (مصلحتاً) ایسا پریم ہوا کہ بادشاہی دربار کے بے شمار مقدموں کے فیصلے بھی گرو جی کی معرفت ہونے لگے کئی ایک قسم کے شاہانہ حقوق ان کو دئے گئے - اور گرو جی کو ۴۹ توپ ایک ہزار پیادہ سپاہ اور پانسو سوار رکھنے کا حکم بھی دیدیا - اور پنجاب کے سبھی بادشاہی حاکموں کے نام پروانے بھیجدیئے - کہ سب لوگ شری گرو ہرگوبند جی کی عزت کریں - اور جس قسم کی مدد کی ان کو ضرورت ہو بغیر شاہی منظوری حاصل کئے ان کو دی جاوے - اور پنجاب کے سب بادشاہی ملازم اپنا افسر یا محافظ اور نگہبان تصور کریں - کچھ عرصہ اسی طرح گذرا یعنی اب گرو جی کو جہانگیر کے ماتحت سوراجیہ ملگیا - مگر یہ سوراجیہ جہانگیر کی موت کے بعد اس کے لڑکے شاہ جہان نے گرو جی سے چھین لیا -

۳ چیت سمت ۱۶۸۵ بکرمی کو شاہ جہان نے گرو جی کو اپنا مخالف سمجھ کر سات ہزار پیدل اور سوار سپاہی گرو جی کیساتھ جنگ کرنے کے لئے امرتسر کو روانہ کئے - ادہر گرو جی نے تین ہزار سکھ لے کر امرتسر کے نزدیک تین کوس کے فاصلہ پر قصبہ برالی کے پاس

مقابلہ کیواسطے جا ڈیرا جمایا۔ گرو جی کی فوج نے بادشاہی فوج کا مقابلہ اس بہادری سے کیا۔ کہ وہ شکست کھا کر بھاگ نکلی۔

یہ بات سن کر بادشاہ کو سخت غصہ آیا۔ اور اس نے ۵ چیت سمت ۱۶۹۵ بکرمی کو پندرہ ہزار فوج پھر گرو جی کے مقابلہ کیواسطے روانہ کی۔ گرو جی کی تھوڑی سی فوج نے خوب مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں دونوں طرف سے بہت سے آدمی ہلاک ہوئے۔ اور آخر کار گرو جی کو سکھوں سمیت امرتسر چھوڑنا پڑا۔

پھر آپ پر عبداللہ خاں صوبہ دار جالندھر کی طرف سے حملہ ہوا اس کے بعد سمت ۱۶۹۸ بکرمی میں آپ کو قید کرنے کے واسطے بادشاہ نے بارہ ہزار فوج روانہ کی۔ گرو جی نے ان کو شکست دی۔ حاصل کلام یہ کہ شری گرو جی نے کھلم کھلا جنگ کیا۔ افسوس ہے کہ چند و نے غیروں سے مل کر گرو ارجن دیو کو جان سے مار ڈالا۔ شری گرو ہرگوبند جی کو بھی بے شمار تکالیف دیں۔ مگر گرو جی نے بھی اس سے خوب بدلہ لیا۔ اور اس کو اسی طرح مروایا۔ جس طرح اس نے شری گرو ارجن دیو جی کو مارا تھا۔ آپ نے اپنے نام پر سری ہرگوبند پور نامی شہر بسایا۔ آپ نے جب اپنی عمر کو ختم ہوتے سمجھا۔ اور تو آپ نے ہر طرح سے تسلی کر کے اپنے پوتے شری ہر رائے جی کو جو ہر طرح سے گرو گدی کے لائق تھے مقرر کیا۔ آپ دریائے ستلج کے کنارے کیرت پور میں جا رہے تھے۔ ۴۸ سال ۹ مہینے کی عمر میں سمت ۱۷۰۱ بکرمی میں آپکا دیہانت ہو گیا۔ اور جو قومی پودا کہ شری گرو نانک دیو جی نے استحاپت کیا تھا۔ اور جس کو چاروں گروؤں نے صاف کیا تھا۔ جس میں پہلی ہوتی شری گرو ارجن دیو

جی نے اپنے شریر کی ڈالی تھی اسکی اگنی کو شری گرو ہرگوبند جی نے کئی سکھوں کے خون سے اور آتم تیاگ سے پرچنڈ کیا۔

شری گرو ہررائے جی ساتویں پادشاہی

اب دیش کی حالت بدل چکی تھی۔ گروؤں کے ماتحت ہندو لوگ سوراجیہ لینے پر اُتر آئے تھے۔ بادشاہوں کو بھی ہندؤں سے خوف پیدا ہو گیا تھا۔ اس خوف کو دور کرنے کے دو ہی طریقے ہو سکتے تھے یا تو نرمی سے ہندؤں کو دوست بنایا جاتا۔ یا سختی کیساتھ ان کو دبا دیا جاتا۔ بادشاہ دونوں ہتھیار کام میں لائے۔ مگر دیش بھگت گرو کب ماننے تھے۔ گرو ہررائے جی کو داراشکوہ نے جاگیر دینی چاہی مگر گرو جی نے صاف انکار کر دیا۔ ہاں اس کے ساتھ دوستی حسب ضرورت قایم رکھی۔[1]

جب داراشکوہ اورنگ زیب سے ڈر کر بھاگ نکلا۔ تو گرو جی نے اپنی فوج بھیجکر اس کی مدد کی۔ اور اس کو گرفتار ہونے سے بچا لیا۔ اورنگزیب نے گرو جی پر حکومت کے خلاف ہونے (سڈیشن) کا مقدمہ چلایا۔ گرو جی نے جوابدہی کیواسطے خود تو جانے سے انکار کیا مگر اپنے لڑکے رام رائے کو دہلی بھیجدیا۔ رام رائے نے اورنگزیب کو خوش کرنے کے واسطے ایک دفعہ جھوٹ بولا۔ یعنی گرو گرنتھ صاحب

---

[1] دیکھو اتہاس گرو خالصہ صفحہ ۲۸۲

ہیں جو کہ یہ ہے

مٹی مسلمان کی پیڑے پڑی کمہار
گھڑ بھانڈے اَٹاں بیاں جلتی کرے پکار

سو بدل کر دوسرے لفظوں اس طرح غلط بیان کیا۔

مٹی بے ایمان کی پیڑے پڑی کمہار
گھڑ بھانڈے اَٹاں بیاں جلتی کرے پکار

جب گورو جی کو اس بزدلی کی خبر ملی۔ تو وہ نہایت غصے ہوئے اور ساری عمر تک اس کا منہ نہ دیکھا۔

آپ نے اپنے زمانہ میں سوائے داراشکوہ کی مدد کے پھر کبھی لڑائی کرنی مناسب نہ سمجھی کیونکہ اس وقت پہلے لڑائیاں ہو چکنے کی وجہ سے تیاری کی ضرورت تھی۔ آپ نے اب بڑے بڑے لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا جن میں ایک راجہ پھول بھی تھا جس کی اولاد اب تک پٹیالہ جیند اور نابھہ پر حکمران ہے۔ اور یہ ریاستیں پھولکیاں کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے اپنی جگہ اپنے چھوٹے لڑکے شری گورو ہرکشن جی کو جو ابھی پانچ سال کے ہی تھے۔ گدی پر بٹھایا۔

ملک کلیم صاحب لکھتے ہیں۔ کہ گورو جی نے بڑے لڑکے کو گدی اس لئے نہ دی تھی کیونکہ وہ نیچ ذات کی استری کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ مگر یہ بالکل غلط ہے کیونکہ (۱) گورو جی کی چار عورتیں تھیں اور چاروں ایک باپ کی بیٹیاں نہیں (گربلاس میں سات عورتیں ہونا لکھا ہے اور وہ سب سگی بہنیں ہی تھیں) (۲) جب گورو ہرکشن جی گدی پر بٹھائے گئے۔ تو ان کے بڑے بھائی رام رائے

شری گرو ہرکشن جی آٹھویں پادشاہی

جب شری گرو ہرکشن جی کو گدی ملی۔ اُس وقت ان کی عمر صرف پانچ سال کی تھی۔ آپ بڑے ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ مگر افسوس تین سال بعد آپ کا دیہانت ہو گیا۔ گر بلاس دسویں پادشاہی کے صفحہ پانچ پر لکھا ہے۔ کہ بادشاہ نے آپ کو دہلی بلایا۔ مگر آپ نے دہلی میں جا کر بھی اس کو ملنا مناسب نہ سمجھا۔ جس پر سکھوں نے آپ سے پوچھا

سنگت کہے غریب نوازا ۔ بادشاہ کچھ پوچھن کا جا

تم کہ تھوا ایہہ ٹھور بلادا ۔ تم تاں کہ نہیں درشن دکھاوا

(ترجمہ) اے مہاراج آپ کو بادشاہ نے کچھ پوچھنے کے لئے بلایا ہے اور آپ نے اس کو کیوں درشن نہیں دیا۔

اس کا جواب گرو جی نے یہ دیا۔

شری مکھ بچن کہے ایہ بھائی ۔ ہم نہیں ملیچھ مکھ لگنا جائی

نہ ملیچھ کو درشن دینا ۔ آپ جانے تاکو نہیں لینا

(ترجمہ) اے بھائی کہ ہم ملیچھ بادشاہ کا منہ دیکھنا نہیں چاہتے۔ اور نہ ہی خود اس کو

نے گدی لینے کیواسطے مقدمہ دائر کیا۔ اگر وہ نیچ ذات کی عورت سے پیدا شدہ ہوتا تو وہ اپنے حق کا دعوے کسطرح کر سکتا تھا

دراصل بات یہ تھی کہ گرو جی نے اپنے بڑے لڑکے کو نالائق سمجھا تھا۔ کیونکہ (۱) اسنے اورنگ زیب کو خوش کرنے اور اپنے سچا ہونے کے لئے جھوٹ بولا تھا (۲) اس نے اورنگ زیب سے معافی جاگیر لے لی تھی جو کسی گرو نے بھی منظور نہ کی تھی اس لئے گرو جی کو اس پر سخت غصہ تھا

درشن دینا چاہتے ہیں
اس کتاب کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ آپ نے اسی وجہ سے اپنا شریر تیاگ دیا۔

شری گرو تیغ بہادر جی نویں پادشاہی

آپ کا اپنے باپ شری گرو ہرگوبند جی کیساتھ بہت ہی پریم تھا آپ لڑائیوں میں بھی ان کے ساتھ رہے تھے۔ آپ بڑے لائق عقلمند اور معاملہ فہم آدمی تھے جب گرو ہرکشن جی کی موت کے بعد کئی لوگ گرو بن بیٹھے۔ تو آپ چپ رہے۔ آپ کو کئی لوگوں نے گرو بننے کے واسطے کہا۔ مگر آپ نے جواب دیا۔ کہ اس گدی پر بیٹھنا آسان کام نہیں ہے یعنی آپ کے خیال میں درحقیقت یہ دیش سیوک گدی تھی۔ اس لئے آپ اس بھارتی سیوا کے بوجھ کو اٹھانے سے ڈرتے تھے۔ مگر وقت کی ضرورت کے مطابق جیسا کہ اس وقت چپ چاپ کام کرنے کی ضرورت تھی۔ آپ اپنے مت کا پرچار برابر کرتے رہے۔ لوگوں نے بھی آپ کو سچا دیش بھگت سمجھ کر گرو منظور کر لیا۔

جب اورنگ زیب نے اپنے ظلموں سے لوگوں کو بہت تنگ کرنا شروع کیا۔ تو کشمیر کے ہزار ہا پنڈت برہمنوں کا گروہ شری گرو تیغ بہادر جی کے پاس آیا۔ سب نے شری گرو جی سے رو کر مدد کی درخواست کی اور کہا کہ مہاراج آپ ہی آجکل دھرم کے پرچارک اور ہمارے اس تمام ملک کے پوجنیہ اور قابل عزت گرو ہیں۔ اس لئے ہمیں آپ

پوری اُمید ہے۔ کہ آپ ضرور ہندو دھرم کی رکشا کریں گے۔ یہ سن گرو جی نہایت دکھی ہوئے۔ اور ان کا چہرہ اداس سا ہو گیا۔ ملک کی ایسی گری ہوئی حالت دیکھ کر سوچ میں پڑ گئے۔ اور نشچہ کر لیا۔ کہ دیش کو اٹھانے کے واسطے قربانی کی ضرورت ہے جب تک کسی مہان پرش کی قربانی نہ ہو۔ دیش کے دکھ دور نہیں ہو سکتے۔ وہ اسی خیال میں مستغرق تھے۔ کہ بالک گوبند سنگھ نے پوچھا

"پتا جی آپ کس سوچ میں ہیں"

شری گرو جی نے جواب دیا۔ "پتر دیش اور دھرم کسی مہان آتما کی بلی مانگتا ہے۔"

گوبند سنگھ جی نے جواب دیا۔ "پتا جی آپ سے مہان پرش اس زمانہ میں اور کون ہے"

بچے کے یہ الفاظ سنکر شری گرو تیغ بہادر جی اس دیش رپی کنڈ میں جس میں پہلی آہوتی شری گرو ارجن دیو نے اپنے شریر کی ڈالی تھی۔ اپنی آہوتی ڈالنے کو تیار ہو گئے۔ اور شرن آئے ہوئے برہمنوں سے بولے۔ کہ آپ لوگ اسی طرح دہلی میں چلے جاویں۔ اور جاکر شاہی دربار میں پکار کریں۔ کہ ہم لوگوں کو الگ الگ پکڑ کر زبردستی مسلمان بنایا جاتا ہے۔ جو ٹھیک نہیں۔ لیکن ہمارے سارے ملک کے ہندو لوگوں کے گرو شری گرو نانک دیو کی گدی پر آجکل گرو تیغ بہادر جی جانشین ہیں۔ سارے ملک کے ہندو لوگ ان کے پیرو ہیں۔ بادشاہ سلامت پہلے ان کو دین اسلام قبول کرا ہیں۔ ہم لوگ خود ہی ان کے پیچھے اسلام قبول کر لیں گے۔ کیونکہ

دہرم ہمیشہ گروں کے ہی آسرے ہوتا ہے[1]۔ برہمن لوگوں نے شری
گرو جی کی صلاح کو مان لیا۔ اور جلدی ہی دہلی میں جاکر حسب دستور
بادشاہی دربار میں پکار کی۔ جس کی شنوائی ہوتے ہی یہ حکم
ہوا کہ جو لوگ دین اسلام کے پھیلانے کے واسطے باعث تشویش
ہیں۔ ان کو فی الحال فوراً واپس بلا لیا جاوے۔ اور سب سے
پہلے گرو جی کو گرفتار کر کے دین اسلام قبول کرایا جاوے۔ چنانچہ
اورنگ زیب شری گرو تیغ بہادر جی کو حکومت کے خلاف
ہونے (سڈیشن) کے جرم میں دہلی بلا بھیجا[2]۔ شاہی پروانے کو
دیکھتے ہی شری گرو جی نے خیال کیا۔ اب دہلی میں جاکر اس
ظالم بادشاہ کے ظلم سے اس شریر کا قائم رہنا مشکل ہے۔ اس لئے
سب کام کاج اپنے بیٹے گرو گوبند سنگھ جی کو سمجھا کر ۱۲ ساڑھ سمت ۱۷۳۲
بکرمی کو کچھ اپنے سکھ سوار ساتھ لے کر شہر انند پور سے
دہلی روانہ ہوئے۔ ان گرو جی نے زمین خرید کر ماکھووال نامی ایک گاؤں آباد کیا تھا

---

[1] گرو جی کا اس بات کے کہنے سے یہ مطلب تھا۔ کہ جب ان جیسے
یوگ۔ دہارمک قابل عزت اور مشہور دہا پرش مسلمان نہ بننے کے جرم میں
بادشاہ قتل کریگا۔ تو ان کی قربانی سے سارے ملک میں دیش بھگتی کی آگ
دہ چند ہو جاوے گی

[2] گرو تیغ بہادر جی کو سنہ ۱۶۷۵ء میں سڈیشن کے الزام میں دہلی
بلایا گیا۔ ٹرانسفرمیشن آف سکھزم

جب شری گرو جی دہلی میں پہنچے۔ تو آپ نے اپنے ساتھ صرف پانچ سکھ[1] لئے۔ اور دوسروں کو اِدھر اُدھر خبریں لانے اور لے جانیکے واسطے دہلی میں روپوش رکھا۔ جب بادشاہ نے شری گرو تیغ بہادر جی کا دہلی میں آنا سنا۔ تو اسی وقت ان کے ساتھیوں سمیت نظربندی کا حکم دیا۔ جس پر بادشاہی ملازموں نے گرو جی کو بمعہ بھائی متی رام[2] بھائی گردتا بھائی اُدا۔ بھائی چیمنا اور بھائی دیالا کے کوتوالی کے قریب ایک مکان میں جہاں پر اب گرو استھان بنا ہوا ہے۔ نظر بند[3] کر دیا۔

دوسرے دن اورنگ زیب نے شری گرو جی کو شاہی دربار میں بلا کر

---

[1] ٹرانس فارمیشن آف سکھ ازم صفحہ ۲۰۲ پر گرو جی کیساتھ صرف دو سکھ ہونا لکھا ہے۔ تاریخ گرو خالصہ مصنفہ بھائی گیان سنگھ گیانی میں پانچ سکھ لکھے ہیں اور اسی طرح اتہاس گرو خالصہ مصنفہ گوبند سنگھ میں بھی پانچ ہی لکھے ہیں۔ ایسے ہی کئی ایک دوسری کتابوں میں بھی پانچ کا ہی ساتھ ہونا لکھا ہے۔

[2] دیوان متی رام کریالہ ضلع گجرات کے بھائی خاندان کا سردار تھا۔

[3] سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب گرو جی کو اچھی طرح معلوم تھا۔ اور یقین تھا کہ دہلی میں وہ قتل کئے جائیں گے۔ اور جس کے لئے وہ خود تیار ہو کر گئے تھے۔ اور اسی واسطے اپنے جانے سے پہلے گرو گدی پر اپنے لائق بیٹے کو مقرر بھی کر دیا تھا۔ تو پانچ اور سکھ موت کے منہ میں لے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ دراصل اس میں بھی وہی پوشیدہ راز تھا جس نے گرو جی کو قربانی کیواسطے تیار کیا تھا۔

کہا۔ کہ یا تو آپ دین اسلام قبول کریں۔ ورنہ آپ کے واسطے موت کی سزا کا حکم ہے۔ مگر وجی نے اس کے جواب میں بجائے دہرم کو چھوڑنے کے موت کو ترجیح دینا بہتر خیال کر کے کہا ؏ کہ میں دہرم کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ اس زندگی کی جو دہرم چھوڑنے سے حاصل ہو۔ مجھ کو ضرورت نہیں "!

بادشاہ کے حکم سے دیوان متی رام کو آرہ سے چروا دیا گیا اور بھائی دیالا کو دیگ میں جوش دیکر مار ڈالا گیا۔ اس کے بعد شری گرو جی بھی ۱۳ ماگھ سمت ۱۷۳۲ بکرمی کو علی الصبح بڑھ کے درخت کے نیچے تلوار کے ساتھ قتل کئے گئے۔

کون قتل کئے گئے۔ شری گرو تیغ بہادر؟ نہیں۔ نہیں۔ وہ ملیچھ راج جس کی جڑ پاتال تک پہنچ چکی تھی خیال رہے۔ کہ جلا دنے شری گرو تیغ بہادر جی کا سر نہیں کاٹا تھا۔ بلکہ مسلمانوں کی بادشاہی کی جڑیں کاٹی ہیں جب سے شری گرو تیغ بہادر پنجاب چھوڑ دہلی کو آئے تھے۔ اسی دن سے شہر دہلی کی پل پل کی خبر پنجاب کے ہر شہر ہر گاؤں اور ہر گھر میں لوگوں کو پہنچ رہی تھی۔ اگرچہ اس زمانہ میں جلدی خبر پہنچانے کے سامان کچھ بھی نہ تھے۔ تو بھی اس زمانہ میں گرو جی کا سارا حال سب لوگوں کو فوراً ہی معلوم ہو جاتا تھا۔ شری گرو تیغ بہادر جی کے دہلی میں قتل کئے جانے کی خبر بھی فوراً ہی سارے ملک میں پھیل گئی چاروں طرف ہائے ہائے مچ گئی۔ بڑے بڑے شورو بیر دانت چبانے لگے چھوٹے بچے سب آنسو بہانے لگے۔ سب ہندوؤں کے دلوں سے حوصلہ جاتا رہا۔ سب کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ سارے پنجاب میں ہلچل مچ گئی۔ چاروں طرف سے جے جے کے نعرے سنائی دینے لگے

اس بات کو شری گرو گوبند سنگھ جی مہاراج نے بھی لکھا ہے۔

دوہا

گرو تیغ بہادر کے چلت بھیو جگت میں شوک
ہائے ہائے سب جگ کرے جے جے جے سر لوک

چوتھا باب

شری گورو گوبند سنگھ جی کو کس بات نے دیش سیوا کیواسطے تیار کیا؟ انگریزی ضرب المثل ہے۔

The blood of martyrs is the seed of

ایسے گھور انیاچار کے زمانہ میں جبکہ گرو تیغ بہادر جی جیسے پوتر اور دھان پرش گرو اور ان کے سکھ جان سے مروا ڈالے گئے۔ اور اورنگ زیب نہ صرف ہندوؤں پر ہی ظلم کر رہا تھا۔ بلکہ اس نیچ کے ہاتھوں باپ بھائی اور بیٹے تک بھی نہ بچ سکے تھے جبکہ نہ صرف ہندوؤں پر ہی ظلم ہو رہے تھے۔ بلکہ شیعہ مسلمان بھی اس کے ہاتھوں مصیبت میں تھے۔ جبکہ دیش سیوک سکھوں کی مائیں اپنے بچوں کو جیتے جی مرگیا سمجھ لیتی تھیں۔ اور جب کوئی آدمی کسی عورت سے اس کے لڑکوں کی تعداد پوچھتا۔ تو جواب میں وہ عورت ان لڑکوں کو کم کر کے تعداد بتاتی تھی۔ جو گرو کے سکھ بن گئے ہوتے۔ اس لئے کہ اس نے

لہ دیکھو حیات اورنگ زیب صفحہ ۵۳ مؤلفہ منور خاں ساغر

دیش سیوا کا کام اختیار کر لیا ہے۔ اس زمانہ میں جب کہ بادشاہ ہر روز ہزارہا ہندوں کو جبتک مسلمان نہ بنا لیتا کھانا کھانا حرام سمجھتا تھا۔ اس زمانہ میں جبکہ ہندوؤں کو دہرم نہ چھوڑنے کے قصور میں موت کی سزا ملتی تھی۔ اس زمانہ میں جبکہ ہندوؤں کی پولیٹیکل۔ سوشل دہارمک آتمک اور شاریرک استحانا ہو رہی تھی۔ اور کسی ہندو میں بھی چوں تک کرنے کی ہمت باقی نہ تھی۔ اس زمانہ میں جبکہ ہندو جدا جدا مارے جا رہے تھے۔ اور کسی میں یہ کہنے کا ساہس نہ تھا۔ کہ اے مورکھو اتفاق کرو اور مردوں کی طرح جان دو اور لو۔ ہاں ایسے مشکل زمانہ میں جس کا بیان اس سے پہلے ابواب میں ہو چکا ہے۔ اس وقت جبکہ اکلوتے بیٹے شری گرو گوبند سنگھ جی کو چھوڑ کر ان کے پتا جی نے دہرم ارتھ پران تیاگ کرنے کی ہی ٹھان لی تھی۔

شری گرو گوبند سنگھ جی مہاراج کو کس بات نے دیش سیوا کے کام میں لگایا؟

یہ ایک سوال ہے جس پر پورے غور و خوض سے وچار کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ تواریخ کے پڑھنے سے تعجب پیدا ہوتا ہے۔ کہ اتنی بڑی بھاری طاقت کیساتھ کس طرح بے باکی اور دلیری سے ایک فقیر جس کے پاس نہ دولت تھی نہ بل تھا۔ نہ فوج اور نہ ہی جنگ کیواسطے سامان اور نہ ہی سر چھپانے کو جھونپڑی مقابلہ کرتا ہے۔ وہ کونسی بات تھی۔ جو اس بیری حالت میں بھی اس فقیر کو ولیش اور جاتی کیواسطے لڑ مرنے کو ابھارتی تھی اور اس کو فتحمندی کا یقین دلاتی تھی۔ اس کی گرمیت

میں گرم خون ڈالتی تھی۔ اس کے قومی دکھ سے مرجھائے ہوئے چہرے کو جوش سے سرخ کرتی تھی۔ وہ کونسی بوٹی تھی۔ جو سوکھے ہرے درختوں کو دشمن کے بیرحم ہاتھوں سے بچا کر ہرا بھرا کر رہی تھی۔ وہ کون سا جادو تھا۔ جو ایک بچے کو جس کے سامنے اس کا پیارا پتا دیش گرو شانتی پرستش مہاپرش صرف اس کا ہی پتا نہیں۔ بلکہ سارے دکھی بھارت درش کا پتا قتل کیا گیا تھا۔ دیش سیوا کیلئے اسطئے تیار کر رہا تھا۔ وہ کون سا جادو تھا۔ جو اتنی بڑی دشمن کی فوج پر چل گیا تھا۔ وہ کونسی طاقت تھی۔ جو بے طاقت گرو گوبند سنگھ جی کو میدان میں آنے پر زور دے رہی تھی۔ آہ!

وہ بل ویش بھگتی تھا۔

یہ ویش بھگتی کا بل کس طرح پیدا ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اولاد پر ہمیشہ والدین کا اثر ہوا کرتا ہے۔ والدین جیسی اولاد پیدا کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ یہ حکمت کا قانون ہے۔ اسی لئے شری گورو تیغ بہادر جی نے اتم اور بہادر اولاد پیدا کرنے کی خواہش سے گر بھادہان سنسکار کیا تھا (دیکھو سورج پرکاش صفحہ ۵۱۹ سے ۵۲۰ تک)

آپ ہر وقت بھارت ماتا کو پرادھین دیکھ کر دکھی ہوا کرتے تھے۔ اور آپ کو ہمیشہ یہی فکر لگا رہتا تھا۔ کہ کس طرح دیش کو غیروں کے مظالم سے بچایا جاوے۔ آپ کی ساری زندگی اسی فکر میں گذری۔ اور آخر کار آپ نے دیش کیلئے اپنے آپ کو قربان کر دیا جن دنوں شری گرو گوبند سنگھ جی مہاراج گربھ میں تھے۔ ان دنوں شری گرو تیغ بہادر ہر وقت لڑائیوں میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اور ان کی دلی

خواہش یہ تھی۔ کہ ہمارے ہاں جو اولاد پیدا ہو۔ ایسی شور بیر بہادر اور جنگجو ہو۔ جو دشٹوں کا ناش کر دے جب آپ ایک لڑائی کے واسطے جا رہے تھے۔ اور راستہ میں آپ اپنی دہرم پتنی کو حاملہ ہونے کی وجہ سے پٹنہ میں چھوڑنا چاہتے تھے۔ اور آپ کی استری جی آپ کے ساتھ ہی رہنا چاہتی تھی۔ اس وقت جو اُپدیش آپ نے اس کو دیا۔ وہ آپ کے دلی جذبات کا پورا فوٹو ہے۔ گرو تیغ بہادر جی نے کہا۔

تم یہ آپ کو میرے ساتھ جانے سے بہت دکھ ہوگا
کیونکہ آپ کے ہاں بچہ پیدا ہونے میں تھوڑے ہی دن
باقی ہیں۔ یہ وہ بچہ ہوگا۔ جو ظالموں کا ناش کریگا
اور دہرم کی رکھشا کریگا۔

ہم سمجھتے ہیں۔ کہ گرو گوبند سنگھ جی کے ویش سیوا کیواسطے لگ جانے کا یہی ایک بڑا بھاری سبب تھا۔ اب ہم یہ بتلانے کے واسطے کہ والدین کا اثر بچوں پر کس قدر ہوتا ہے۔ تاریخی شہادت پیش کرتے ہیں۔

(۱) جس زمانہ میں فرانس کا عظیم الشان بادشاہ نپولین بوناپارٹ پیدا ہونے کو تھا۔ ان دنوں میں اہل کارسیکا آزادی حاصل کرنے کے لئے رومیوں کے ساتھ لڑ رہے تھے جسمیں نپولین بوناپارٹ کا باپ بھی دل و جان سے شریک تھا۔ اور نپولین کی ماں باوجود حاملہ ہونے کے اس خونخوار جنگ میں گھوڑے پر سوار اپنے خاوند کے ہمراہ رہا کرتی تھی۔ اس لڑائی میں اہل کارسیکا کو

شکست ہوئی۔ اور نپولین کی ماں نے گرفتاری کے خوف سے اپنے گھر میں جو کہ کارسیکا کی دارالسلطنت میں واقع تھا۔ پناہ لی۔ لیکن اپنے صبر و استقلال کو نہ چھوڑا۔ دوسرے دن عبادت کے لئے وہ گرجا کو جا رہی تھی۔ کہ راستہ میں اسے دردِ زہ شروع ہو گیا۔ وہ فوراً گھر واپس آئی۔ اور پلنگ پر لیٹ گئی۔ اور ایک پرانی پھلکاری جس پر الیڈ کی نظمیں اور بڑے بڑے بہادروں اور ان کے معرکوں کی تصویریں کڑھی ہوئی تھیں سامنے رکھ لی۔ اس کے بعد فوراً ہی نپولین پیدا ہوا۔ اور یہ بچہ ایسا دانا سپہ سالار بہادر اور جوانمرد نکلا۔ کہ اس کے کارنامے دیکھ کر دنیا دنگ رہ گئی۔ نپولین نے خود اپنے منہ سے کئی دفعہ کہا۔ کہ میری رائے میں بچے کا برا یا بھلا ہونا صرف والدین پر منحصر ہے جب وہ فرانس کا بادشاہ بنا۔ تو اس نے کہا کہ فرانس کی ابتر حالت کو درست کرنے کے لئے صرف نیک ماؤں کی ضرورت ہے۔ اور اس مدعا میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے اس نے جلد ہی تعلیم نسواں کے سکول جاری کر دیئے۔

(۷) یہ بات سب کو معلوم ہو گی۔ کہ اکبر بادشاہ کی والدہ ایک دن ایام حمل میں اپنے پاؤں کو سوئی سے گود کر اس میں سرمہ بھر کر پھول بنا رہی تھی جب ہمایوں بادشاہ گھر آئے۔ تو آپ نے پوچھا۔ کہ بیگم کیا کر رہی ہو۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ میں چاہتی ہوں کہ میرے گھر جو لڑکا پیدا ہو۔ اس کے پاؤں میں اسی طرح کا پھول ہو چنانچہ جب اکبر پیدا ہوا۔ تو اس کے پاؤں میں اسی قسم کے پھول کا

نشان تھا۔

(۳۲) انگلینڈ کے بہادر سپہ سالار ولنگٹن کی بابت ایک واقعہ مشہور ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس کی والدہ نہایت ہی صفائی پسند آزادانہ عورت تھی۔ وہ واقعہ یوں ہوا۔ ولنگٹن کے والد نے ایک گھوڑا خرید ا۔ جو بہت ہی تیز اور مضبوط تھا۔ اور بڑا قیمتی تھا۔ اول تو وہ گھوڑا کسی کو سوار ہی نہیں ہونے دیتا تھا۔ لیکن اگر کوئی سوار ہوا۔ تو فوراً سرپٹ ہو جاتا جس سے کہ سوار گر جاتا ولنگٹن بھی اس بات کو دیکھتا رہتا۔ اور دل ہی دل میں گھوڑے کے قابو کرنے کی خواہش رکھتا۔ ایک دن جبکہ گھر میں کوئی موجود نہ تھا۔ اس نے گھوڑے پر سواری کا ارادہ کیا۔ اور لگام وغیرہ لگا کر گھوڑے پر آن کی آن میں سوار ہو گیا۔ سوار ہونے کی دیر تھی۔ کہ گھوڑا سرپٹ دوڑا۔ ولنگٹن ہوشیاری سے سوار رہا۔ لیکن جب گھوڑا کچھ چال میں کم ہونے لگا۔ کہ اس نے ایڑی لگائی۔ اور غرضیکہ جب گھوڑا کم چلنے لگتا۔ وہ اسے پھر ایڑی لگاتا اور تیز رو کرتا حتیٰ کہ وہ گھوڑا تھک کر چور ہو گیا۔ اور ایک قدم آگے نہ چل سکا۔ آخر ولنگٹن کو اس کی پشت سے اترنا پڑا۔ لیکن اترنے کی دیر تھی۔ کہ گھوڑا گر کر مر گیا۔ اس کو بڑا رنج اور خوف ہوا۔ لیکن وہ واقعہ جوں کا توں اپنی ماں سے بیان کر دیا۔ اور ماں نے کہا بچہ تو نے برا کیا۔ لیکن تو نے ماجرا مجھ سے سچ سچ بیان کر دیا ہے اس لئے میں معاف کرتی ہوں۔ اور امید کرتی ہوں۔ کہ اس دانائی کو تو ملک کی خدمت میں صرف کریگا۔

سپہ سالار ولنگٹن اپنی زندگی کی بابت بیان کرتے ہیں۔ کہ زندگی میں جو کامیابی مجھے حاصل ہوئی۔ یہ ماں کی اس نصیحت کا نتیجہ ہے۔ ہمارے ناظرین سپہ سالار ولنگٹن کے نام نامی سے ناواقف نہ ہونگے۔ یہ وہ صاحب ہیں۔ کہ جنہوں نے انگلینڈ کو سخت مصیبت کی حالت سے نکالا۔ یہ وہ صاحب ہیں۔ کہ جنھوں نے نیپولین بونا پارٹ کو قید کیا۔ اور انگلینڈ کو مصیبت سے بچایا۔

(۴) جب مہاراج وشرتھ جی کو سنتان کی خواہش ہوئی تو آپ نے اس غرض کے لئے ایک بڑا بھاری یگیہ کیا جسمیں بڑے بڑے مہاتما۔ رشی۔ منی ویدوں کے جاننے والے وودان بلائے گئے۔ جب یگیہ باقاعدہ طور پر اختتام کو پہنچا۔ رشی منیوں نے اشیرباد دیئے۔ اور لائق نیک اور دھارمک اولاد پیدا کرنے کے لئے کسی قسم کی کوتاہی نہ کی گئی۔ آخر تینوں رانیاں حاملہ ہوئیں۔ اچھی اولاد پیدا کرنے کے خیال میں وہ دن رات یہاں تک محو رہا کرتیں۔ کہ خواب بھی اسی قسم کے آتے۔ کبھی ادِّھن کھٹولوں (غباروں) میں سوار ہو کر پہاڑوں پر رشیوں۔ منیوں کے درشنوں کو جاتیں۔ کبھی راکھشیوں اور دوشٹ لوگوں کا نشٹ کرنے کے لئے دور دراز ملک کا سفر کرتیں۔ گویا انھوں نے اپنی عادات خیالات حرکات وسکنات اس طرح بنائیں۔ کہ وہ اولاد حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ ان سنسکاروں کو باقاعدہ طور پر ادا کرنے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مہاراج رام چندر جیسے یودھا اور بلوان دھرم میں درڑھ لچھمن جی جیسے جتی دنیا بھر کے بھائیوں کے لئے ایک خاص نمونہ

بھرت اور شترگھن جیسے مجسم دہرم مورت منصف مزاج ۔ سوشیل سبہاؤ غرضیکہ ہمہ صفت موصوف بیٹے پیدا ہوئے ۔

(۵) چھترپتی مہاراج سری شیواجی کی ولادت بھی اس بات کا بڑا بھاری ثبوت ہے۔ شیواجی کا والد آغاز شباب سے ہی بڑی بڑی لڑائیوں میں مصروف رہا۔ اور ان لڑائیوں میں اس کی استری جیجا بائی ہمیشہ اس کے ساتھ رہی ۔ اس باحوصلہ استری نے بڑے بڑے خونخوار جنگوں اور معرکوں میں بڑی بڑی سخت تکلیفات اٹھاتے ہوئے اور طرح طرح کی مصیبتوں اور حادثوں کا مقابلہ کرتے ہوئے بھی اُف تک نہ کی ۔ ہمیشہ ہر مصیبت میں اپنے خاوند کا ساتھ دیا۔ جن دنوں شیواجی حمل میں تھے۔ ان ایام میں بھی سخت تکلیفات کا سامنا کرتی ہوئی گھوڑے پر سوار کبھی دشمنوں کے تعاقب میں اور کبھی بچکر نکلتی ہوئی ہمراہ تھی ۔ ایک لڑائی میں شیواجی کے والد کو شکست فاش ہوئی ۔ اور ناچار اُسے بھاگنا پڑا ۔ جیجا بائی اُس وقت بھی گھوڑے پر سوار ہمراہ مارا مار کرتی چلی جاتی تھی۔ اُس وقت سات ماہ کا حمل تھا ۔ جیجا بائی کا والد بذات خود مسلمانوں کی طرف سے تعاقب میں تھا۔ اس خوف سے کہ مبادا اس طرح حمل کو سخت نقصان نہ پہنچے ۔ شیواجی کے والد نے اس طرح ساتھ دینے سے اُسے منع کیا۔ آخر جیجا بائی ٹھہر گئی ۔ اور گرفتار ہوکر قلعہ میں قید کر دی گئی ۔ گو یہ سخت مصیبت کی حالت تھی ۔ لیکن ان مصائب کو وہ استقلال اور صبر سے برداشت کرتی ہوئی ہمہ تن اس بات کی خواہشمند رہتی ۔ اور ہر روز بلا ناغہ پرارتھنا کرتی ۔ کہ اس حمل سے

جو میرے بچہ پیدا ہو۔ ایسا شور بیر اور بہادر ہو۔ کہ دشمنوں سے میری ان مصیبتوں کا بدلہ لے سکے۔ آخر شیوا جی پیدا ہوئے۔ اور ان کی ماتا کی مرادیں بر آئیں۔

علاوہ ازیں اور بھی کئی وجوہات شری گرو گوبند سنگھ جی کی ویش بھگتی کے ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کی قدرتی خواہش ہونا۔ شری گرو نانک دیو جی کے لگائے ہوئے پودے کی رکھشا کرنا وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہمارے خیال میں ایک اور بڑا بھاری سبب تھا۔ اور وہ یہ جو شری کرشن بھگوان نے گیتا میں کہا ہے کہ جب جب دھرم کی ہانی اور ادھرم پر بھلت ہوتا ہے۔ اسی زمانہ میں پرماتما سادھو پرشوں کی رکھشا کے واسطے کسی مہان پرش کو بھیجتے ہیں۔ جیسا کہ اتہاس گرو خالصہ صفحہ ۳۲۲ پر لکھا ہے۔ کہ اس زمانہ میں جب کہ مسلمان بادشاہوں نے خلقت خدا کو تنگ کر رکھا تھا۔ جن کا ذکر کرتے قلم بھی جھجک جاتی ہے۔ دکھی رعایا کی آہ پرماتما کے حضور میں پہنچی۔ تو شری گرو گوبند سنگھ جی مہاراج کو پرماتما کی طرف سے آکاش بانی ہوئی۔ کہ میں تم کو اپنا پتر بنا کر جگت میں دھرم اور مظلوموں کی رکھشا کے واسطے بھیجتا ہوں۔ اس بارہ میں شری گرو گوبند سنگھ جی مہاراج نے خود بھی کہا ہے۔ کہ

اب میں اپنی کتھا بکھانوں — تپ سادھت جیہ ودھ مہہ آنو
ہیم کنٹ پربت ہے جہاں — سپت شرنگ شوبھت ہے تہاں (۱)
سپت شرنگ تہ نام کہاوا — پانڈو راج تہاں یوگ کماوا
تہیں ہم ادھک تپسیا سادھی — مہاں کال کالکا ارادھی (۲)

ایہ بدھ کرت تپسیا بھیو — دو سے ایک روپ ہوگیو
تات مات مُر اکھہ ارادہا — بہو ودہ یوگ ساد ہنا سادہا (۳)
تِن جو کری اکھہ کی سیوا — تاتے بھئے پرسن گرو دیوا
تن پربھو جب آئیس موہ دینا — تب ہم جنم کلو میں لینا (۴)

(وچتر ناٹک ۶ دھیائے گزشتہ)

(مطلب یہ) گرو گوبند سنگھ جی مہاراج فرماتے ہیں۔ کہ میں ہمالیہ میں اس جگہ تپ کر رہا تھا۔ جہاں راجہ پانڈو نے تپ کیا ہے۔ جہاں پہاڑ کی سات اونچی چوٹیاں ہیں۔ وہاں پر میں نے بڑے بھاری نیم سے تپسیا کی یہاں تک کہ مہاں کال کالکا کا ارادھن کیا اور دو سے ایک روپ ہی ہوگیا۔ اودہر میرے ماتا پتا نے اکال پُرکھ کا بہت ارادھن کیا۔ بڑی بھاری تپسیا کا پھل یہ ہوا۔ کہ پرماتما بڑے پرسن ہوئے۔ اور انھوں نے مجھے جنم لینے کے لیے حکم دیا۔ تب ہم نے کل جگ میں جنم لیا۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پرماتما نے بھارت ورش کو دکھی دیکھ کر شری گرو گوبند سنگھ جی جیسی مہان آتما کو اس کی رکھشا کے واسطے بھیجا۔

ایک اور بات بھی اسی سے ثابت ہوتی ہے۔ کہ گرو گوبند سنگھ جی جیسے مکمل انسان کی پیدائش کا کارن ان کے والدین کی زبردست خواہش تھی جس کے واسطے انہوں نے بھی تپ کیا تھا۔

اسی بارہ میں کہ پرماتما نے گرو جی کو بھیجا۔ گربلاس دسم پادشاہی صفحہ ام ادھیائے ۳ میں یوں لکھا ہے کہ

نیت انیت تہار ملیچھن دکھت بھئی دہرنی سب ساری
لوپ بھئے سب چھترن کے گن جگ سے چھن جو دان اپاری
عید جلی بقر عید نماز سو گو بدھ ہوت سبھے دہر بھاری
کون سٹے ایہ دکھ ببھے دہر دینہ بال بنا استھاری ۔ شلوک ۳
دکھ تہار کد وبھوسے کون جگ شری اسکیت بھئے وروانی
دینہ یال پچھیو گر پورن جا اُپما دس ہو لش جاتی شلوک ۴

ملیچھوں کے اتیاچار اور ظلم سے سب ملک دکھی ہو گیا تھا ۔ کھشتریوں کے سب گن کرم جاتے رہے ۔ اور پن دان بند ہو گیا عید بقر عید اور گو بدھ سے زمین پاپوں سے بھاری ہو گئی دہرتی ماتا کے یہ دکھ بنا ایشور پرماتما کے اور کون دور کر سکتا ہے ؟ اس لئے بھارت ماتا کے ان دکھوں کے دور کرنے کی خاطر پرماتما نے شری گرو گوبند سنگھ جی کو اس جگت میں بھیجا ۔ جن کی تعریف کرنی بیان سے باہر ہے

حصہ دوم

پہلا باب

شری گرو گوبند سنگھ جی کا جنم

شری گرو گوبند سنگھ جی مہاراج کا جنم ۷ پوہ سمت ۱۷۲۳ بکرمی سنیچر کے روز آدھی رات کو عالمگیر بادشاہ کے عہد میں پٹنہ میں ہوا[1]۔ ان کی ماتا کا نام گجری تھا۔ اس بچہ کا نام گوبند رکھا گیا۔ ماتا گجری جی نے اسی وقت ایک جوتشی کو بلایا۔ جوتشی نے گھڑی اور وقت کا مہورت لگا کر کہا کہ یہ گرو کا اوتار ہے۔ دنیا دار لوگ اس کے چرنوں کے چھونے سے تر جائیں گے۔ جیسا لگن ہے۔ اس کے مطابق میرے پاس ان کے اوصاف بیان کرنے کی طاقت نہیں۔ ان کے سر پر چھتر پھرے گا۔ آپ غریبوں کو خوب دان دیں گے۔ اور گرو تیغ بہادر جی کو پیغام روانہ

---

[1] اتہاس گرو خالصہ میں جنم دن سات جیٹھ سمت ۱۷۲۳ لکھا ہے۔ گر بلاس میں کوئی تاریخ نہیں لکھی۔ ماہ پوس سمت ۱۷۲۳ لکھا ہے۔ تاریخ گرو خالصہ میں ماہ پوہ سمت ۱۷۱۸ جنم دن لکھا ہے۔

کسدیں ۔ میں سب قسم کا یوگ لکھ دیتا ہوں ۔ ماتا کی آ گیا سے اسی وقت بہت سا دان دیا گیا!!

(گر بلاس دسویں پادشاہی شلوک ۴۹ سے ۵۰ تک)

ایک سکھ کو خط دے کر شری گرو تیغ بہادر جی کی سیوا میں روانہ کیا گیا ۔ خط دیکھ کر گرو جی بہت خوش ہوئے ۔ سکھ نے کہا مہاراج برہمن نے کہا ہے ۔ کہ یہ بہت بڑے بلوان ہونگے ۔ ان کے سر پر چھتر ہوگا ۔ یہ چھتر دہاری ہونگے تو پیں چلا دیں گے گرو تیغ بہادر جی نے بھی برہمنوں کو بلا کر پوچھا ۔ کہ یوگ کیسا ہے ؟ برہمنوں نے جواب دیا کہ ایسا اچھا یوگ ہم نے کبھی نہیں دیکھا ۔ لوگ ان کے درشن سے پوتر ہو جاویں گے ۔ ان کے سر پر چھتر ہوگا ۔

شری گرو جی کی بال اوستھا

آپ بچپن میں بھی ایسی کھیلیں کھیلا کرتے تھے ۔ جن سے اکثر راجہ اور رعیت کا ہی تعلق ہوا کرتا تھا ۔ اور خود راجہ بنا کرتے تھے ۔ اپنے ساتھی لڑکوں کے دو فریق بنا کر دو فوجیں بنا لیا کرتے تھے ۔ اور آپس میں جنگ کیا کرتے تھے ۔ تیر کمان گلیل وغیرہ چلایا کرتے تھے کبھی عدالت لگا کر انصاف اور فیصلے کیا کرتے تھے کبھی کبھی عورتوں کے گھڑے جب وہ کوئیں پر پانی لینے جایا کرتی تھیں گلیل مار کر توڑ دیا کرتے تھے جس سے عورتیں تنگ آ کر آپ کی دادی ماتا نانکی

سلہ گر بلاس دسویں پادشاہی شلوک ۱۵ سے ۱۶ تک ۔

جی سے شکایت کیا کرتیں۔ اور ماتا نانکی جی گرو جی کو سمجھایا کرتیں۔ آپ بچپن سے ہی نڈر اور بے دھڑک تھے۔ ایک دن آپ بہت سے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ کہ پٹنہ کا حاکم پاس سے گذرا۔ چوبدار نے کہا۔ لڑکو نواب صاحب آ رہے ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ گوبند نے کہا۔ نہیں۔ نہیں منہ چڑھاؤ۔ سب لڑکوں نے نواب کو منہ چڑھایا اور دوڑ گئے۔

آپ نے صرف دس سال کی عمر کے اندر ہی گرکھی فارسی دیوناگری سنسکرت اور ہتھیاروں کا استعمال وغیرہ سب علوم وفنون اچھی طرح سیکھ لئے۔ اور اتنی تھوڑی سی عمر میں اتنے لائق ہو گئے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔

پٹنہ کے راجہ فتح چند کی رانی آپ سے از حد پیار رکھتی تھی۔ اور اسی لئے آپ اس کے پاس ہر روز اس کو .... درشن دینے چلے جایا کرتے تھے۔ اسی رانی نے آپ کی یادگار کے واسطے ایک بڑا بھاری مندر "گرو کی سنگت" نامی بنوایا۔ جو کہ شہر پٹنہ میں ابھی تک اسی نام سے مشہور ہے۔

تھوڑے عرصہ بعد آپ کو اپنے پوجنیہ پتا شری گرو تیغ بہادر جی نے بلا لیا۔ آپ راستہ میں بنارس۔ مرزاپور۔ پریاگ۔ اجودھیا وغیرہ تیرتھوں پر ہوتے ہوئے ضلع انبالہ میں لکھنو نامی گاؤں میں پہنچے تو وہاں پر جیٹھو نامی مسدی ذکار ندہ ہے نے آپ کو اپنے مکان پر ٹھیرا لیا۔ تھوڑے دن آپ وہاں ہی ٹھہر کر سیر وشکار کرتے رہے۔ اس کے بعد اپنے پتا جی کے پاس شہر آنند پور میں چلے آئے۔

پہلی شادی

جب آپ آنندپور میں آئے۔ اُنہیں دنوں شہر لاہور کے بہت سے لوگ شری گورو تیغ بہادر جی کے درشن کرنے آئے ہوئے تھے۔ اُن میں ایک شری ہری لیش نامی سُبھکش کھتری بھی آیا ہُوا تھا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر گورو تیغ بہادر جی سے عرض کی "غریب نواز! میری دلی تمنا ہے کہ میری دختر مسمات جیتو کی شادی آپ کے شاہزادے گوبند کے ساتھ ہو۔ اگر آپ مہربانی کر کے میری درخواست کو منظور فرما دیں۔ تو میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھونگا۔" نیز عرض کی کہ برات شہر لاہور میں آئے۔ اس کے جواب میں گورو مہاراج نے کہا کہ اس وقت ہمارا لاہور میں جانا نہایت مشکل ہے۔ اگر تم اپنی دختر کی شادی کا سب سامان اسی جگہ لے آؤ تو بہتر ہوگا۔

ہری لیش نے گورو جی کی بات کو بخوشی قبول کیا اور لاہور سے جا کر شادی کے متعلق تمام اشیاء لے آیا۔ شری گورو تیغ بہادر جی نے ہری لیش کو اس کے خویش قبیلہ سمیت آنندپور کے شمال کی جانب سات آٹھ کوس کے فاصلہ پر ایک ستے گاؤں میں جو ہری لیش کی خواہش کو پورا کرنے کی غرض سے نوتن لاہور کے نام سے آباد کیا گیا تھا ٹھہرایا۔ اسی جگہ ہری لیش نے اپنی لڑکی کی شادی کی تاریخ ۱۵ جیٹھ سنہ ۱۷۲۰ بکرمی مقرر کر کے گورو جی کے پاس برہمن کے ہاتھ شگن بھیج دیا۔

چاروں طرف شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی شادی کی دھوم دھام ہونے لگی۔ شادی کا چرچا سُنکر مُریدِ مختلف اقسام کے تحفہ جات گورو جی کی نذر کرنے کی غرض سے

---

* دولت رائے نے اس کا نام ہرجی مل لکھا ہے۔

† ہری لیش نے گورو جی کی برات لاہور میں لانے کی زبردست خواہش ظاہر کی تھی۔ گورو جی نے اسکی خواہش کو پورا کرنے کی غرض سے نوتن لاہور یعنی نیا لاہور آباد کر دیا تھا۔ تب دوا کے موقع نیا لاہور پُرانے لاہور سے بھی زیادہ آباد ہو گیا تھا۔

لانے لگے ۔ شادی کی دھوم دھام میں شہر آنند پور کے اور نوشن لاہور کے باغ وبغیچے گلی
کوچہ و بازار مختلف قسم کی تصاویر و جھنڈیوں سے سجائے جانے لگے ۔ ہزارہا زن و مرد
مختلف اقسام کے کپڑے اور زیورات سج کر وقت مقررہ پر اکٹھی ہونے لگے ۔ گلاب چمپا ۔
ردیل ۔ کیوڑہ وغیرہ وغیرہ کے کئی ایک قسم کے عطر و پھیلیل کی خوشبو چاروں طرف اڑنے
لگی ۔ پانی کے فوارے جگہ بجگہ چھوٹنے لگے ۔ نٹ ۔ بھاٹ وغیرہ راگی لوگ طرح طرح کی
سُروں سے گانے بجانے اور تعریفوں وغیرہ کے کبت بولنے لگے ۔ راگیوں کی آواز سے
آسمان بھی گونج اٹھا ۔ موقعہ موقعہ پر تکئے اور غالیچے سجائے گئے ۔ چاروں طرف
سے ایک دوسرے کو آئیے تشریف لائیے ۔ بیٹھئے ۔ وغیرہ وغیرہ آوازیں
سنائی دیتی تھیں ۔ گورو گوبند سنگھ جی کی شادی کے موقعہ پر آنند پور کی رونق بہشت کو بھی
بھلا دیتی تھی فرزند ارجمند کی شادی کے موقع پر جس قدر خوشی والدین کو ہوئی وہ بیان سے
باہر ہے ۔ ماں باپ نے بہت سے روپے پیسے اور مُہریں اپنے پسر کے سر سے وار کر کے
غرباء کو تقسیم کئے ۔ وقت مقررہ پر گورو گوبند سنگھ جی کے جسم پر نہایت خوشبودار بٹنا کی
مالش کی گئی پھر نُہلا دُھلا کر نئے پیلے رنگ کے کپڑے پہنوائے گئے ۔ سر پر موتیوں کا
سہرا باندھا گیا اور نہایت دھوم دھام کے ساتھ برات کی تیاری ہوئی ۔ آگے آگے باجے
اور تاشے بج رہے تھے ۔ پیچھے مراسی گا رہے تھے ۔ اُن کے پیچھے آتش باز تھے اور اُن کے
بعد گھوڑوں کے سواروں کی جماعت تھی ۔ اُن کے پیچھے رتھوں اور رتھیوں کی قطاریں
تھیں ۔ ہر طرف سے دوڑو چلو جلو بڑھے چلو" کی آواز سنائی دے رہی تھی ۔ نہایت دھوم
دھام سے برات لڑکی والوں کے گھر پہنچی ۔ برات کے ہمراہ اسقدر ہجوم تھا کہ لوگ ایکدوسرے
کے اوپر گر رہے تھے ۔ جگہ بجگہ راگی راگ گا رہے تھے ۔ بھجن کیرتن بڑے زور کے ساتھ ہو رہا
تھا اسی طرح مکانات کے چھتوں پر عورتیں سہاگ گاتی تھیں ۔ اور سٹھنیاں دیتی تھیں
کوئی لڑکی کی والدہ کو مبارکباد دیتی تھی ۔ کوئی نئی دُلہن کو گلے کے ساتھ لگاتی تھی ۔ کوئی

اُس کا محبت کے مارے سر چومتی تھی۔ کوئی اسکی پیٹھ پیر ہاتھ پھیر کر آشیرباد دیتی تھی۔ کوئی دولہے کے خوبصورت چہرے کو ٹکٹکی لگائے ہوئے تھی۔ برات کی بہت تعریف ہو رہی تھی۔ سب لوگ برات کی تعریف کر رہے تھے۔ لڑکی کے والدین اور دیگر رشتہ داران برات کو دیکھکر جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے۔ سب سے پہلے رسم ملنی کی ادا کی گئی۔ اس کے بعد دولہا کو گھر کے اندر بلایا۔ اور برات کو باہر ایک اعلٰے جگہ پر اُتار دیا۔ اور سب پر رنگ ڈالکر ان کے کپڑے رنگین کر دئے۔ بعد ازاں کھانا کھلانے کے لئے برات کو ایک قطار میں بٹھلا دیا۔ مختلف اقسام کی مٹھائی اور کھانوں سے ہری چند نے برات کی ایسی خاطر تواضع کی کہ تمام لوگ اس کی تواضع اور حلیمی طبع کی تعریف کرنے لگے۔ اسی طرح بہت دن تک اسنے برات کو گھر میں رکھا۔ ہری چند ہر روز برات پر رنگ ڈالتا تھا۔

اس کے بعد نہایت قیمتی پارچات اور زیورات۔ سونے چاندی کے برتن اور اور کئی قسم کے قیمتی سامان ہمراہ دیکر ہری چند نے اپنی دختر اور برات کو نہایت خوشی کے ساتھ کنیا دان دیکر اپنے گھر سے روانہ کیا۔ قصہ کوتاہ یہ کہ گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی شادی نہایت دھوم دھام سے ہوئی۔ اور یہ ڈولا لیکر اپنے گھر شہر آنند پور میں تشریف لے آئے ان کی ماتا نے اپنی رسوم کے مطابق دولہا اور دلھن دونوں کے سر پر پانی وار کر پی لیا اور کچھ مُہریں بطور دان تقسیم کیں۔ چاروں طرف سے مبارکبادی کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ جے جے کے نعروں کے ساتھ گورو جی کی شادی کی تمام رسوم ختم ہوئیں گورو گوبند سنگھ جی کی عمر اُسوقت کل سات سال کی تھی۔

ہم حیران ہیں کہ گوروؤں کی شادیاں بچپن میں ہی کیوں کی گئیں۔ جیسا کہ گورو گوبند سنگھ جی سے پہلے گوروؤں کی شادیاں بھی بچپن میں ہوئیں تھیں۔ دسویں گورو مہاراج ہندوستان کی تمام بُری رسومات کے خلاف زور شور سے اُپدیش کرتے رہے مگر ہم حیران ہیں کہ اُنہوں نے کیوں بچپن کی شادی کے خلاف نہ تو اُپدیش دئے اور نہ ہی خود

خوشحال رہا۔ ممکن ہے اس کی یہ وجہ ہو کہ اُس وقت مسلمان لوگ ہندوؤں کی شادی شدہ عورتوں کو زبردستی نہ چھینتے۔ بلکہ خلاف اس کے نوجوان کنواری لڑکیوں کو قوت بازو سے بھی ہر ممکن طریقہ سے اپنے نکاح میں لے آتے تھے۔ شاید اسی لئے بزرگان قوم نے آٹھ آٹھ دس دس سال کی لڑکیوں کی شادی کرنی شروع کر دی ہو۔ اس کے بعد دو سال نہایت خوشی سے گذرے۔ مگر بعد میں زمانہ نے اپنا رنگ بدل ڈالا +

باپ کا انتقال

وہ مرنا بھلا ہے اسکا جو اپنے لئے جئے۔ جیتا ہے وہ جو مر چکا ہے قوم کے لئے

کشمیر دیش سے بھاگ کر برہمنوں کا ایک کثیر التعداد گروہ شری گورو تیغ بہادر جی کے پاس آکر اپنی مصائب کی ناقابل بیان حالت عرض کرتا ہے۔ اور گورو جی کی آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے۔ مارے غصہ کے چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ مگر ان کے پاس طاقت نہیں جس کے استعمال سے وہ اُن کو تکالیف سے نجات دلادیں۔ کریں تو کیا کریں۔ ہاں اسی سوچ میں غوطے لگا رہے تھے کہ بالک گوبند نے آکر پوچھا "پتا جی! آپ کیا سوچ رہے ہیں؟" پتا جی نے جواب دیا "بیٹا! دیش اور دھرم کسی مہان پرش کی قربانی مانگتا ہے"

چھتر نے کہا "آپ سے بڑھکر اس زمانہ میں مہا پرش کون ہے؟" بالک گوبند کے ان الفاظ کو سنکر گورو مہاراج و دیگر حاضرین ششدر ہو گئے۔ معصوم بچے کے ایسی حوصلہ افزا بات سنکر اسکو چھاتی لگا لیا۔ شری گورو تیغ بہادر جی نے اپنے مذہب کے متعلق مناسب ہدایات دیں۔ اور گورو گدی کا سارا بوجھ ان کے سر پر ڈالکر خود دہلی کی طرف دھرم پر شہید ہونے کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور وہاں پہنچ کر اورنگ زیب کے ظالم ہاتھوں سے پورانے آریہ دھرم پر اپنا سر قربان کر دیا۔ جب یہ خبر شری گورو گوبند سنگھ جی کو ملی۔ اور جیون رنگریٹے نے شری گورو تیغ بہادر جی کا سر بھی لاکر حاضر کر دیا۔ تو انہوں نے اورنگ زیب کے اس ظلم پر ہاتھ مل مل کر

* دہلی کی گورو تیغ بہادر جی کی سمادھی کا حال ۔ پیچھے بیان آ چکا ہے

کر نہایت ہی افسوس کیا اور نہایت استقلال کے ساتھ بیٹے :-

سادھن نہ ہیت آتی جن کری - شیش دیا پر سی نہ اُچری -
دھرم ہیتا ساکا جن کیا - سیس دیا پر سرر نہ دیا - وغیرہ ✻

پھر چِتا بنا کر پتا جی کا آخری سنسکار کر کے نہایت عمدہ سمادھ بنوا دی ✦

باب دوئم

شری گورو گوبند سنگھ جی کے کام کا آغاز

جس وقت ان کے پتا جی قوم کی خاطر شہید ہوئے اُس وقت ان کی عمر صرف ۹ سال ✻✻ کی تھی - حکومت کے دشمن اور دیش بھگت تو آپ قدرتی طور پر تھے ہی مگر اورنگ زیب کے اس ظلم نے جبکہ گورو تیغ بہادر جی کو دیش بھگتی کے جرم میں سزائے موت دی گئی تھی - آپ کے دل میں دیش بھگتی کی اگنی کو اور بھی تیز کر دیا - آپ نے دشمنان قوم کو ملیا میٹ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا - آپ نے اپنے دادا گورو ہر گوبند جی کی طرح اپنے تمام مریدوں کو لکھ بھیجا کہ جو کوئی ہمارے پاس درشن کرنے آئے - اعلےٰ گھوڑا اور تیز ہتھیار لطور نذرانہ لائے - گورو مہاراج کے خطوط کو دیکھ کر چاروں طرف سے نہایت اعلےٰ ہتھیار - تلواریں - بندوقیں اور قیمتی تیز رفتار گھوڑے آنے شروع ہو گئے - غریب سے غریب مرید بھی جو گورو مہاراج کے درشن کرنے آتا - تلوار - برچھی - نیزہ - کرچ - کٹار - کرد - چکر وغیرہ بطور نذرانہ پیش کرتا - شری گورو جی بھی نہایت تپاک کے ساتھ ہر ایک ہتھیار کو اپنے ہاتھ میں لیکر دیکھتے - اور جو ہتھیار اچھا

✻✻ لالہ دولت رائے جی اپنی مصنفہ کتاب کے صفحہ ۷۷ پر ان کی اسوقت ۱۵ سال عمر تحریر فرمائی ہے - مگر یہ غلط ہے کیونکہ گورو جی سمت ۱۷۲۳ب میں پیدا ہوئے تھے - اور ان کے پتا جی سمت ۱۷۳۲ب میں شہید ہوئے تھے ✦

✻ مطلب یہ کہ دھرم کی خاطر جنہوں نے اپنے آپ کو قربان کر دیا - مگر اف تک نہ کی - دھرم پر سب کچھ قربان کیا - مگر دھرم نہ چھوڑا ✦

بھر کے میگزین میں جمع کرنے کا حکم دیتے۔ گھوڑا گھوڑی یا خچر جو کوئی لاتا۔ اُسکو بھی آپ اُمیدوار سوار ہو کر دیکھتے۔ اسی طرح ہر روز دس بیس ہتھیار اور دو چار گھوڑے آنے لگے۔ تھوڑے ہی دنوں میں گورو مہاراج کے اصطبلوں میں مختلف قسم کے ہزاروں گھوڑے اور میگزین میں مختلف اقسام کے لاکھوں ہتھیار دکھائی دینے لگے۔ نیز گورو مہاراج نے ۱۸ سال سے لیکر پچاس سال تک کی عمر کے مریدوں کو جو درشن کرنے آتے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے پاس ہی رکھنا شروع کر دیا۔ اپنے شاگردوں سے اور خاص کر جوان شاگردوں سے اسقدر محبت سے پیش آئے کہ اُن کو اپنے والدین بھی بھول جاتے اور وہ گورو جی کے ہمراہ رہنا ہی پسند کرتے۔ اگر کوئی مُرید کچھ عرصہ سیوا میں رہ کر گھر واپس جانا چاہتا تو اس کو خوشی کے ساتھ جانے کی اجازت دیتے۔ مگر اُسے جلد واپس آنے کی ہدایت کرتے۔ جسقدر جوان مُرید آپکے پاس رہتے اُن سب کو ہتھیاروں کا چلانا اور گھوڑے کی سواری کرنا سکھاتے۔ نیز صبح و شام مختلف مضامین پر اوپدیش بھی کرتے۔ ہر ایک اوپدیش کے اختتام پر تین دفعہ یہ ہدایت کرتے کہ " ہر ایک کامیابی کی بنیاد بھائیوں کا آپسمیں اتفاق سے رہنا ہے اس لئے سب کو ملکر رہنا چاہئیے " ہر روز گھوڑے پر سوار ہو کر بہت سے شاگردوں کے ہمراہ جنگل میں شکار کھیلنے جایا کرتے تھے۔

اس زمانہ میں نقارہ صرف سرکاری افسران ہی اپنے مکانوں پر رکھ سکتے تھے۔ اور شکار کے وقت ساتھ لے جا سکتے تھے۔ مگر شری گورو گوبند سنگھ جی نے اپنے سکھوں کی تعداد بڑھتے ہی اپنے دربار میں نقارہ رکھنے کا بھی ارادہ کیا۔ بہت سے بزدل لوگوں نے گورو جی کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا۔ مگر گورو جی نے ایک نہ مانی۔ اُنہی بزدلوں کے کہنے سُننے سے گورو جی کی ماتا نے گورو جی سے کہا " بیٹا! تمہارے بزرگوں نے بھی پولیٹیکل کام کرنے سے نہایت مصائب برداشت کئے۔ گوروؤں کا کام جنگ کرنا نہیں ہے بلکہ شانتی اور بھگتی کا اوپدیش دینا ہے اس لئے تمہارے واسطے یہ مناسب نہیں کہ تم بادشاہی ٹھاٹھ بناؤ " اس کے جواب میں گورو

جی نے کہا دو ماتا! مجھے کسی کا ڈر نہیں۔ میرے بزرگوں نے مجھے ڈرنا نہیں سکھایا۔ آپ جانتی ہیں کہ میں چھپا رہوں مگر کال کستا ہے۔ کہ میں جھکوں۔ اگر کسی حاکم نے مجھے تنگ کیا تو تلوار سے اُسکو جواب دونگا۔"

بھجن۔ کیرتن۔ ست اُپدیش۔ لنگر کی سیوا اور پاٹھ الہیٰ ان کے زمانہ میں بھی کسی طرح پہلے گوروؤں کے زمانہ سے کم نہ تھے۔ ان کے عجیب و غریب اور اعلیٰ ترین انتظام کو دیکھکر بوڑھے بوڑھے مرید بھی نہایت حیران ہوتے۔ آپ کا محبت آمیز سلوک لوگوں کے دلوں کو کھینچنے کے لئے مقناطیسی طاقت رکھتا تھا۔ جب سب طرح کے سامان حرب جمع ہو گئے تو آپ نے بادشاہی ٹھاٹھ میں رہنا شروع کردیا۔ اور ہندوؤں کا لیڈر بنکر اُن کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا۔

راجہ رتن رائے کا آنا

اُنہی دنوں میں راجہ رتن رائے ولد راجہ رام رائے والئے آسام (جو کہ شری گورو تیغ بہادر جی کی آشیرباد سے پیدا ہوا تھا۔ گورو جی کے کہنے کے مطابق اُس کے پیٹ پر ایک نشان بھی تھا) طرح طرح کے تحفے اور نقدی لیکر شری گورو جی کے درشن کرنے کیلئے شہر آنند پور میں آیا۔ راجا صاحب کے لائے ہوئے تحفہ جات میں ایک پنج کلا ہتھیار تھا۔ جس میں برچھی بندوق۔ گرز۔ پیش قبض اور کٹارہ یہ پانچ قسم کے ہتھیار الگ الگ نکل آتے تھے اور پھر ایک ہی ہوکر وہ پانچوں گم ہو جاتے تھے۔ ایک صندل کی چوکی بھی لایا جس کے چاروں کناروں کی یہ تعریف تھی کہ جب اُس پر بیٹھ کر شری گورو جی اشنان کرتے تو چاروں کونوں کی چاروں پتلیاں خود بخود نکل کر خدمت میں حاضر ہو جاتیں۔ نیز پانچ گھوڑے نہایت اعلیٰ قیمتی زین وغیرہ سے سجے سجائے بھی شری گورو جی کے آگے پیش کئے۔ گورو مہاراج انکو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ علاوہ ازیں ایک ہاتھی بھی لایا۔ جس کے ماتھے حصہ پر سفید دھبہ تھا

کے سے نشان اور دم تک تمام پیٹھ پر سفید تخت کا نشان تھا۔ جس قدر اشیاء راجہ صاحب نے
شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیں۔ آپ نے بڑی خوشی
کے ساتھ قبول فرمائیں۔ اور راجہ صاحب کو ایک عرصہ تک اپنے پاس رکھکر سیر اور شکار
کی بہار دکھلائی اور کئی ایک قسم کی بھگتی۔ گیان۔ ویراگ اور پولیٹیکل اُپدیش سُنا کے
مورتی پوجا سے ہٹا کر پرماتما کی طرف لگایا۔ راجہ بھی شری گورو جی کی صحبت سے نہایت خوش
ہُوا اور اپنے تئیں خوش نصیب خیال کرنے لگا۔ اور گورو جی کے ست اُپدیشوں سے
فائدہ اُٹھا کر اپنے دیش کو روانہ ہُوا ؛

اور لوگوں کی طرف سے تحفے

سمت ۱۷۴۱ بکرمی میں بیساکھی کے میلہ پر کابل کے ایک باشندہ مسمی دنی چند کھتری سبہل
نے ایک نہایت اعلےٰ قیمتی پشمینے کا خیمہ ایک زرین قنات معہ دیگر کئی ایک اقسام کی خوبصورت
اشیاء و نقدی دھن کے شری گورو جی مہاراج کی خدمت میں لاکر ارپن کیں۔ جن کو دیکھ
کر آپ بہت خوش ہوئے اور اپنے سچے اور پُرمحبت اُپدیشوں سے اُس کو بہت فائدہ پہنچایا
اسی سال ایک شکار پور کا باشندہ مسمی بھنڈ گگن مل شری گورو جی کے درشن کرنے آیا اور اپنی
تجارت کے منافع کا ۱/۱۰ حصہ یعنی دس ہزار روپیہ کی اشرفیاں دیگر معہ اپنے خویش و قبیلہ کے
خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور اور بھی بہت سے لوگ اس کے ساتھ درشن کرنے کیلئے آئے
ان لوگوں نے بھی گورو مہاراج کے آگے ہزاروں روپیہ نذرانہ رکھا۔ اسی طرح چاروں طرف
سے دور دور کے مُرید محتاج قسم کا سامان جنگ۔ اور کئی قسم کی اجناس ہمراہ نذر کرنے کی غرض
سے لیکر ہر روز آنے جانے شروع ہوئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں آپ کے پاس لاکھوں

* ہاتھی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ایسا سدھا ہوا تھا کہ استعمال شدہ تیر واپس اٹھا لاتا تھا۔ چور مار چھاڑ کر مالک کے سامنے رکھ دیتا۔ گورو جی کے آگے سونڈ سے چور کرتا اٹھاکر پانی دیتا اور میدان جنگ میں تلوار بھی چلاتا تھا ؛

روپے اور مختلف قسم کے سامانِ حرب کثیر التعداد میں جمع ہو گیا۔ اور آپکا ٹھاٹھ باٹھ اور رعب داب بادشاہ سے بھی بڑھ گیا۔ چاروں طرف دور دور تک آپکی لیاقت کی دھوم مچ گئی ⁂

باب سوئم

راجہ بھیم چند کا گورو جی سے جنگ

گورو مہاراج کے برتاپ تیج۔ مال و دولت اور عزت کی ترقی کو دیکھ کر راجہ بھیم چند کا ہلور جو کہ موجودہ زمانہ میں ریاست بلاس پور کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے درشن کرنے کی غرض سے آیا۔ گورو جی کے پرسادی نامی ہاتھی کو دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ راجہ نے ہر چند چاہا کہ پرسادی نامی ہاتھی کسی طرح گورو جی سے اسکو مل جاوے۔ مگر گورو جی نے اس کے مانگنے پر بھی دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر راجا ناراض ہو گیا اور گورو جی کے متعلق بُرے خیالات دل میں رکھکر اپنی ریاست کو چلا گیا۔ نیز اپنی ریاست میں آکر گورو مہاراج کی نندا بھی کرنے لگا۔ عوام سے کہنے لگا کہ وہ بہت سے لوگ گورو گوبند سنگھ کو فیاض کہا کرتے تھے۔ ہم بھی دیکھ آئے۔ صرف ایک ہی ہاتھی ہم نے مانگا مگر اس نے قیمتاً بھی دینے سے انکار کر دیا۔ ہاں دال روٹی تقسیم کرنے کا فیاض ضرور ہے اور دال روٹی کے بھوکے ہی اس کی فیاضی کے گیت گایا کرتے ہیں۔ راجوں مہاراجوں کے ساتھ برتنے کی تو اُسکو ذرا بھی عقل نہیں ہے وغیرہ وغیرہ ⁂

راجہ بھیم چند کی یہ سب باتیں مریدوں کی معرفت گورو مہاراج کے دربار میں پہنچ جایا کرتی تھیں۔ کچھ دن بعد راجا بھیم چند کے فرزند کی شادی جو کہ راجا فتح شاہ والئے سری نگر کی دختر سے ہونی قرار پائی تھی نزدیک آگئی تو پھر راجہ بھیم چند نے برات میں لے جانے کے واسطے وہی ہاتھی گورو مہاراج سے مانگ بھیجا۔ مگر گورو جی نے پھر ہاتھی دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد راجا بھیم چند خود

گورو مہاراج کے پاس پہنچا۔ اور ہاتھی صرف برات کے لئے مانگا۔ مگر گورو جی نے پھر بھی دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر راجہ بھیم چند کو بہت غصہ آیا۔ اور ماہ ماگھ سمت ۱۷۳۹ بکرمی میں گورو مہاراج پر فوجکشی کر دی۔ مگر گورو مہاراج نے ایسی بہادری سے اس کا مقابلہ کیا کہ اسے بیرنگ واپس بھاگنا پڑا۔ بھیم چند کے دل میں پھر دوبارہ جنگ کرنے کا خیال تھا۔ مگر لڑکے کی شادی نزدیک ہونے کی وجہ سے اُس نے اپنا ارادہ ملتوی رکھا۔

یہ پہلی جنگ تھی جو گورو مہاراج کو اپنے ہم قوم راجا کے ساتھ نہایت افسوس کے ساتھ کرنی پڑی +

شری گورو جی کا دو راجوں میں اتفاق کرانا

اس معرکہ کے بعد جیٹھ سمت ۱۷۴۲ بکرمی میں ناہن کے راجا میدنی پرکاش[*] نے شری گورو جی کو اپنے پاس نہایت محبت اور خلوص کے ساتھ بلایا۔ شری گورو جی اُس کو اپنا پریم بھی خیال کر کے اُس کے پاس جا رہے اور اس کے ہمراہ ہر روز شکار وغیرہ کھیلنے لگے۔ نیز اس جگہ اپنے ست اُپدیشوں کا پرچار بھی کرتے رہے۔ چند روز بعد گورو مہاراج نے موقعہ پا کر سرینگر کے راجا فتح چند کو جس کی میدنی پرکاش والئے ناہن سے دشمنی تھی اپنے پاس بلا لیا۔ جب راجا فتح چند ناہن میں پہنچا تو شری گورو جی نے دونوں کو آپس میں اتفاق کر لینے کے لئے اُپدیش دیا اور دونوں راجاؤں کے آپس میں دوستانہ تعلقات پیدا کر دئے۔ جب شکار کھیلنے جاتے تو دونوں راجوں کو ہمراہ لیکر جاتے۔ تلواروں اور تیروں سے ہر روز شیر وغیرہ خوفناک جانوروں کو مار کر اپنی طاقت کا سکہ دونوں راجوں کے دل پر جماتے +

گورو جی کا اپنی طاقت بڑھانا

ناہن کے راجا کے مشورہ سے شری گورو جی نے ماہ کاتک سمت ۱۷۴۱ بکرمی میں اسی علاقہ

[*] راجہ میدنی پرکاش کی راجہ بھیم چند سے اندرونی عداوت تھی۔

میں ایک اچھی جگہ دیکھکر موضع پاونٹا آباد کیا۔ جیسے کہ اُن کے پہلے بزرگ گورو کیا کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو معہ خویش وقبیلہ اسی موضع میں بلا لیا۔ اس جگہ ایک قلعہ تیار کروا دیا۔ جس کے کھنڈرات ابھی تک موجود ہیں۔ ایک مشہور فقیر مسمی سید بدھو شاہ قصبہ ساڈھورہ سے آپ کی ملاقات کرنے کو آیا اور آپ سے ملکر بڑا خوش ہوا اور اُس کی مخلوق کے متعلق مختلف قسم کے سوال و جواب کر کے نہایت خوش ہُوا۔ اُنہی دنوں میں شری گورو ہری رائے صاحب کے فرزند ارجمند رام رائے جی بھی جمنا جی میں کشتی پر سوار ہو کر آپ کو ملنے آئے۔ اس ملاقات سے گورو جی کو بہت خوشی حاصل ہوئی۔ انہی دنوں میں شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے سید بدھو شاہ فقیر کی سفارش سے سردار کالے خاں۔ نظامت خاں۔ حیات خاں اور بھیکھن خاں وغیرہ کو جو کہ قصبہ داملا کے باشندے تھے اپنے پاس ملازم رکھ لیا۔ یہ لوگ بادشاہ کے خلاف ہو کر اپنے ہمراہ ۵۰۰ سوار لیکر ملک میں ادھر اُدھر پھرا کرتے تھے کوئی بھی راجا مہاراجہ شاہی خوف سے ان کو اپنے ہاں نہ ٹھہرنے دیتا تھا۔ بدھو شاہ فقیر کی سفارش سے شری گورو جی نے ان سب کو معہ ۵۰۰ اسواراں اپنے پاس ملازم رکھ لیا۔ اس کے بعد ماہ کارتک میں کپال موچن تیرتھ کے میلے پر جا کر شری گورو جی نے لنگر جاری کیا۔ گرد نواح کے مسندی لوگ سُنکر بہت سے مریدوں کو ساتھ لیکر آپ کے درشن کرنے آئے اور سب نے اپنی اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق نقدی اور جنس گورو مہاراج کے آگے بطور نذرانہ پیش کئے۔ گورو جی نے بھی ان سب کو پولٹیکس۔ گیان۔ سویرآپ اور بھگتی کے مضامین پر اُپدیش دیا۔ اور سب کو حسب لیاقت عزت کے ساتھ خلعت[1] دیکر روانہ کیا۔ پھر گورو جی میلہ گذرنے پر واپس اپنے شہر پاونٹا میں چلے آئے۔

شریمتی پنجاب کور کی امداد

جب گورو جی پاونٹا میں آئے تو آپ کو بابا رام رائے جی کی استری شریمتی پنجاب کنور کی

[1] پرانے زمانے میں عزت کے طور پر پگڑی دی جایا کرتی تھی۔ آجکل بھی یہ رسم دیکھنے میں آتی ہے۔

بائی کا ڈیرہ دون سے ارسال کردہ خط ملا جس میں اُس نے لکھا تھا کہ وہ دین بدھا
میرے شوہر نے کسی خاص کام کیلئے سمادھی لگائی تھی۔ مگر مسندی لوگوں نے اسکو اُس
حالت میں مرا ہوا مشہور کرکے جلا ڈالا ہے۔ اور بعدازاں میری سب جائداد لوٹ لی ہے۔ اگر آپ
مہربانی فرماویں اور مجھے مدد دیں تو میں آپ کی دل و جان سے مشکور ہونگی۔ پنجاب کور جی
کا خط دیکھتے ہی شری گورو جی پانچسو سواروں کو ہمراہ لیکر ڈیرہ دون پہنچے۔ اور ظالم مسندیاں
کے لئے مناسب سزائیں تجویز فرمائیں۔ بابا رام رائے جی کی کل جائداد کا اختیار مائی جی کو
دے دیا۔ اور ایک شخص کو اس کا منتظم بھی مقرر کرکے اپنے شہر میں چلے آئے ◆

باب چہارم

شری گورو مہاراج کا سنسکرت بھاشا سے پریم اور ودیا پرچار

گورو جی مہاراج کو جس طرح اپنے مُریدوں کو بہادر سپاہی اور جنگجو بنانے کی دلی خواہش تھی
اسی طرح اُن کو سنسکرت کے عالم بنانے کی بھی آرزو تھی۔ گورو جی ہر قسم کے علماء کی عزت کرتے
تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ مریدوں میں ہر ایک اعلےٰ ترین علم و ہنر کا پرچار ہو کیونکہ بغیر علم
کے انسان حیوان کے برابر ہوتا ہے۔ علم سے منوّر ہوکر انسان ہر ایک چیز کی اصلیت کو سمجھنے
لگ جاتا ہے۔ یہ سوچ کر ایک دن شری گورو جی نے اپنے پانچ سات شاگردوں کو سنسکرت
پڑھنے کے لئے مقرر کیا اور اُن کو بھی رگھناتھ پنڈت کے پاس جو کہ اکثر آپ کو ہر روز اُپنشدوں
کی کتھا سنایا کرتا تھا مناسب نذرانہ دیکر بھیجدیا۔ اُس دن پنڈت نے اُن کو ٹال کر
واپس بھیجدیا اور سنسکرت پڑھانا شروع بھی نہ کیا۔ دوسرے دن شری گورو جی
نے کتھا کرنے کے وقت پھر پنڈت جی کو شاگردوں کو تعلیم دینے کے لئے کہا۔ پنڈت نے جواب

دیا۔ "مہاراج! آپ کے مُریداکثر جاٹ۔ اروڑے۔ بڑھئی۔ کمہار۔ وغیرہ نیچ قوموں
کے ہوتے ہیں۔ جنکا شمار دھرم شاستر میں شودر جاتی میں کیا ہے۔ اس لئے ان کو وید شاستر
پڑھنے کی اجازت نہیں۔" پنڈت کے اس خود غرضانہ جواب کو سُنکر گورو جی بولے کہ پنڈت
جی مہاراج! جس پوتر وِدیا کو آپ کی قوم نے دوسروں کے لئے حرام کہہ رکھا ہے۔ نیز
جن ہمارے شاگردوں کو آپ پڑھانا گناہ خیال کرتے ہیں وہی پرماتما کی مہربانی سے شاستروں
کو جاننے والے بڑے بڑے پنڈت ہوا کرینگے۔ اور آپ لوگوں کی قوم جس کو آپ اپنے دل میں
اعلےٰ ترین سمجھے بیٹھے ہیں لاعلم اور جاہل ثابت ہوگی۔ اگر کوئی عالم ہونگے تو ہمارے ہی
شاگردوں سے پڑھکر لایق بنینگے۔ اور یہ پوتر ودیا کسی کے روزگار کے لئے نہ ہوگی اور نہ ہی
کسی خاص قوم یا فرقہ میں ہی رہیگی بلکہ جو کوئی بھی محنتی اور جفاکش دانا شخص اسکو پڑھیگا
اس سے فایدہ اُٹھائیگا۔" یہ کہہ کر شری گورو جی نے اپنے پانچ شاگرد جو کہ ہوشیار اور دانا
معلوم ہوتے تھے کاشی جی میں سنسکرت پڑھنے کے لئے اُسی دن روانہ کر دئے۔ رام سنگھ۔ کرم سنگھ
گنڈا سنگھ۔ وبر سنگھ اور شوبھا سنگھ سب سے پہلے نرملے پنڈت مشہور ہوئے
ہیں۔ ان کو شری گورو جی نے کاشی جی میں برہم چاری کے بھیس میں بھیجا تھا۔ گویا کہ ان کو
علوم جنگ سے علیحدہ کرکے ودیارتھی بنا کر روانہ کیا۔ پانچوں اس وقت کاشی جی میں چیتن مٹ
جو کہ اُس وقت شہر کے کنارے ایک تنہا جگہ تھی برجا رہے جہاں آجکل نرمل سادھوؤں
کا ایک بڑا بھاری ڈیرا ہے۔ کچھ تھوڑے عرصہ تعلیم حاصل کرکے پانچوں شری گورو جی کے
پاس شہر آنندپور میں واپس آگئے۔ گورو جی نے اُن کو اپنے پاس رکھکر پھر اور پانچ بھیج
کر دئے۔ بس اس طرح سلسلہ قائم رہنے کی وجہ سے چیتن مٹ کی جگہ نرمل سادھوؤں
کے قبضہ میں آگئی۔ نرمل سادھوؤں کا فرقہ گورو جی مہاراج کی عنایات اور پیشگوئی
کی صداقت کی زندہ مثال ہے۔ وید شاستر وغیرہ کوئی ایسا گرنتھ نہیں جو کہ نرملوں
کو نہ آتا ہو۔ اُنہی دنوں میں شری گورو جی نے اپنے شاگردوں اور سینکڑوں سے بھاگوت

مہابھارت۔ وشنو پوران۔ اپنشد وغیرہ مختلف قسم کے گرنتھوں کا ترجمہ کروایا۔ چھوٹے چھوٹے حصوں کا ترجمہ کرواکر اپنے معمولی تعلیم یافتہ مریدوں میں پرچار کرنے۔ کیونکہ ہر وقت آپ کے دل میں یہی خیال رہتا تھا۔ کہ ہمارے شاگرد علم جنگ اور علم ویدشاستر دونوں کو اچھی طرح جانیں۔ آپ نے پچاس ساٹھ سنسکرت ودیا کے ودوان پنڈت مختلف قسم کے شاستروں کا ترجمہ کرنے کے لئے نوکر رکھے ہوئے تھے۔ اور ان سے کتب تواریخ پوران سمرتی مہابھارت وغیرہ بڑے بڑے گرنتھ ہندی بھاشا میں ترجمہ کرائے ۔

باب پنجم

شری گوروجی کا پہاڑی راجوں کے ساتھ جنگ

۹ وساکھ سمت ۱۷۴۲ بکرمی میں جب راجا بھیم چند نے اپنے فرزند کی شادی کرنی شروع کی اور برات لیکر راجا فتح شاہ والئے سرینگر کے گھر پہنچا تو عین موقعہ پر شری گورو مہاراج نے اپنے دیوان نند چند کے ہاتھ بہت سے ہیرے جواہرات سے جڑاؤ سونے کے زیور ہار جات اور کچھ نقدی دوسو سواروں کی حفاظت میں راجہ فتح چند کی پتری کے لئے تنبول بھیجے جکو دیکھ کر راجہ بھیم چند جل بھن گیا۔ اور اسی وقت اس نے راجا فتح شاہ کو کہا کہ گورو گوبند سنگھ ہمارا دشمن ہے اگر تم اس کے ساتھ دوستی قائم رکھو گے اور اس کا تنبول وصول کروگے تو ہم آپکی دختر کا ڈولا اسی جگہ چھوڑ جاوینگے۔ راجہ فتح شاہ نے مجبور ہوکر گوروجی کا تنبول لینے سے انکار کردیا۔ جب اس طرح راجوں کی بھری سبھا میں شری گوروجی کے روانہ کردہ تنبول کی بے عزتی ہوئی تو اس کو دیوان نند چند برداشت نہ کرسکے اور اپنے سواروں کو تمام جہیز لوٹ لینے کا حکم دیا۔ دوسو سواروں نے اس خوشی کے موقعہ پر اس قدر کہرام مچایا کہ سب راجوں

کے حواس باختہ ہو گئے۔ بعد ازاں دیوان نند چند اپنے سواروں سمیت گورو جی کے پاس چلے آئے اور کل حال عرض کیا۔ جس کو سنکر گورو مہاراج بہت ناخوش ہوئے۔ ادھر شادی سے فارغ ہو کر راجا بھیم چند نے سب راجوں کی ایک مجلس منعقد کی اور ان کو یہ کہہ کر بھڑکایا کہ گورو گوبند سنگھ ہمارے علاقہ میں رہتا ہے اور دن بدن زور پکڑ رہا ہے۔ اندیشہ ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جائے۔ پھر کہا کہ سب راجپوتوں کو اسکی پہلی اور موجودہ حالت کی طرف خیال کرنا چاہئے۔ اگر ابھی اس کا انسداد نہ کیا گیا تو کسی وقت یہ اتنا زور پکڑ جاویگا کہ ہمیں مقابلہ کرنا مشکل ہو جاویگا۔ غرض کہ نہایت زور کے ساتھ گورو جی کے ہمراہ جنگ کرنے کی اپیل کی۔

راجا بھیم چند کی پُر زور اپیل کو سنکر سب راجوں کے درمیان فیصلہ قرار پایا کہ سب ملکر اس پر حملہ آور ہوں۔ اور اس کی طاقت کو یکدم ملیا میٹ کر دیا جاوے۔ اتفاق رائے سے دس ہزار افواج جمع ہوئیں۔ راجہ بھیم چند کھلوریا۔ راجا کرپال چند کٹھوچیا۔ راجا کیسری چند جسووالیا۔ راجہ سکھدیال جسروٹیا۔ راجہ ہری چند ہنڈوریا راجہ پرتھوی چند ڈڈوالیا۔ اور راجہ فتح چند سری نگریا سب ملکر دس ہزار افواج کے ہمراہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج پر حملہ کرنے کیلئے چلے آئے۔ ادھر گورو گوبند سنگھ جی کو بھی اطلاع پہنچ گئی۔ اس لئے آپ نے بھی اسی وقت اپنی افواج کو حملہ روکنے کا حکم دیا۔ شری گورو جی دو ہزار افواج ہمراہ لیکر چار کوس آگے موضع بھنگانی کے میدان میں ان کا سامنا کرنے کیلئے آن کھڑے ہوئے۔

۷ اساکھ سنہ ۱۷۴۳ بکرمی کے روز دریائے جمنا اور گری ندی کے درمیان دونوں طرف سے لشکر جمع ہو گئے۔ جنگ شروع ہو گئی۔ خوب گولہ باری ہونے لگی۔ بندوقیں چلنے لگیں۔ تیر چھوٹنے لگے۔ تلواریں۔ بھالے۔ برچھی اور کرچوں کی چمک بجلی کی طرح نظر آنے لگی۔ بہادر سپاہ جوہر بہادری دکھلانے لگے۔ خون کا دریا بہہ نکلا۔

چاروں طرف کہرام مچ گیا۔ دن بھر جنگ جاری رہی کہ سورج غروب ہو گیا۔ اور رات ہوا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا۔ ڈرپوک اور بزدلوں کے لئے تو اندھیرے کا فلو گویا کر آرام کرنے کیلئے ایک اعلےٰ ترین پناہ گاہ بن گیا۔ بزدل بھاگنے لگے۔ پانچسو اداسی ناتکے بھی دُم دبا کر بھاگ نکلے۔ دوسرے دن پھر جنگ شروع ہوئی۔ کالے خاں وغیرہ مسلمان سرداراں جن کو گورو مہاراج نے فقیر بدھو شاہ کی سفارش سے ملازم رکھا تھا دشمنان کے ساتھ جا شامل ہوئے۔ اب گورو مہاراج کے پاس صرف ایک ہزار فوج باقی رہ گئی ادھر اسی وقت فقیر صاحب کو مسلمانوں کی نمک حرامی کی خبر پہنچی تو وہ فوراً دو ہزار سواراں مع پیادہ افواج کو ہمراہ لیکر گوروجی کی امداد کے لئے آن پہنچے۔ فقیر صاحب کے آتے ہی نہایت سخت جنگ ہوئی۔ خون کا دریا بہہ نکلا۔ چاروں طرف سے گولیوں اور تیروں کی بارش ہونے لگی۔ بڑے بڑے بہادروں کے منہ پھر گئے۔ تمام دن جنگ ہوتی رہی نمک حرامی کالے خاں اور حیات خاں مہنت کرپال داس جی کے ہاتھ سے مارے گئے اور نجابت خاں بھائی لعل چند جی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ راجہ ہری چند نے پہلے تیر سے گوروجی کے گھوڑے کو گرا دیا۔ اور دوسرے تیر کا نشانہ گوروجی کو بنایا مگر وہ تیر گوروجی کے کان کو چھوکر آگے نکل گیا۔ گوروجی کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ پھر اس نے ایک اور تیر گوروجی کی پیٹی میں مارا جو پیٹی اور دوپٹہ کو چیر کر پار نکل گیا۔ اس کے لگنے سے گوروجی کو بہت ہلکا سا زخم ہوا گوروجی نے اپنا وار سنبھال کر راجا ہری چند کو ایسے زور سے نشانہ تیر بنایا کہ دوسری بار اسکی طرف دیکھنے تک کی ضرورت ہی نہ رہی۔ گویا کہ ایک ہی تیر سے اس کا کام تمام کر دیا۔ جیسا کہ شری گوروجی نے اپنی مصنفہ کتاب بچتر ناٹک میں یوں لکھا ہے:-

سو جبے بان لاگیو۔ تبے رس جاگیو۔ کرنگ لے کمانگ۔ ہنگ بان تانگ۔
تبے دیر دھائے۔ سر وکھنگ چلائے۔ تبے تاک بانگ۔ ہنو ایک جوانگ۔

ہری چند مارے سُبجو دھاتارے۔ سُکارُوڈرا اینگ دہے کال تھانگ

شری گوروجی راجا کیسری چند اور سُکھدیو چند کو سخت زخمی کر ہی چکے تھے۔ راجا ہر چند کا گرنا ہی تھا کہ تمام پہاڑی راجگان کی افواج کا حوصلہ ٹوٹ گیا۔ شری گوروجی کی افوج نے اُن کا کئی کوس تک تعاقب کیا۔ اس جنگ میں گوروجی کی طرف سے بھائی سنگھا بھائی جیت مل اور سید بدھو شاہ کا پسر وغیرہ بہادران کام آئے۔ گوروجی مہاراج پہاڑی راجگان کو شکست دیکر اپنی کامیابی کا ڈنکا بجاتے ہوئے اپنے قلعہ شہر پانوٹا میں چلے آئے اور قلعہ میں پہنچکر نہایت خوشی کے ساتھ سب بہادران کو مناسب انعامات تقسیم کرکے خوش کیا۔ جیسا کہ گوروجی نے وچتر ناٹک میں خود لکھا ہے۔ کہ

ج رَنگ تیاگ بھاگے - سُبھے تیاگ پاگے۔
بھئی جیت میری - کِرپا کال کیری - ۳۴
رَنگ جیت آئے - جینگ گیت گائے۔
گھنگ دھار ورشے - سُبھے سُور ہرشے۔ ۳۵

اس جنگ میں لعل چند حلوائی۔ نند لعل شاہی مہنت۔ کرپال داس۔ صاحب چند ان کا ماموں کرپال چند۔ دیوان نند چند۔ ماہری چند۔ بھائی سنگو۔ بھائی جینیل گلاب رائے۔ گنگا رام۔ دیا رام۔ بھائی جیون وغیرہ بہادران شری گوروجی کی طرف سے خاص طور پر تن۔ من سے جنگ میں ڈٹے رہے تھے۔ پنتھ پرکاش کا مصنف لکھتا ہے کہ سید بدھو شاہ کو شری گوروجی نے ایک نہایت قیمتی پشمینہ۔ نصف دستار اور ایک اپنا دستخطی प्रशंसा पत्र پرشنسا پتر (سند) دیا تھا۔ جو کہ بدھو شاہ کی اولاد کے پاس اب تک بطور یادگار موجود ہے۔ نیز نصف پگڑی شری گوروجی مہنت کرپال داس کو عطا فرمائی۔ مہنت کرپال داس کی گدی کا ستھان قصبہ ہیسرا میں موجود ہے +

اس جنگ میں گورو جی کی طرف سے لڑنے والے لوگوں میں اُداسی ناگوں کا ہونا۔ لال چند حلوائی کا ہونا نیز کرپال چند مہنت جیسے فربہ آدمی کا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ گورو جی نے ہیچ میچ بلیوں کو شیروں کے ساتھ لڑنے کے لیئے تیار کیا۔ مہنت کرپال داس کو جس وقت اس جنگ کی اطلاع ملی تھی اس کے پاس اس وقت کوئی ہتھیار نہ تھا صرف ایک بھنگ گھوٹنے کا موٹا ڈنڈا تھا۔ وہ اسی ڈنڈے کو اُٹھا کر جنگ کرنے کے لیئے بھاگ اُٹھا۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ گورو جی نے اپنے ست اُپدیشوں سے لوگوں میں خوب جوش و طاقت بھر دی تھی ✤

باب ہشتم

دوہا۔ بُدھ جیت جبے ٹکے نہ تِن پُر پاؤں
کاہلور میں باندھیو آنند پور گاؤں۔ ۲۶
جو جو نر تہہ نہ بھرے دِینیے نگر نکال
جو تہہ ٹھور بسلے بھرے تنہیں کری پرتپال۔ ۲۷
وچِتر ناٹک

جب لڑائی جیت کر آئے تو سپاہ نے پالرنا میں مقیم رہنا پسند نہ کیا۔ اس لیئے شری گورو جی ۱۳ جیٹھ سمت ۱۷۴۳ بکرمی کو معہ خویش و قبیلہ اپنے پُرانے شہر آنند پور میں جا گئے اور۔ اس جگہ پہنچکر ان بزدلوں کو جو لڑائی میں اچھی طرح نہ لڑے تھے اپنے شہر سے نکال دیا۔ یہاں پر مرید لوگوں نے طرح طرح کے تحفہ جات لیکر چاروں طرف سے آنے لگے۔ ہر روز بہت سے نئے لوگ بھی درشن کرنے آتے اور اُن کو گیان۔ ویراگ۔ بھگتی۔ دھرم نیتی اور راج نیتی کے مسائل پر اُپدیش ملنے لگے عوام

میں بیداری پیدا ہوگئی - شری گورو جی کے پہلے حکم کے مطابق سامان حرب بھی چاروں طرف سے آنا شروع ہوگیا - اور شری گورو جی مہاراج نے مناسب موقعوں پر لوہ گڑھ - آنند گڑھ - ہول گڑھ - فتح گڑھ وغیرہ جگہ بجگہ قلعہ جات بنوانے شروع کردئے - تھوڑے ہی عرصہ میں گورو مہاراج کی طاقت اس قدر بڑھ گئی کہ وہ بادشاہ کا مقابلہ کرسکیں - ملک پنجاب میں چاروں طرف آپکا اسقدر رعب داب جم گیا کہ کوئی ہندو کسی مسلمان بادشاہ کی ذرا پرواہ نہ کرتا +

شری گورو جی نے چوروں - ڈاکوؤں وغیرہ بدمعاشوں کو ایسا سیدھا کیا کہ وہ یا تو درست ہوگئے یا شہر چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے گئے - اس طرح تھوڑے ہی عرصہ میں گورو جی کے علاقہ میں امن قائم ہوگیا - اور لوگ بآرام زندگی بسر کرنے لگے - کسی کو کسی کا خوف نہ رہا - لوگ ہاتھوں پر سونا اُچھالتے سربازار لے جاتے کسی چور یا ڈاکو کا عذر پیش نہ آتا تھا +

فرزند کا تولد ہونا

انہی دنوں ۲ ماگھ سمت ۱۷۴۳ بکرمی میں شری گورو جی مہاراج کے گھر ماتا سُندری جی کے گربھ سے ایک مہان شُورویر - دھرم رکشک - سچا دیش بھگت شہید سپُتر پیدا ہُوا - جس کا نام شری گورو جی نے اجیت سنگھ رکھا - اُدھر جب بھیم چند وغیرہ پہاڑی راجوں نے دیکھا کہ گورو جی کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے اور لوگوں کو نیز گورو جی کو بادشاہ کا ذرا بھی خوف نہیں رہا - تو اُنہوں نے شری گورو جی سے اتفاق کرنے کے لئے پرارتھنا کی جسے گورو جی نے نہایت محبت کے ساتھ منظور فرمالیا شری گورو جی کی تو دلی خواہش پہلے ہی ملک بھر کے سب راجوں کے ساتھ اتفاق رکھنے کی تھی - مگر وہ ایسے اتفاق کے سخت خلاف تھے جس سے دوسرے راجگان

[illegible]

ان کو کمزور سمجھنے لگ جاتے۔ اس لئے شری گورو جی نے اپنی فوجی طاقت۔ عزت وحرمت وسامان حرب کو خوب بڑھایا۔ وہ جانتے تھے کہ یہ مورکھ۔ ڈرپوک۔ کم زور۔ اور بزدل راجے جب ہماری زیادہ طاقت دیکھیں گے تو خود بخود ہماری شرن میں آوینگے کیونکہ دولتمند لوگ جو عام طور پر بزدل ہوتے ہیں۔ جس طرف پلڑا بھاری دیکھتے ہیں عموماً اسی طرف جھک جایا کرتے ہیں۔ اور لاٹھی کے راگ الاپنے لگتے ہیں۔ راجوں کا اتفاق کے لئے عرض کرنا ہی تھا کہ گورو جی نے فوراً منظور فرمالیا۔

باب ہفتم

اورنگ زیب کا پہاڑی راجگان پر حملہ آور ہونے کیلئے افواج روانہ کرنا اور شری گورو جی کا پہاڑی راجگان کی امداد میں جنگ

جن دنوں اورنگ زیب نے شری گورو تیغ بہادر جی کا شیش اتار لیا تھا ان دنوں ملک بھر میں نہایت کہرام مچ گیا تھا۔ انہی دنوں اورنگ زیب نے مہاراشٹر میں اودھم مچا رکھا تھا۔ مرہٹوں نے اس کا خوب مقابلہ کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد جب اورنگ زیب کو علاقہ دکھن کے تاو گولکنڈا وغیرہ سے فرصت ہوئی تو اس نے اپنے سرداران میاں خان الف خان۔ اور جوذلف کار خان وغیرہ کو پہاڑی راجگان پر فوجکشی کرنے کیلئے بھیج دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شری گورو تیغ بہادر جی کے دھرم پر قربان ہونے کے بعد

ملک پنجاب میں ہل چل ہو جانے کی وجہ سے نیز دکھن میں گڑ بڑ پڑ جانے سے بادشاہی انتظام کو ردی اور کمزور سمجھکر پہاڑی راجگان نے کئی سال تک بادشاہی دربار میں اپنے اپنے علاقوں کا خراج داخل نہ کیا تھا۔ سردار میاں خاں خود تو جموں کی طرف چلا گیا۔ مگر اپنے چھوٹے بھائی الف خاں کو راجا ناہن۔ راجا کھلور۔ راجا نالاگڑھ اور راجا چمبہ پر حملہ کرنے کے لئے چھوڑ گیا۔ اُس نے فوراً ہی نادون پہنچکر ماہ پھاگن سمت ۱۷۴۷ ب میں تمام پہاڑی راجوں کو اس قدر تنگ کیا کہ پہاڑ کے علاقہ میں چاروں طرف ہلچل مچ گئی۔ کرپال چند کٹھوچیا اور دیال چند اس کو نذرانہ لیکر جا ملے اور اس کے مددگار بن گئے۔ بعد ازاں بھیم چند کھلورئے وغیرہ کے ساتھ جنگ ہونے لگی۔ تھوڑی دیر لڑائی جاری رہی مگر راجگان کی افواج بادشاہی باترتیب لشکر کا مقابلہ نہ کر سکی اور پیٹھ دکھلا کر بھاگ نکلی۔ بعد ازاں اسی وقت راجا بھیم چند وغیرہ پہاڑی راجگان اکٹھے ہو کر شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے پاس امداد حاصل کرنے کی غرض سے پہنچے اور دس ہزار روپیہ فوج کا خرچ دیکر گورو جی سے مدد کے لئے پرارتھنا کی شری گورو جی مہاراج تو ایسے موقعہ کی تاک میں ہی رہا کرتے تھے کہ کسی وقت غیر ملکی حکام کا مقابلہ ہو تو چار ہاتھ اُن کو دکھلا دیں۔ شری گورو جی نے فوراً دیوان نند چند دیوان موہری چند۔ اور کرپال چند وغیرہ سرداران کو معہ پانچ سو سواران میدان جنگ میں روانہ کر دیا۔ جنہوں نے پہنچتے ہی بادشاہی لشکر کے دانت کھٹے کر دئے۔ اور ایسا زور سے دھاوا کیا کہ شاہی لشکر کے چھکے چھوٹ گئے اور دُم دبا کر بھاگ نکلا۔ گورو مہاراج کے سواران نے دور تک ان کا تعاقب بھی کیا۔ مگر راجا کرپال چند کا ہن گڑھیئے اور راجا ہری پور کی امداد سے بادشاہی لشکر نے پھر حملہ کر دیا۔ یہ دیکھکر راجا دیال چند خود جاکر شری گوبند جی کو اپنے ہمراہ لے آیا اور دونوں طرف سے پھر جنگ شروع ہو گئی راجا دیال چند دشمنان کی افواج کی مستعدی کو دیکھکر خوفزدہ سا ہو گیا۔ مگر شری گورو

گوبند سنگھ جی مہاراج نے اُس کو خوب حوصلہ دیا۔ اور کہا کہ "اے راجا" گھبراؤ مت تمہاری
فوج دشمنوں کو بہت زیادہ دکھلائی دے رہی ہے۔ اگر ہم پر اعتبار نہ ہو تو ان پیپل
کے درختوں کے نیچے جا کر دیکھ لو" راجا دیال چند اسی وقت ان درختوں کی طرف دیکھنے
لگا۔ نہایت کوشش کے باوجود ان درختوں کو شمار نہ کر سکا۔ کبھی دس کم دکھائی دیتے
اور کبھی بیس زیادہ۔ جو کوئی ان کا شمار کرتا۔ اگر ایک دس کم بتلاتا دوسرا بیس زیادہ۔ مگر
ایک تعداد کا یقین کسی کو نہ ہو سکا۔ یہی حالت ان پیپل کے درختوں کی اب تک موجود ہے
اب تک ان کا ٹھیک شمار کوئی نہیں کر سکتا۔ ان درختوں کے عجیب طریقہ پر قائمی کو دیکھ
کر راجا دیال چند کے دل میں ذرا حوصلہ قائم ہوا لڑائی ہونے لگی میدان جنگ خوب گرم
ہوا۔ گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے حوصلہ اور مستعدی کو دیکھ کر شاہی لشکر حیران تھا۔ ایسے
زور شور سے تیروں کی بارش ہونے لگی کہ دشمنان کے خون کی ندی بہہ نکلی۔ چاروں
طرف کہرام مچ گیا۔ شری گورو جی کے مرید لوگ حملہ آور دلاور ایسے ٹوٹے کہ اُن کو پیچھا چھڑانا
مشکل ہو گیا اور بھاگ نکلے۔ اس جنگ میں بادشاہ کا بہت نقصان ہوا۔ اور گورو جی
مہاراج کو فتح نصیب ہوئی۔ شری گورو جی کی طرف سے بہت سے اچھے اچھے بہادران
اور راجہ دیال چند بھی اس جنگ میں کام آئے۔ اس میدان جنگ میں شری گورو جی کے
ہاتھوں بچی کھچی شاہی فوج بھاگ کر لاہور چلی گئی۔ اور شری گورو گوبند سنگھ جی موضع
آلسوں کو جہاں پٹھان لوگوں نے ان پر حملہ کیا تھا برباد و ویران کرتے ہوئے
اپنے شہر آنند پور میں چلے آئے +

کئی ایک لوگ کہتے ہیں کہ شری گورو جی پولیٹیکل لیڈر نہ تھے۔ اُن کو یہ باب بغور
مطالعہ کرنا چاہئے۔ ہمارے خیال میں شری گورو جی کا پہاڑی راجگان کو جنہوں نے
ان کو بلا قصور مگر نہایت سخت تکالیف دی تھیں۔ نہ صرف مدد دینا بلکہ خود میدان
جنگ میں جا کر اُن کی خاطر لڑنا اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ شری گورو جی مہاراج

سچے دیش بھگت اور نہایت دانا پولیٹیکل لیڈر تھے ✦

باب ہشتم ۸

ماہ بھادروں سمت ۱۷۵۳ بکرمی میں لاہور سے مسمی دلاور خاں صوبہدار نے بادشاہی حکم سے پہاڑی راجگان پر پھر حملہ کیا اور اپنے فرزند رستم خاں کو شری گورو گوبند سنگھ جی کی طرف پہاڑی راجگان کا حمایتی سمجھ کر آگے روانہ کیا۔ اس نے پہنچتے ہی اسی دفعہ فوراً شری گورو گوبند سنگھ جی سے جنگ کرنی شروع کر دی۔ پہلے ہی روز خوب زور شور سے جنگ ہوئی دونوں طرف کے بہت سے بہادران کام آئے بہت زخمی ہوئے۔ مگر رات ہو جانے کی وجہ سے لڑائی بند ہو گئی۔ دن بھر کے تھکے ماندے بہادران آرام کرنے لگے کھانا وغیرہ کھانے کے بعد سب سو گئے۔ میدان جنگ کے درمیان میں برساتی نالا بھی بہتا تھا۔ اسی نالے کے آر پار دونوں طرف افواج اتری ہوئی تھیں۔ شری گورو جی کی فوج نالے سے بہت اونچی جگہ پر خیمہ زن تھی۔ اسی رات اچانک اوپر پہاڑ پر بہت بارش ہوئی اور نالے میں پانی اس زور شور سے آیا کہ رستم خاں کی بادشاہی فوج اپنا آپ نہ سمجھا سکی۔ بہت سے بہادران سوتے ہوئے ہی اس نالا میں بہ نکلے۔ بہت سے گھوڑے بھی بہ گئے۔ اسلحہ شستر پارچات۔ دارو بارود کا تو کوئی حساب ہی نہ رہا۔ اس نالا کے پانی سے جو کوئی بچ کر نکلے وہ خالی ہاتھوں بھاگ نکلے۔ جہاں تک شری گورو گوبند سنگھ جی کی فوج کا تعلق تھا۔ اس جگہ تک پانی نہ پہنچ سکا۔ صبح ہونے تک میدان جنگ خالی پڑا تھا سب سکھ گورو جی کی جے جے بولنے لگے۔ اس نالے کو سکھ لوگ اپنا مددگار سمجھکر اسی وقت سے حمایتی نالا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ اس نے دشمنان کو اپنے

بھاؤ میں بہا کر شری گورو جی کی مدد کی تھی سنالا کے پانی کے زور کے سامنے رستم خاں کی
کوئی پیش نہ گئی۔ بالآخر راستہ میں چھوٹے چھوٹے گاؤں لوٹ مار کرتا ہوا واپس ہوا۔ دلاور خاں۔
رستم خاں کی یہ حالت دیکھ کر نہایت غمگین ہوا۔ اور اُسی وقت ۲ ہزار سواران کو ہمراہ دیکر سردار غلام
خاں کو رستم خاں کی مدد کے لئے بھیجا۔ غلام حسن خاں نے وہاں جا کر ایسی بہادری اور تیزی سے کام
لیا کہ راجا کاہن گڑھ اور راجا منڈی کو جلد ہی اپنے ماتحت کر لیا۔ اور بادشاہی حکم کے مطابق
اس سے کچھ خراج وصول کر کے گلیرا اور کھلور کی طرف روانہ ہوا۔ ادھر جب راجا گوپال سنگھ گولری
کو خبر ملی تو اس نے اُسی وقت شری گورو گوبند سنگھ مہاراج سے امداد حاصل کی۔ شری گورو جی نے
۴ ماہ کتک سمت ۱۷۴۵ بکرمی میں تین سو سوار ہمراہ دیکر بھائی سنگیا کو راجہ گوپال سنگھ کی مدد کے
لئے روانہ کر دیا۔ تین دن تک خوب لڑائی ہوئی مگر آخر کار چوتھے روز جب غلام حسن خاں خود
اور کرپال چند کٹوچیا۔ ہری سنگھ۔ ہمت سنگھ وغیرہ بڑے بڑے سرداران جو کہ معہ چار سو
سپاہیان اس کی طرف سے لڑ رہے تھے مارا گیا۔ تو رستم خاں ایسی حالت دیکھ کر نہایت
متحیر ہوا اور پیٹھ دکھلا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ راجہ گوپال سنگھ کامیابی کا ڈنکا بجاتا
ہوا نہایت خوشی سے اپنے گھر چلا آیا۔ اور اُسی روز مختلف اقسام کی نقدی اور جنس بطور نذرانہ
لیکر شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی سبھا میں حاضر ہوا۔ شری گورو جی بھی راجا کا فتحمند
ہونا سنکر نہایت خوش ہوئے۔ دلاور خاں نے پھر تھوڑے ہی دن بعد صفدر جنگ
سُرور خاں۔ اور حسین بیگ وغیرہ بہادر سرداران کو بہت سی سپاہ ہمراہ دیکر رستم خاں
کی مدد کے لئے روانہ کیا اور ماہ مگھر سمت ۱۷۴۵ بکرمی میں موضع بھلان کے نزدیک میدان
جنگ مقرر ہوا اور بڑا بھاری جنگ ہوا۔ مگر آخر کار رستم خاں نے شکست کھائی۔ شری گورو
جی کی افواج کو فتح نصیب ہوئی۔ ججھار سنگھ راجپوت گج سنگھ اور چیلان رائے جندوالیا
وغیرہ جو کہ اس کی طرف کے اعلٰی اعلٰی سرداران تھے اسی جنگ میں کام آئے +

باب نہم ۹

جب عالمگیر اورنگ زیب کو ملک پنجاب سے اس طرح لگاتار بدامنی کی خبریں پہنچنے لگیں تو اس نے اپنے شاہزادہ معظم شاہ کو ملک میں امن قائم کرنے اور باغیوں کے انسداد کے لئے روانہ کیا۔ جس کے آنے کی خبر سنکر پہاڑی راجگان میں ایسی گھبراہٹ پیدا ہوگئی۔ کہ سب کو اپنی اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ شاہزادہ معظم شاہ خود تو سیدھا لاہور کو چلا گیا۔ مگر اپنے ایک اعلےٰ افسر مرزا بیگ دہزاری کو پہاڑی راجگان کی طرف روانہ کر گیا۔ جب اس اکیلے سے کام بنتا دکھائی نہ دیا تو چار اور عہدہ داران کو اس کی امداد کے لئے پھر روانہ کیا۔ جنہوں نے ملکر پہاڑی راجگان کو خوب ستایا۔ ہر ایک جگہ میں لوٹ مار مچا دی۔ بہت سے پہاڑی راجا لوگوں اور حکام اور سرداران کے گھر اور مندر گرا کر زمین کے ساتھ ملادئے اور بہت سے اچھے اچھے لوگوں کا منہ سر منڈوا کر اُن کا سیاہ مُنہ کر کے گدھے کی سواری کروا کر علاقہ میں گشت کرادی۔ چونکہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج پہاڑی راجگان کے مددگار مشہور تھے۔ اس لئے ایک فوجی سردار کو ان کی طرف بھی روانہ کیا۔ جس نے سکھوں پر بڑے زور شور کے ساتھ حملہ کیا اور شہر آنندپور بھی خوب لوٹا۔ مگر شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے جن کے پاس اُس وقت بہت کم افواج تھیں اور جو اپنے موقعہ کو دیکھتے ہوئے چُپ بیٹھے تھے۔ ایسی چال چلی کہ بادشاہی افواج کے ہوش اُڑ گئے۔ آدھی رات کے وقت جب بادشاہی افواج دن بھر گاؤں کی لوٹ مار کرتی ہوئی تھک کر شہر کے میدان میں سوگئی۔ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے اپنے بہادر سواران کو ہمراہ لیکر اُن پر ایسا زبردست چھاپا مارا کہ اُن کے چھکے چھوٹ گئے ہزاروں دشمنان کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور بارود کو بھی آگ لگادی۔ جو جس جگہ

پڑا تھا سب سامان وہیں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ غرضیکہ رات ہی رات سکھ لوگوں نے ان کا سات آٹھ کوس تک تعاقب کیا اور جو مال انہوں نے دن بھر میں لوٹا تھا۔ وہ سب چھوڑ کر بھاگ نکلے جو سکھ لوگوں نے بدیں لے لیا۔ سینکڑوں مارے گئے۔ ہزاروں زخمی ہوئے جو بچے سو بھاگ نکلے۔ یہاں تک کہ پھر دوبارہ واپس آنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ شاہزادہ معظم شاہ نے ان پر پھر دوبارہ فوجکشی کرنے کا خیال کیا مگر منشی نندلعل ملتانی کھشتری نے جو شاہزادہ کا میر منشی تھا۔ اور گورو گھر کا سیوک تھا۔ اس نے شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے متعلق شاہزادے کو بہت کچھ کہا اور گورو گھر کے نیک اوصاف کے حالات بیان کئے۔ جن کو سنکر شاہزادہ کا دل شری گورو جی پر فوجکشی کرنے سے ہٹ گیا۔ بلکہ اسی وقت سے شاہزادے کے دل میں گورو گھر کے لئے ایسی محبت پیدا ہوئی کہ وہ دیوان نندلعل کی معرفت شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے ساتھ نہایت محبت بھری خط و کتابت بھی کرنے لگا +

باب دہم ۱۰

شری گورو جی گرہست آشرم

شری گورو جی کی پہلی شادی ۵ اجیٹھ سمت ۱۷۳۴ بکرمی کے روز ہوئی تھی۔ یہ شادی شری گورو تیغ بہادر جی نے اپنی زندگی میں کی تھی۔

دوسری اور تیسری شادی شری گورو گوبند سنگھ جی نے خود والد کی موت کے بعد کی تھیں یہ دونوں شادیاں پہلی زوجہ کی موجودگی میں ہوئی تھیں۔ دوسری شادی مائی سندری جی سے اور تیسری صاحب دیوی جی سے ہوئی تھی +*

+ ان جنگوں کا حال شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے خود وچیتر ناٹک میں لکھا ہے۔ بچتر ناٹک صفحہ ۱۳۶

شری گورو گوبند سنگھ جی کے ہاں چار پتر پیدا ہوئے تھے۔ جنکے نام حسب ذیل ہیں۔
(۱) پہلے لڑکے کا نام اجیت سنگھ جو سمت ۱۷۴۳ بکرمی میں شریمتی سندری جی کے بطن سے پیدا ہوئے۔
(۲) دوسرے لڑکے کا نام جُھجار سنگھ جو ماہ چیت سمت ۱۷۴۷ بکرمی میں ماتا جیتو جی کے بطن سے پیدا ہوئے۔
(۳) تیسرے پتر کا نام زورآور سنگھ جو ۲ مگھر سمت ۱۷۵۳ بکرمی میں ماتا جیتو جی کے گربھ سے پیدا ہوئے۔
(۴) چوتھے لڑکے کا نام فتح سنگھ جو ۷۔ پھاگن سمت ۱۷۵۵ بکرمی میں ماتا جیتو جی کے گربھ سے پیدا ہوئے۔

اگرچہ اس زمانہ میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنا معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ اور موجودہ زمانہ کے عالم لوگ شری گورو جی پر اعتراض کر سکتے ہیں۔ مگر اس زمانہ میں ایک سے زائد شادیاں کرنا خاص کر دولتمند لوگوں میں معیوب خیال نہ کی جاتی تھیں۔

ذرا غور کر کے تو دیکھو ہندوؤں میں یہ رواج دیر سے چلا آتا ہے۔ جیسا کہ مہاراج دشرتھ۔ کرشن اور ارجن دیو جیسے مہاپرشوں کی ایک سے زیادہ استریاں تھیں۔ اور بہت سی باتیں اس قسم کی ہیں۔ جو پرانے زمانہ میں معیوب خیال نہ کی جاتی تھیں مگر آج اُن کو کرنے کا نام تک لینا بُرا خیال کیا جاتا ہے جیسا کہ پرانے زمانہ میں نیوگ کا رواج تھا۔ مگر اس زمانہ میں لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔ پرانے زمانہ میں کشتریوں میں زبردستی

* گورو بلاس دسم پادشاہی مصنفہ بھائی سکھا سنگھ جی صفحہ ۲۵۳ پر لکھا ہے کہ جب شری گورو جی دکھن کو جا رہے تھے تو راستہ میں ان کی چوتھی شادی بھی ہوئی تھی۔ اس کتاب میں کنیا اور اور اس کے والدین کسی کا نام درج نہیں ہے۔ مگر اور کسی تواریخ میں چوتھی شادی کا ذکر نہیں ہے۔

لڑکیاں اُٹھا کر لے جانے اور اُن کے ساتھ شادی کر لینے کا رواج تھا۔ جیسا کہ خود شری کرشن نے ایسا کیا۔ ارجن دیو نے ایسا کیا۔ مگر زمانہ حال میں ایسا کرنا مہا پاپ سمجھا جاتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے اس زمانہ کے مطابق تین شادیاں کرنی بری خیال نہیں کیں۔ پھر بھی ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ دیش بھگتوں کو زیادہ شادیاں کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ گورو جی کو کیوں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی؟ ہمیں یقین کامل ہے کہ اس میں بھی کچھ پوشیدہ راز ضرور ہوگا۔ جسکو ہم اس قدر عرصہ دراز کے بعد نہیں سمجھ سکتے۔

شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کو اگرچہ ہر قسم کے علم و ہنر سے محبت تھی تاہم جس قدر شوق آپ کو بہادرانہ علوم و فنون کے ساتھ تھا ویسا اور کسی علم کے ساتھ نہ تھا ہر وقت اپنے مریدان کو سپاہ گری ہی سکھلایا کرتے تھے۔ سمت ۱۷۵۲ بکرمی میں ہولی کے تیوہار پر آتی ہوئی پوٹھوار کی سنگت کو راستہ میں مسلمانوں نے لوٹ لیا۔ جب شری گورو جی نے سنا تو اس سنگت کے پوٹھوہاری لوگوں کو نہایت پُر زور الفاظ میں سمجھایا کہ سوانا لوگوں کو زمانہ کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ یہ زمانہ شری گورو نانک جی وغیرہ کی طرح محض پرماتما کے بھجن کیرتن میں مست رہنے کا نہیں ہے بلکہ موجودہ حالات میں پرماتما کے بھجن کیرتن کے ساتھ ساتھ جہاں تک ممکن ہو سکے حسب التوفیق اپنی حفاظت کے لئے ہر قسم کے ہتھیاروں کا چلانا۔ طرح طرح کے گھوڑوں کا دوڑانا بھی ضرور سیکھنا چاہئے۔ ورنہ یاد رکھو ظالم ڈاکوؤں کے ہاتھوں اس زمانہ میں بچنا مشکل امر ہے"*

شری گورو جی کا مناسب اُپدیش سب پوٹھواریوں نے دل و جان سے قبول کیا اور اُسی روز سے فن سپاہ گری کے شیدا ہو گئے۔

---

* دیکھو اتہاس گورو خالصہ صفحہ ۳۴۹

شری گورو جی کو شکار کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ آپ شکار کر کے مانس کھاتے تھے۔ شکار کے علاوہ دوسرا مانس کبھی نہ کھاتے تھے۔ مسلمان کے ہاتھ کا مارا ہُوا مانس آپ حرام سمجھتے تھے اور سکھوں کے لئے بھی یہی حکم تھا کہ وہ بھی حرام سمجھیں۔ سکھوں کے لئے حکم تھا کہ یا تو وہ خود جھٹکا کریں یا شکار کر کے مانس کھاویں۔ اور اس کا نام "مہا پرشاد" رکھا ہُوا تھا۔

سمت ۱۷۴۶ بکرمی کا ذکر ہے کہ ایک عورت مسمات انوپ کور شری گورو جی پر عاشق ہو گئی۔ اُس نے شری گورو جی کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے بہت کوشش کی۔ یہاں تک کہ ایک دن شری گورو جی کو درشن کرنے کے بہانہ سے اپنے گھر بلا لیا۔ اور اپنی خواہش بد اُن پر ظاہر کر دی۔ مگر جب شری گورو جی نے نہایت غصہ میں آ کر اُس کو منع کیا تو اُس نے چور چور کر کے اُن کو پکڑوانا چاہا۔ اسی وقت اس عورت کا بھائی آ پہنچا شری گورو جی نے اُس کو مارنا شروع کر دیا۔ جو لوگ اس کی مدد کے لئے آئے تھے۔ اُنہوں نے بھی اسی کو چور سمجھ کر مارنا شروع کر دیا۔ اس طرح شری گورو جی وہاں سے بچکر نکل گئے۔ (تاریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۴۲)

سمت ۱۷۴۹ بکرمی میں وساکھی کے میلے کے دنوں میں شری گورو جی نے برہم بھوج کیا اور امتحاناً حکم دیا کہ جو برہمن مانس کھائیگا۔ اُس کو ایک اشرفی بطور دکشنا دیجاویگی اور دوسروں کو صرف دو پیسے دئے جاوینگے۔ یہ سُنکر سب برہمنوں نے مانس کھا لیا صرف پانچ برہمن ایسے بچے جنہوں نے لالچ میں آ کر اپنا دھرم نہ بگاڑا۔ جب دکشنا دینے کا وقت آیا تو شری گورو جی نے مانس اہاری برہمنوں کو لا مذہب ہونے کے جرم میں کچھ بھی نہ دیا اور دوسرے پانچوں برہمنوں کو اپنے پاس ملازم رکھ لیا۔ اور اُن کی بہت سیوا کی +

(تاریخ گورو خالصہ جی ۱۴۴)

باب ۱۱

شری گورو گوبند سنگھ جی کا دیوی پرگٹ کرنا

شری گورو گوبند سنگھ جی نہایت مضبوط دل اور پابند فرض مہاں پُرش تھے۔ ان کی ساری عمر میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی جس نے اُن کی زندگی کو ذرا بھی قابل اعتراض بنا دیا ہو۔

شری گورو جی کے لئے ایک عورت مسمات انوپ کور اپنی خواہش بذاہر کرتی ہے۔ مگر وہ چٹان کی طرح مضبوط دل اپنے دھرم سے انچ بھر بھی پیچھے نہیں ہٹتے یقینی طور پر کل عالم مانتا ہے کہ گیری بالڈی ونپولین وغیرہ مہاپُرشوں سے بڑھ چڑھ کر شری گورو جی کہیں زیادہ پابند فرض اور مضبوط دل تھے۔ اور شاید یہ کہنا بھی غلطی میں داخل نہ ہوگا۔ کہ شری گورو جی نے دنیا بھر میں جسقدر ریولیٹیکل مہاپُرش گذر چکے ہیں۔ ان سب سے زیادہ قربانی کر کے دکھلا دی۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دیوی پرگٹ کرنا شری گورو جی کے عقیدہ کے خلاف تھا۔ اور کیونکہ اُنھوں نے دیوی پرگٹ کی یا پرگٹ کرنے کی کوشش کی۔ اس لئے وہ اپنے دھرم سے گر گئے۔ ہمارے خیال میں یہ ان لوگوں کی غلطی ہے کیونکہ یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ شری گورو گوبند سنگھ جی جیسا مضبوط دل شخص اپنے فرائض کی ادائیگی میں ذرا بھی کوتاہی کرے۔

آؤ! ہم دیکھیں شری گورو جی کا اپنا خیال دیوی پرگٹ کرنے کے لئے کیا تھا؟۔ شری گورو جی کی اپنی مصنفہ کتاب دسم گرنتھ صفحہ ۱۰۳ پر چنڈی چرتر میں دیوی جی کی یوں استوتی لکھی ہے:-

چھند

"نمو جوگ جوالنگ دھری ینگ جوالنگ۔ نمو سنبھ ہنتی کرودرنگ کرالنگ
نمو سرون ویر جا دنی دھوم ہنتی - نمو کالکا روپ جوالا جینتی
نمو امبکا جبھا جوتی ردیا - نمو چنڈ منڈ ادنی کوپ بھویا
نمو سنگھ باہی نمو داڑ گاڑنگ - نمو کھنگ دلنی جھماجھم جھبا ڑنگ
پرکھی پوردلی پرم روپنگ پوترا - پری پوکھنی پار برتھمی گایتری
نمستینگ نمستینگ نمستینگ بھوانی - سدا راکھ لو موہ کرپا کے کرپانی"

ان چھندوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ شری گورو جی کے دل میں چنڈی دیوی کیلئے کسقدر عزت تھی؟

اس کے بعد شری گورو جی نے اس گرنتھ میں چنڈی پاٹھ پڑہنے کے پھل تحریر فرمائے ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

"پڑھے مورکھ یا کو دھنگ پاس باڑھے۔ سنے سوم سونی لہے یدھ گاڑھے
جگے رین جوگی جپے جاپ یا کو - دھرے پرم جوگی لہے سدھتا کو
پڑھے یاہی ودیا رتھی ودیا ہیتنگ - لہے سرو شاسترن کی مورتینگ۔
جپے جوگ سنیاس ویراگ کولی - تسے سرو پنیان کو پن ہوئی۔

دوہا- جو جو تمرے دھیان کو نت م اٹھ دھیا دیں سنت
انت لہنگے مکت پھل پاو ینگے بھگونت"

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس چنڈی پاٹھ کو مورکھ پڑھیگا تو اس کی عقل بہت بڑھ جاویگی۔ اگر کوئی بزدل سنیگا تو جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاویگا اگر جوگی رات کو جاگ کر اس کا جاپ کریگا وہ دھرم پرلپکا ہو جاویگا- اور سدھی

کو پراپت ہوگا۔ اگر کوئی ودیاتھی ودیا کے لئے پڑھیگا۔ تو اُس کو سب شاستر آجاتو
کوئی بھی جوگی سنیاسی ویراگی اس کو جپے اس کو سب ثوابوں کا ثواب حاصل ہوگا
ہے ماتا! جو لوگ تمہارا ہر روز صبح اُٹھ کر دھیان کرینگے۔ آخرکار اُن کی مکتی ہوگی
اور بھگونت پرماتما کو پراپت ہونگے۔

ان چھندوں سے اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ شری گوروجی کے دل میں
چنڈی دیوی کے لئے نہایت شردھا۔ پریم اور بھگتی تھی۔ اس لئے کسی شخص کو شری
گوروجی پر اس کے لئے نقطہ چینی کرنے کا حق نہیں ہے۔ اب ہم دیوی پرگٹ کرنے کا
حال لکھتے ہیں:۔

اوپر ذکر آچکا ہے کہ شری گوروجی نے اپنے پاس وِدوان براہمن امتحان کرنے
کے بعد ملازم رکھے تھے۔ ان براہمنوں سے شری گوروجی نے پوچھا۔ "کیا آپ میں
کوئی شری درگا ماتا کو خوش کر کے پرگٹ کر سکتا ہے؟ سب نے جواب دیا کہ مہاراج
اس کل یگ کے زمانہ میں یہ کام ہونا بہت مشکل ہے۔ البتہ ایک براہمن کاشی
جی میں خاص طور پر درگا دیوی کا اُپاسک کیشوداس نامی ہے۔ اگر وہ آجاوے
تو وہ ضرور اس کام کو سرانجام دے سکیگا*۔

اتفاق یہ ہوا کہ وہی براہمن مسمی کیشوداس خود ہی جوالا مکھی کے درشنوں
کو جاتا ہوا راستہ میں آنندپور شری گوروجی کے باغ میں آٹھہرا۔ معلوم ہونے پر
شری گوروجی نے اپنے پروہت دیارام اور نند چند کو اس کے پاس بھیجا۔ اور اُس کو
نہایت عزت کے ساتھ اپنے پاس بُلایا۔ جب کیشوداس سبھا میں شری گوروجی کے
پاس آیا تو گوروجی نے اس کو نہایت عزت سے نمسکار کیا اور ماتا کی بہت تعریف
کر کے کہا:۔

س؁ شن گر بینا کینہہ ناہیں ۔ جگ مات مجھ بیبہ ہم چاہیں

* دیکھو شری سپرکاش صفحہ ۲۳۸

جس تے پرتیکش ہوئی درس دیئی - ہم ہیر روپ درمانگ لیہی"
(سوریہ پرکاش صفحہ ۱۲۹)

مہاراج! ہم چنڈ کا ماتا پرتیکش کرنی چاہتے ہیں۔ اور اس کے درشن کر کے اس سے ور مانگنا ہے۔ جسقدر سامگری اور جس طریقہ سے وید پاٹھ ہونا چاہئے وہ سب کچھ میں کرنے کو تیار ہوں۔ پنڈت کیشو داس جی نے بہت سمجھایا کہ کل یگ میں یہ کام سرانجام دینا نہایت مشکل امر ہے۔ مگر گورو جی نے اس کی ایک نہ مانی اور کہا کہ خواہ کچھ ہی ہو اور ہمیں خواہ کسقدر مصائب برداشت کرنے پڑیں۔ ہم دیوی ضرور پرگٹ کرینگے۔ ہمیں ماتا پر نہایت اعتقاد ہے۔

جب پنڈت کیشو داس نے دیکھا کہ شری گورو جی کسی طرح بھی ٹالنے سے باز نہیں رہتے اور یہ کہ ان کو کمال شردھا اور اعتقاد دیوی پر ہے تو اس نے کہا۔

"مہاراج! کل یگ میں یہ مشکل کام ہے۔ کم از کم ایک لاکھ آہوتی دینی ہوگی۔ اور دھن کی زیادہ ضرورت ہوگی" شری گورو جی نے سب کچھ منظور کیا۔

پھر دوسرے روز شری گورو جی نے پنڈت کو بلا کر سامگری لکھانے کے لئے حکم دیا۔

"بیٹھیو نکٹ وِپر ور گور کے - اُچرے تبے منوہ اُر کے
دِج جی سوچ لکھاوے ساری - ہون کرن کی آہُت واری
بانچھت چت کیتا ہی تے دونی - کیشو ستت نے ہووے نہ اُونی
تُمرنے ساتھ کبھو کبھی ناہیں - کوشن اُتو کے دِلس اگور یاہیں
کیشو داس دِچاری ستبے - چِتک پرمان آہُتی سبے
رتن انوسار دھرت جل تلے - تنڈل میوہ کھنڈ سو ملے
پستہ گری بادام سُپاری - کھارک کھوپا داکھ سمر چاری
دھوپ ڈھکھا اون کے ہت گھنی - امک سُگندھ چیندن سنی

سیئے پرت لگاپ سکیرے - اپر کند دھو گھنا پگھیرے
سب تن کے پرمان لکھ کر کے - دینے و پردو کرست گوڑ کے
(دیکھو سورج پرکاش صفحہ ۴۳۸)

شری گوروجی کے پاس بیٹھ کر پنڈت نے سب قسم کی مندرجہ بالا خوشبودار اشیاء لکھیہ کر لئے لکھوا دیں - اور یہ بھی کہا کہ

"دو وید وکت شاستر وکت سار - میں سب کسوچ دھر لیو بچار۔"

یعنی میں نے وید شاستروں کے مطابق سب سامگری آپ کی سیوا میں عرض کر دی ہے اب کوشش کرنی آپ کے اختیار ہے کیونکہ میں نے تو صرف منتر ہی پڑھنے ہیں۔ آپ ایکا جنت چت کر دھیان لگا دیں اور اس عرصہ میں پورے طریقہ سے پرہیز رکھیں۔

اس کا جواب شری گوروجی نے دیا کہ آپ اپنے کام کو بخوبی انجام دیں میں اپنا فرض بہت اچھی طرح ادا کر دونگا - شری گوروجی نے خرچ کے لئے دو لاکھ روپیہ منظور فرمایا اور پوچھا کہ پنڈت جی اب دیوی کے پرگٹ ہونے میں کسی چیز کی کمی تو نہیں ہے - اگر ہو تو یاد فرما لیں - پنڈت جی نے کہا لیں گوروجی اب ضرور بھگوتی پرگٹ ہوگی

پنڈت جی نے گورو مہاراج کی اس طرح تعریف کی - سو

"دھن گورو کلی کال منجھارا - دیوارا دھن اُدّم دھارا۔
ترک تیج چھپے مہند اپارن - کر ہو کہ تی ایکا سکے کارن
ام گیے پنترا پیر تیکا را - بھلو بھئو رت پیر ہی چارا
ماس ماو ھو پورن انتی - تیکھ ھمشتر نا منھ بھانی
ہے گورو وار گورو سم جانو - پرتھم آرمبھ تیس دن ٹھانو"
(دیکھو سورج پرکاش صفحہ ۴۴۰)

ارتھ - ہے گوروجی آپ دھن ہو جو پر اُپکار کے لئے یگیہ شروع کرنے لگے ہو جس

جس سے ہندو دھرم کا عروج ہوگا اور ترکوں کا زوال ہوگا۔ یہ کہ کر جیوتش کا پترا نکالکر پکش نکشتر تتھی اور گورو وار کا مہورت نکالا۔ گورو وار پشیہ نکشتر کو ہون کرنا شروع کیا جاویگا۔

یکم چیت سمت ۱۷۵۵ بکرمی بیں نینا دیوی کے مندر پر جو کہ شہر آنند پور سے سات کوس دور پر ایک پہاڑ پر واقع ہے جاکر کام شروع کر دیا گیا۔ مندر کے سامنے نہایت فراخ ہون کنڈ بنایا گیا۔ پنڈت کیشو داس نے ہون کرنا شروع کیا۔ پنڈت کالی داس جی کو آچاریہ اور کاشی کے پنڈت دیودت شاستری کو برہما مقرر کیا گیا۔ دیگر تمام پنڈت اگ چنڈی پاٹھ کرنے لگے۔ بہت سے درگا منتر کا جپ کرنے لگے۔ پانچسو براہمنوں کی بھاری تعداد کا ہر روز نینا دیوی پر شرم چھنے لگا۔ شری گورو جی نے بھائی گوربخش رائے۔ صاحب چند۔ دیپ چند۔ لعل چند اور کرپال چند وغیرہ اپنے مصاحبوں کی معرفت وہاں پر ہر قسم کا ضروری انتظام کروادیا۔ ہون جپ وغیرہ سب کام شروع ہو گئے۔ ہزاروں لوگ ہر روز درشن کرنے جانے آنے لگے۔ بجا تاغانی یا تھنہ جانا اسی طرح ایک سال تک یگیہ جاری رہا۔

وہ شری گورو جی خود ہون میں سامگری پنڈت کیشو داس کے حکم کے مطابق ڈالتے رہے۔ اس اثنا میں گورو جی تھوڑا کھاتے اور کم بولتے تھے۔"

(سورج پرکاش صفحہ ۲۸۲)

بڑے بڑے منصب لوگ جی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ شری گورو جی نے دیوی پرگٹ کرنے کے لئے کوشش کی۔ تقریباً تمام پرانی تواریخوں میں یہی لکھا ہے۔ مگر اس زمانہ کے کسی کسی مصنف نے یا تو اس بات کو چھپانے کی کوشش کی ہے یا اس کو اپنے پشت پر کسی اور ہی رنگ میں دکھایا ہے : دیوی پرگٹ ہوئی یا نہ ہوئی اس پر آگے چلکر وچار کیا جاویگا مگر کسی تواریخ دان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی مہاپرش کے جیون

میں ہے کسی بات کو جو اُس کے اپنے خیال کے مطابق نہ ہو نکال دے یا اُلٹ پلٹ کر دے* ہم نے جو کچھ بھی اس مضمون پر لکھا ہے وہ پورانی تواریخی کتب اور شری گوروجی کے اپنے مصنفہ دسم گرنتھ کی بناء پر لکھا ہے۔ اب ہم ناظرین کو یہ بتلانے کی غرض سے کہ کس طرح آجکل عوام کی آنکھوں میں مٹی ڈالنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے۔ دو چار کتب کا مختصر سا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) اتہاس گورو خالصہ کے مصنف نے ۳۸ ویں ادھیائے میں اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ پنڈت کالیداس نے بھری سبھا میں بغیر پوچھے ہی شری گوروجی سے کہا کہ گوروجی جتنے بھیم ارجن وغیرہ بہادران ہو گذرے ہیں۔ سب کے سب کسی نہ کسی دیوتا سے ور حاصل کر کے طاقت ور بنے ہیں۔ ایسا کوئی بھی اس دنیا میں بہادر نہیں ہوا کہ جسکو کسی نہ کسی دیوتا کا اشٹ نہ ہو۔ کیونکہ خاص بڑی طاقت کسی شخص میں سوائے کسی دیوتا کے مہربانی کے کبھی نہیں آ سکتی۔ وغیرہ وغیرہ۔ پنڈت کی خود غرضانہ اور مکارانہ باتوں کو سنکر شری گوروجی کسی قدر مسکرائے (دیکھو صفحہ ۲۵۰) پھر اسی باب میں آگے چلکر لکھا ہے پنڈت کی باتوں کو سنکر شری گوروجی تھوڑی دیر کے لئے شانتی کے ساتھ سوچنے لگے وقت نازک ہے اور زبردست دشمن کا مقابلہ بھی ضرور کرنا پڑیگا۔ کیونکہ مقابلہ کئے بغیر ہندوؤں کی حفاظت ہونی مشکل امر ہے۔ شری گورونانک وغیرہ مہاپرشوں کے ست اپدیشوں کا اگرچہ تمام پنجاب معتقد بن چکا ہے۔ زمانہ حال میں ان کے نام پر اکٹھے ہو کر ہندو پرجا کا کسی بھی ایک دھرم کاریہ کو کر ڈالنا کچھ باعث تعجب نہیں ہے تاہم साधकस्य [illegible] फलम् کے قول کے مطابق اگر کوئی اور بھی ڈھنگ چلایا جاوے تو ناواجب نہیں ہے۔ اگرچہ شری گورونانک جی کے سدھانت کے مطابق ماسوائے پرماتما کے کسی دوسرے دیوی دیوتا کی اپاسنا کرنا اچھا نہیں ہے تاہم اس زمانہ میں مختلف خود غرضوں کے کئی قسم کے اپدیشوں سے عوام کے دل میں من مانے دیوتا چکر لگا رہے

* میرا خود دیوی پر اعتقاد نہیں ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ مجھے تواریخ میں غلط بیانی کرنے کا حق حاصل نہیں ہے اس لئے جو کچھ تواریخوں میں درج ہے وہی میں نے لکھا ہے۔ مولف

ہیں۔ جنکا نکالنا سوائے پرماتما کے اور کسی کی طاقت میں نہیں ہے۔ جو لوگ شری گورو نانک دیو جی کے گورمت سدھانت پر تن من سے نچھاور ہیں۔ اُن کی نسبت تو میرے پیرو بننے میں ذرا بھی شک نہیں۔ مگر جن سادہ لوح لوگوں کو خود غرضوں نے عجیب غریب من گھڑت کہانیاں سُنا سُنا کر اپنا مُرید بنا رکھا ہے۔ ان لوگوں کا وقت پر میرا ساتھ دینا مشکل ہے۔ اس لئے اپنا وقت نکالنے اور انکو اپنا پیرو بنانے کے لئے کوئی چال چلنی ضروری ہے۔ یہ خیال کر کے شری گورو جی نے پنڈت جی سے کہا کہ پنڈت جی آپکا مطلب کیا ہے؟ آپ صاف طور پر بیان کریں۔ پنڈت نے کہا۔ گورو جی! میری رائے ہے۔ کہ اگر آپ دشمنان پر فتح حاصل کرنی چاہتے ہیں تو سب سے پہلے بھگوتی کو سدھ کر کے اس سے ضرور ور حاصل کیجئے۔ بھگوتی کے ور دینے سے آپ کے سب کام سدھ ہو جاوینگے۔ آگے لکھا ہے کہ گورو جی نے یہ رچ کر چال چلی۔

ناظرین! آپ نے سمجھ لیا ہوگا کس طرح سچائی کو اُلٹ پلٹ کر کے رکھنے اور برہمنوں کو خود غرض ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔ اگر شری گورو جی کو دیوی پرگٹ کرنے کے لئے شردھا بھگتی اور اعتقاد نہ ہوتا تو وہ کیوں دسم گرنتھ میں دیوی کی اس طرح تعریف کرتے۔ جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ اگر اس مصنف کی بات کو (جو کہ کسی بنا پر نہیں لکھی گئی) درست مان لیا جاوے تو شری گورو جی کی زندگی پر بدنما دھبہ لگتا ہے

افسوس اس مصنف نے خود غرضی کے گڑھے میں گر کر شری گورو جی جیسے مہان پُرش کو مکار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ مہان آتما جو اورنگ زیب جیسے ظالم۔ بے رحم اور پاپی سے نہ دب سکا۔ جس نے اپنے سارے آرام جاتی کے لئے قربان کر دئے۔ جس نے ماتا۔ پتا۔ استری اور بچے دیش پر قربان کر دئے۔ جس نے پہاڑی راجگان کو جنہوں نے ان کو بلا قصور مصائب میں پھنسایا تھا بغیر سزا دینے کے معاف کر دیا۔ جو اگر چاہتا تو قومی نمک حراموں کی طرح جاگیریں سمبھال کر بیٹھ جاتا۔ ایسے مہان پُرش کیلئے

یہ کہنا کہ اس نے دیوی پر اعتقاد نہ رکھتے ہوئے مکاری سے دیوی پرگٹ کی یعنی ہندو قوم کے سامنے دھوکا بازی کی کیسی ناانصافی ہے؟[1] تاہم دیوی پرگٹ کرنے کی کوشش کرنے کو اس نے بھی تسلیم کیا ہے۔

(۲) تواریخ گورو خالصہ زبان اردو کا مصنف لکھتا ہے[2] کہ "وہ پنڈت کالپی اس نے شری گورو جی کو اپنے داؤ میں پھنسا کر لوٹنا چاہا[3]۔ اور ایک دن کہنے لگا کہ اگر آپ اپنے والد صاحب کا بدلہ لینا چاہتے ہیں تو پہلے دیوی کی اُپاسنا کر کے اس سے ور مانگئے۔ گورو گوبند سنگھ صاحب کب اس برہمن کے پھندے میں پھنس کر دیوی وغیرہ کو مان سکتے تھے۔ مگر چونکہ وہ نہایت دانا اور پولیٹیکل شخص تھے۔ اس لئے انہوں نے اس وقت عوام کے ہم خیال بن جانا مناسب خیال کیا۔" اس مصنف نے بھی یہ تو تسلیم کیا ہے کہ شری گورو جی نے دیوی پرگٹ کرنے کی کوشش ضرور کی۔ مگر اس کے خیال میں یہ ان کی پولیٹیکل چال تھی۔ ہمارے خیال میں تو انکی دیوی کے لئے شردھا تھی جیسا کہ ہم اوپر گورو جی کے اپنے الفاظ میں ثابت کر چکے ہیں۔ اور اگر یہ انکی پولیٹیکل چال تھی تو اس کتاب کے مصنف کو کسی کتاب کا حوالہ پیش کرنا چاہئے تھا۔

(۳) اسی مضمون پر سوانح عمری گورو گوبند سنگھ جی کے آریہ مصنف نے بھی یہ گورو جی کی پولیٹیکل چال ہوتی بیان کی ہے۔ مگر انہوں نے بھی اپنی تائید میں کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ گویا کہ شری گورو جی کے دیوی پرگٹ کرنے کی کوشش کرنے کو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں*

---

[1] اس کتاب کا مصنف ایک سکھ کہا جاتا ہے اگر کوئی اور شخص اس طرح لکھتا تو بھی افسوس ہوتا۔

[2] دیکھو صفحہ ۱۴۵ اس کتاب کے مصنف بھی ایک سکھ مہاشہ ہیں۔

[3] پنڈت جی نے لوٹنا چاہا یا خود گورو جی کو دیوی کے لئے کمال شردھا تھی۔ اس کا پتہ چنڈی کا پاٹھ پڑھنے سے بخوبی لگتا ہے۔ جو کہ شری گورو جی نے خود تصنیف کیا ہے۔ ہم نے بھی اس میں کچھ تھوڑا سا اس کتاب کے صفحہ پر لکھ دیا ہے۔ دیکھو اس میں شری گورو جی نے دیوی کی کتنی ستُتی کی ہے۔

ہم اس مضمون پر اور زیادہ بحث کرنا مناسب نہیں سمجھتے ۔ کیونکہ تمام تواریخوں میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ شری گورو جی نے دیوی پرگٹ کرنے کی کوشش ضرور کی ۔ پرانی تواریخوں میں تو کسی کا اختلاف نہیں ۔ نئی دو چار تواریخوں میں کچھ اختلاف ضرور ہے مگر وہ بھی اصلیت سے انکار نہیں کرتے ۔ کوئی پولیٹیکل چال بتاتا ہے کوئی لکھتا ہے کہ گورو جی نے امتحاناً ایسا کیا ۔ کوئی کہتا ہے کہ گورو جی نے براہمنوں کا لالچ دیکھنے کی غرض سے ایسا کیا ۔ مگر یہ تو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دیوی پرگٹ کرنے کا کام ضرور شروع کیا گیا ۔

دیوی کا ظاہر ہونا اور شری گورو جی کا اس سے ور مانگنا

دیوی پرگٹ کرنے کی غرض سے برہمنوں کو بلا کر یگیہ وغیرہ کرنے کے متعلق تو سب تواریخوں کی ایک ہی رائے ہے مگر اس سے آگے چل کر اس کے متعلق ۔ کہ دیوی پرگٹ ہوئی یا نہ ہوئی بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے ۔ کسی نے لکھا ہے کہ جب بہت دن تک ہون ہوتا رہا اور دیوی پرگٹ نہ ہوئی ۔ جیسا کہ براہمنوں کا اعتقاد تھا ۔ تو براہمنوں نے شری گورو جی کو کہا کہ "وہ جب تک کسی مہا پُرش کو دیوی پر قربان نہ کیا جاویگا دیوی پرگٹ نہ ہو سکیگی" یہ سنکر شری گورو جی نے براہمنوں کو کہا کہ "وہ آپ سے زیادہ مہاتما اور کہاں سے مل سکیگا ۔ اس لیے مناسب ہے کہ کسی پنڈت ہی کو دیوتا کی نذر کر دیا جاوے" یہ سنکر پنڈت لوگ وہاں سے (کوئی لکھتا ہے بنباس کرنے کے) بہانہ سے اسجگہ سے فرار ہو گئے ۔ اور یگیہ یونہی کا یونہی ہی پڑا رہا ۔

کوئی لکھتا ہے کہ جب ہون ہو رہا تھا تو ایک کالی آندھی ظاہر ہوئی ۔ جسکو دیوی کے آنے کا نشان سمجھا گیا ۔ جس پر پنڈتوں نے شری گورو جی کو کہا کہ ۔ اب آپ اپنی یا اپنے کسی دوست کی قربانی دیں تو دیوی پرگٹ ہوتی ہے ۔ شری گورو جی نے جواب دیا کہ میں نے

ابھی اس دنیا میں بہت کام کرنا ہے - اس لئے ۲۵ مُریدان سر دینے کے لئے تیار ہو گئے
اُن میں سے ایک دیوی کی نذر کر دیا گیا - ” تواریخ گورو خالصہ کا مصنف صفحہ ۲۵۵ پر لکھتا ہے
کہ ” جب براہمن لوگ فرار ہو گئے تو شری گورو جی نے کل ہون - سامگری یکدم ہون کنڈ میں
ڈلوادی یکدم کل سامگری کے ڈالنے سے آگ کے شعلے اس زور سے بھڑک اٹھے کہ چاروں
طرف کوسوں تک دکھائی دیتے - عوام بھی دور دور گراموں میں کھڑے اُس دن ٹکٹکی لگا کر دیکھ
رہے تھے - کہ آج دیوی کے پرسن ہونے کا دن ہے - آگ کے شعلے نہایت اونچے بھڑکنے کی
وجہ سے سب کو دکھائی دیتے - تو سب نے یقین کر لیا کہ اب دیوی پرگٹ ہو گئی ہے - اس کے
بعد شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج اندر سے ہاتھ میں ننگی تلوار کھینچے ہوئے چلے آئے جس نے
دریافت کیا آپ نے تلوار دکھلا کر کہا کہ یہ بھگوتی پرگٹ ہوئی ہے - بے سمجھ لوگوں نے
سمجھا کہ بھگوتی پرگٹ ہو گئی ہے اور یہ تلوار بھگوتی نے شری گورو جی کو جنگ کرنے کیلئے دی
ہے - اور دانا لوگ تو دھرم کو سمجھتے ہی تھے“ چنانچہ اسی مصنف نے لکھا ہے کہ یہ سب
اوپر کا خیال نئے خیالات کے لوگوں کے خیال کے مطابق لکھا گیا ہے - مگر پرانے خیالات کے
سکھوں کا سدھانت تو یہ ہے کہ شری گورو جی نے درحقیقت بھگوتی کو پرگٹ کیا - اور اس
سے جنگ کرنے کے لئے تلوار بھی حاصل کی - دونوں کے خیالات کسی بنا پر منحصر ہیں - اگر
شری گورو جی کے تحریروں کی طرف خیال کیا جاوے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مہا پرش
سوائے سرو شکتیمان پرماتما کے کسی دیوی دیوتا کو ماننے والے نہ تھے* - اور اگر
اس زمانہ کی پرانی تواریخوں کی طرف دیکھا جاوے تو ایسا کوئی بھی اتہاس
نہ ہوگا کہ جس میں شری گورو جی کا بھگوتی پرگٹ کرنا لکھا ہو -

---

* اگر شری گورو جی کی تحریروں کو دیکھا جاوے تو ثابت ہوتا ہے کہ اُن کی دیوی پر کیا
شردھا تھی جیسا کہ انہوں نے چنڈی چرتر میں خود دیوی کی استُتی کی ہے ٭

اس میں وزن دار بات کونسی ہے۔ اس بات کو دانا لوگ تو سمجھ سکتے ہیں۔ مگر اس زمانہ میں اس مضمون پر دو قسم کے خیالات رکھنے والے سکھوں کے دو فرقے ضرور مشہور ہیں۔ کچھ بھی ہو شری گورو جی کی دیوی پرگٹ کرنے کی چرچا تمام ملک اندر گھر گھر میں پھیل گئی بعد ازاں شری گورو جی نے بڑی بھاری تعداد میں برہمنوں کو بھوجن کروایا۔ اور غربا میں تقسیم کیا۔ اس کے بعد نقدی اور پارچات وغیرہ دیگر اشیا بھی ہر ایک کو حیثیت کے مطابق دکھشنا دیکر سب کو خوش کر کے روانہ کیا۔*

کوئی لکھتا ہے کہ شری گورو جی نے دیوی پرگٹ کرنے کا خیال جنگ کے لئے فوج اکٹھی کرنے کی غرض سے کیا ہوگا کہ دیوی کے اپاسک لوگ گورو جی سے ملکر جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہو جاویں۔ اور یہ کہ گورو جی نے جلد جل کر بھڑک اٹھنے والی اشیاء آگ میں یکدم ڈالکر آگ کو خوب بھڑکایا ہوگا۔ اور دور دراز کے لوگوں کو آگ کے شعلے دکھا کر یقین دلایا ہوگا کہ چونکہ انہوں نے دیوی پرگٹ کر لی ہے۔ اس لئے وہ ضرور جنگ میں کامیاب ہونگے۔ تاکہ لوگ ان کے ساتھ جنگ کرنے میں ساتھی بن جاویں۔

اس طرح کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ سب پورانی کتب تواریخوں میں دیوی کا صاف پرگٹ ہونا درج ہے۔ اس لئے ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم اس کے پرگٹ ہونے میں شک و شبہ کو دخل دیں۔ التماس گورو خالصہ کے ایک سکھ مصنف نے سچ لکھا ہے کہ

* اس کتاب کے مصنف سے دریافت کرنا چاہئے کہ اگر گورو جی کی دیوی پر شردھا نہ تھی۔ اور برہمن لوگ درحقیقت شری گورو جی سے اپنا پیچھا چھڑا کر بھاگ گئے تھے۔ تو پھر گورو جی نے برہمنوں کو بھوجن کس طرح کروایا۔ وہ تو فرار ہو چکے تھے۔ ان کی فراری کی وجہ سے شری گورو جی کو ان پر غصہ بھی ضرور آیا ہوگا۔ اور اگر دیوی پرگٹ نہ ہوئی ہو۔ تو برہمنوں نے کیوں اتنی خوشی منائی اور ایسے دھوکہ باز برہمنوں کو بھوجن اور پارچات کیوں دئے۔

نوٹ۔ ان ہندوؤں میں اس زمانہ میں یقین کیا جاتا تھا کہ جو شخص دیوی کو پرگٹ کر لے۔ اس میں طاقت آجاتی ہے۔ اور اس کو دشمن کبھی نہیں جیت سکتا۔

"اگر اس زمانہ کی پورانی تواریخوں کو دیکھا جاوے تو کوئی ایسی پورانی تواریخ نہ ہوگی جس میں شری گورو جی کا بھگوتی پرگٹ کرنا نہ لکھا ہو"

یہ سچ ہے کہ شری گورو جی مورتی پوجا کے سخت مخالف تھے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ اُن کو بھگوتی دیوی کے لئے نہایت اعتقاد تھا۔ اور انہوں نے دیوی کو پرگٹ بھی کر لیا اور اس سے ور بھی مانگا۔ شری گورو جی کی اپنی تصنیف چنڈی چرتر میں بھی گورو جی کا دیوی کے پرگٹ ہونے پر اس سے ور مانگنا بھی لکھا ہے۔ کہ

سویہ

دیہہ شِوا ور موہے اِہے شبھ کرمن تے کبہوں نہ ٹرو
نہ ڈروں ار سو جب جائی لڑو۔ نشچے کر اپنی جیت کرو
ار سکھ ہوں آپنے ہی من کو ایہہ لالچ ہؤ گن تو اُچرو۔
جب آو کی ادھ ندان بنے اَت ہی رن میں تب جوجھ مرو+

(چنڈی چرتر دسم گرنتھ)

ارتھ۔ ہے ماتا! شِوا کے معنی دیوی ہوتا ہے کیونکہ چنڈی چرتر میں ایسا کہا گیا ہے شِوا استری ننگ۔ شبد ہے! مجھے یہ ور دیجئے کہ میں شبھ کاموں سے کبھی پیچھے نہ ہٹوں اور یقیناً اُن پر فتح حاصل کروں۔ میں آپ کا سکھ ہوں۔ مجھے اور کوئی لوبھ لالچ نہ ہو۔ صرف آپ ہی کی تعریف کرتا رہوں۔ ہے ماتا! جب میری زندگی کے آخری ایام آویں تو میدان جنگ میں لڑتا ہوا اور دشمنان کو قتل کرتا ہوا جان دوں!

یہ ور ہے جو کہ شری گورو جی مہاراج نے اپنی تصنیف میں دیوی سے مانگنا لکھا ہے۔ اب ہم پورانی تواریخی کتاب سورج پرکاش کی بنا پر لکھکر اس باب کو ختم کرتے ہیں۔ سورج پرکاش صفحہ ۲۴۵ پر لکھا ہے کہ "گورو جی کو دیوی نے سپنے میں درشن دیکر کہا کہ اے بیٹا! تم ہون کرنے جاؤ۔ میں ضرور پرگٹ ہونگی۔ تمہارے سب کام سدھ ہونگے"

+ یہ بات تواریخوں سے ثابت ہوئی ہے۔

صبح اُٹھکر شری گوروجی نے اپنا یہ خواب پنڈت جی کو کہہ سنایا۔ جسے سنکر پنڈت جی نہایت خوش ہوئے اور بولے وہ آپ تیار رہئے دیوی آجکل ہی پرگٹ ہوگی"۔
اس کے بعد ہون کرتے کرتے ماتا کے ظاہر ہونے کا وقت نزدیک آگیا تو پنڈت کیشوداس کچھ چنڈکا کے خوف سے اپنی جان خطرہ میں سمجھکر گوروجی سے بولے کہ اب دیوی پرگٹ کرنے کا وقت آگیا ہے۔ کیونکہ بہت سے بھونچال آرہے ہیں۔ اس لئے میں نیچے جاتا ہوں۔ آپ خود ہی آہوتی ڈالیں اور تلوار تیار رکھیں۔ یہ کہہ کر کچھ خوف زدہ ہوکر وہ نیچے چلے گئے۔ بعدازاں بہت سے بھونچال آئے۔ بادل چڑھ آئے۔ بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجنے لگے۔ درخت ٹوٹ گئے۔ دریا چڑھ گئے۔ اور کئی قسم کی ڈراؤنی آوازیں آنی شروع ہوگئیں۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۹ پر لکھا ہے۔ کہ سے

پرگٹی اجگر اتی سب گن کھانی جن برتانی بھجوز پرپھا
کیا شور پر اندرے بین منندرے پیکھ ورگ مندرے ولوسجا
کیا باوکراتے نرتا بھاسے کماپر کاسے ہے سن منا
کہیں درناف ہر بیجاں کنتھ ہریں اوگن بھرے برتج منا
جگ چرن بلاسا نکھن کرالا جنگھ تبالا تور جیاں
کرمے الیلا باندان مالا دِھکھد بھجے ہالا اُودر تیا

دوہا { بھیم کبیکھ پے بھجے ہرا گیرتے ۔ رب آئے
بہ تروہ نیح آدچ کہ سنا ئے ۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ سب گنوں (اوصاف) کی کان۔ ور کے دینے والی بڑی تیجوان۔ جسکا مستک چمک رہا ہے۔ جوکہ سیاہ رنگ کی ہے۔ جس کی ٹانگیں بڑی بڑی لمبی بھویں چڑھے ہوئے سُرخ جسکی آنکھیں ہیں۔ آگ کے مانند روشن بجلی جیسی چمکدار

ہاتھی کی مانند جس کے بانہہ ہیں دیر و غیرہ اوصاف والی جگت ماتا پرگٹ ہو کر بہت سے گنیوں (ایسے لوگ جن میں بہت سے اوصاف ہوں) کے ہمراہ ناچتی ہوئی یگیہ شالا کے پاس آکر کھڑی ہو کر بولی "ور مانگو"

شری گورو جی مہاراج ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور دیوی جی کی ستتی کرنے لگے ستتی کرنے کے بعد گورو جی نے دیوی سے ور مانگا - دیوی نے خوش ہو کر گورو جی کو ور دیا اور کہا "اے پتر! میں تم کو پنتھ چلانے کا حکم دیتی ہوں۔ چونکہ پہلی دفعہ تم میرا تیج برداشت نہ کر سکے - اس لئے تمہارا پنتھ تمہاری زندگی میں بہت نہ بڑھیگا - البتہ تمہاری زندگی کے چالیس سال بعد ترکوں کا ناس ہوگا اور تمہارا پنتھ بہت بڑھ جاویگا - پھر دیوی نے اپنے ہاتھ سے شری گورو جی کو ایک کرد* دی - اور حکم دیا کہ پانی میں میٹھا ملا کر اسمیں کرد کو پھیر دیہ پانی اپنے جس مرید کو پلاؤ گے وہ بہادر بن جاویگا - اور دشمن اُس کے سامنے سے مڑ کر بھاگ جاوینگے - پھر دیوی نے شری گورو جی سے اپنا نذرانہ طلب کیا - شری گورو جی نے اسی کرد کے ساتھ اپنے ہاتھ سے خون نکالکر ماتا کی نذر کیا جسکو ماتا لیکر نہایت خوش ہوئی اس کے بعد گورو جی نے ماتا کو آن یعنی اناج نذر کیا - پھر ماتا و دیگر انتردھیان ہو گئی یعنی غائب ہو گئی - جب ماتا و دیگر غائب ہو گئی تو لونکڑے یعنی ہنومان جی نے کہا "یہ لو میرا کچھیرا اس کو سارے پنتھ میں تقسیم کر دو - یہ کچھیرا جنگ کے موقعہ کے لئے میں نے تم کو دیا ہے اس کے پہرنے سے سپاہی کا تیج بڑھ جاتا ہے - میں تم کو جنگ کے موقعہ پر مدد دیا کرونگا - یہ کہہ کر ہنومان جی بھی غائب ہو گئے +

(دیکھو سورج پرکاش صفحہ ۲۵۰)

جب دیوی پرگٹ ہو گئی اور گورو جی نے اس سے ور حاصل کر لیا - تو شری گورو جی پہاڑ سے نیچے ہاتھ میں ننگی تلوار جو کہ ان کو دیوی سے ور میں حاصل ہوئی تھی لیکر آئے - جہاں

* یخ کرتے ست گور کو دیئی - تاں نے کرد نام پڑ گئی - (سورج پرکاش صفحہ ۲۵۰) یعنی کیونکہ دیوی نے اپنے ہاتھ سے کرد دی تھی اسلئے اسکا نام کرد پڑ گیا - کر کے معنی ہاتھ ہیں - اس لئے کر دیتی سے کرد لفظ بنا

بڑے بڑے بہادر لوگ آپ کی پیش قدمی کے لئے ہتھیار سجا کر بیٹھے انتظار کر رہے تھے جب شری گورو جی کے تیج کے خوف سے کسی کو آگے آنے کا حوصلہ نہ ہوا تو پنڈت کیشوداس جی نے آگے بڑھ کر کہا۔ ”دھنیہ ہو گورو جی آپ دھنیہ ہیں۔ جن کو اس کل یگ میں دیوی پرگٹ ہوئی ہے۔ اب آنند پور میں چلکر براہمنوں اور غربا کو دان دیجئے۔“

اس کے بعد شری گورو جی نہایت خوشی کے ساتھ آنند پور میں تشریف لائے وہاں پہنچکر ایک بڑا بھاری یگیہ کیا گیا۔ براہمنوں اور سادھوؤں کو کھانا کھلایا گیا۔ اور پنڈت کیشوداس جی کو بھی دکشنا دی گئی۔ جس پر پنڈت کیشوداس جی نے شری گورو جی کو آشیرباد دیا۔

باب بارھواں ۱۲

جسوقت شری گورو تیغ بہادر جی نے قوم کی خاطر اپنی زندگی قربان کردی تھی۔ اُسوقت شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی عمر صرف ۹ سال کی تھی۔ اورنگ زیب جیسے بے رحم اور ظالم کے زمانہ میں ایک اس قدر چھوٹے سے بچے کے دل میں دیش سیوا کا پاک اعلےٰ اور چٹان کی طرح مضبوط جذبہ پیدا ہونا کوئی حیرانی کی بات نہیں۔ بابر نے بارہ سال کی عمر میں پدرانہ ورثہ کی خاطر تلوار اُٹھائی تھی۔ اکبر نے بھی تقریباً اسی عمر میں اپنی طاقت کا اظہار کیا تھا شری گورو ہری کرشن جی نے آٹھ سال کی عمر میں دیش ہت میں بلیدان دیا تھا۔

شری گورو گوبند سنگھ جی کے پاس اسوقت کیا تھا؟ دعا تھے دریاؤں پرماتما پر پورا بھروسہ اور والد کے بلا قصور مارے جانے پر نہایت غصہ۔ ہاں ایک اور چیز اس بالک کے پاس تھی جو اس کو مایوسی کی حالت میں امید دلاتی تھی۔ وہ چیز دیش سیوا کا پوتر جذبہ تھا۔

گورو گوبند سنگھ کو پورا یقین تھا کہ وہ جب اس جذبہ کو ملک بھر میں چاروں طرف

پھیلا دیگا تو ضروری ہے کہ شیر مرد ہندی نوجوانوں کو پتہ لگ جاوے کہ دراصل وہ گیدڑ
بنے ہیں۔ اس زمانہ میں ایک طرف تو اورنگ زیب جیسے ظالم بادشاہ کی حکومت
چاروں طرف ہندوستان بھر میں پھیلی ہوئی تھی۔ دوسری طرف بالک گوبند سنگھ کے
پاس جنگ کے لئے کوئی بھی سامان نہ تھا۔ گدی کے لئے بھی رشتہ داروں نے جھگڑا
ڈالا ہوا تھا۔ والد کا سایہ بھی سر پر سے اٹھ چکا تھا۔ بادشاہ کی طرف سے گوروجی کے
مریدان کو نہایت تکالیف دی جاتی تھیں۔ کچھ تھوڑے سے مرید لوگ وہ بھی غریبی کی حالت
میں گوروجی کے پاس ضرور تھے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہی غریب مریدان {کیونکہ یہ فیصلہ شدہ
امر ہے کہ "قوم جھونپڑوں میں بستی ہے"} سب کچھ تھے۔ ہزارہا دولت مند لوگوں
سے ایک ابھی غریب شخص اچھا ہوتا ہے۔ جس کے دل میں پرماتما نے دیش کے لئے محبت
پیدا کر دی ہو۔ ایسے مشکل وقت میں دولتمند لوگوں کو تو اپنی دولت کا لالچ تنگ
کرتا ہے۔ اور وہ قوم پرستوں کے دشمن بن جایا کرتے ہیں۔ بس یہی کچھ اس بچے کے پاس
تھا جبکہ اس نے کام شروع کیا۔ ادھر دیش کی یہ حالت تھی کہ آپس کی پھوٹ نے
دیش بھر کو ویران کر دیا تھا۔ پرماتما کی بجائے مورتی پوجا میں لگے ہوئے تھے۔ کمزور
اور بزدل بنے ہوئے تھے۔ ایک راجا مارا جا رہا ہے۔ دوسرا اس کی مدد کرنے کا
دم نہ بھرتا تھا۔ اسی لئے دشمنان نے سب کو ایک ایک کر کے چن لیا تھا۔ پولیٹکس
تو کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ ہاں مذہب مذہب کا بہت شور تھا۔ اور مذہب بھی
مورتیوں میں آ کر ختم ہو جاتا تھا۔ دشمنوں کے آگے بھیڑوں کی طرح بھاگتے قید
ہو کر کٹتے۔ مگر اتنی عقل نہ تھی کہ جب موت لازمی ہی ہے۔ تو مردوں کی طرح کیوں نہ
مریں؟ آج ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ میں اگر کال پڑ جاوے اور وہاں کے باشندگان
کو اگر یقین ہو جاوے کہ کال کی وجہ سے ان کی موت ہو جانی لازمی ہے۔ تو وہ امیروں
کو لوٹتے اور مارتے ہیں۔ اور اپنی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ

امیروں کا کوئی حق نہیں کہ سب دولت اپنے پاس سنبھال لیں اور دوسروں کو بھوکوں ماریں۔ مگر یہ ہندوستان تھا۔ جہاں لوگ ایسے مشکل وقت میں بھی جبکہ اُن کو یقین تھا کہ دشمن اُنکو ضرور مارڈالیگا مردوں کی طرح سامنے آکر جان دینا اور لینا نہ جانتے تھے۔ اُس وقت شری گورو گوبند سنگھ جی دیش بھگتی کے جذبہ کو پھیلانے کی غرض سے ایک پہاڑی پر جا رہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ وہاں پر بیس سال تک مقیم رہے اس عرصہ میں شری گوروجی نے عربی۔ فارسی اور سنسکرت بھاشہ کا بہت مطالعہ کیا۔ اور اپنی طاقت کو آہستہ آہستہ خوب بڑھایا۔ ان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھکر حاسد پہاڑی راجوں نے بھی ان کو بہت تنگ کیا۔ مگر مُنہ کی کھائی۔ جب اورنگ زیب نے پہاڑی راجگان پر خراج نہ دینے کے الزام میں حملہ آور ہونے کی غرض سے اپنی فوج روانہ کی اور پہاڑی راجگان نے شری گوروجی سے مدد کے لئے عرض کی تو شری گوروجی نے اُنکی عرض کو نہایت عزت کے ساتھ قبول فرمایا اور اپنی فتح کے ڈنکے بجائے۔ مگر شری گوروجی دشمن کی طاقت اور مظالم سے بھی اچھی طرح خبردار تھے۔ اس لئے انہوں نے جلدی سے کام نہ لیا اور اپنی طاقت بڑھانے میں ہمہ تن مصروف رہے۔ اس زمانہ میں ہی نہیں بلکہ آجتک پہاڑوں میں لوگوں کا چنڈی دیوی پر نہایت اعتقاد ہے۔ شری گوروجی کے دل میں بھی ماتا کے لئے نہایت شردھا تھی۔ وہاں یہ سمجھا جاتا تھا کہ اگر کوئی شخص ماتا کو پرگٹ کر کے اس سے ور حاصل کرلے تو ضروری طور پر جنگ میں کامیابی کی دیوی اس کا ساتھ دیگی۔ شری گوروجی نے پہاڑوں پر اپنے تپ کے زمانہ میں وید۔ شاستروں۔ اُپنشدوں اور پورانوں کے ترجمے کروائے تھے۔ اب شری گوروجی نے اپنی طاقت کو بڑھانے اور دشمنان کے مظالم کا خاتمہ کرنے کے لئے ماتا کو صاف طور پر پرگٹ کرنے کیلئے مصمم ارادہ کرلیا۔ یگیہ ہونا شروع ہوگیا۔ دیوی ماتا بھی سہائک ہوگئی اور اس سے ور بھی حاصل ہوگیا۔

ہمالیہ پربت کی پہاڑیوں پر رہ کر شری گوروجی نے مختلف قسم کے علوم و فنون

کا مطالعہ کیا۔ تواریخی کتب پڑھیں۔ شکار کھیلنے کی عادت بنائی۔ اور ہر قسم کے ہتھیاروں کا استعمال سیکھا۔ جب مریدان کو ہمراہ لیکر بیٹھتے تو نانی اور بھاٹوں سے بہادران کے کارناموں کے بھجن سنتے۔ جس سے دیش سیوا کے لئے مریدان میں بہت جوش پھیلتا۔ اسی تپ کے زمانہ میں شری گورو جی نے اپنا ٹھاٹھ بادشاہی طریقہ پر بدل ڈالا تھا۔ جب شکار کھیلنے جاتے تو اپنے مریدان کو اپنے ہمراہ لے جاتے۔ جب آہستہ آہستہ سکھ لوگ گورو جی کے کھتری دھرم سے واقف ہوتے گئے تو شری گورو جی کے پاس اعلےٰ ترین پارچات۔ زیورات۔ برتن اور غالیچے وغیرہ کی بجائے ہر قسم کے ہتھیار اور اعلےٰ قسم کے گھوڑے بطور نذرانہ آنے لگے۔ شری گورو جی نے بادشاہوں کی طرح صبح و شام دربار لگانا بھی شروع کر دیا تھا اور نند چند کو اپنا دیوان مقرر کیا ہوا تھا۔ دربار میں شری گورو جی کے حکم کے بغیر کوئی بھی شامل نہ ہو سکتا تھا۔ شری گورو جی تلوار کمر میں ہر وقت باندھ کر رکھتے تھے۔ ایشور بھگتی اور پریم راگ کے ساتھ قومی جوش دلانے والے۔ دل کو ابھارنے والے گیت اور کبت بھی دربار میں گائے جاتے تھے۔ شری گورو جی خود بھی پولٹیکل بھجن اور کبت گایا کرتے تھے۔ اور تقریباً ۵۲ شاعر اسی غرض کے لئے مقرر کئے ہوئے تھے۔ جو ہندو شہیدوں۔ آریہ ستان کے بہادران کے کارناموں کے متعلق نہایت جوشیلے بھجن بنا بنا کر مریدان کو سناتے تھے۔ بھاٹوں کا تو محض یہی کام تھا کہ وہ پولٹیکس پر گیت بولا کریں۔ خیر دیوی پر گٹ ہو گئی اور وہ بھی حاصل ہو چکا دیکھیں اب گورو جی کیا کرتے ہیں؟

نوٹ: شری گورو جی کے مصنفہ دسم گرنتھ میں ایک بڑا حصہ جنگوں کے مضمون پر لکھا ہوا ہے جو اس طریقہ سے لکھا گیا ہے کہ اسے پڑھ کر بڑے بڑے بزدلوں کے دل میں بھی ملکی خدمت کا جذبہ پیدا ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اور سرد خون بھی جوش مارنے لگتا ہے۔

پانچ پیاروں کے بیان میں

پولیٹیکل کام کرنے والے مہاپرشوں کا ساتھ دینا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ آزادی کی دیوی جلد ہی خوش نہیں ہو جایا کرتی۔ یہ دیوی لاکھوں لوگوں کے خون سے اشنان کئے بغیر خوش نہیں ہوتی اس بات سے شری گورو جی نہایت اچھی طرح واقف تھے۔ لیڈروں کو کیسی کیسی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اس بات سے بھی شری گورو جی اچھی طرح واقف تھے وہ جانتے تھے کہ تکالیف میں ساتھ دینے والے لوگ بہت کم ہوا کرتے ہیں۔

اٹلی کی آزادی کے دیوتا شریمان گیری بالڈی اور شریمان میزینی کی سوانح عمریاں تو مطالعہ کریں۔ آپ دیکھینگے کہ اگر آج ان کی کوشش سے ملک کو فائدہ پہنچا ہے۔ تو اس میں ان کے لئے جلسے منائے جاتے ہیں۔ مگر کل ہی ملکی حالات کو بہتر بنتے دیکھکر غیر ملکی دشمن بادشاہ برداشت نہیں کرتا۔ اور ایک اٹلی کو اور مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ تو وہی شخص جو آزادی کے دیوتا ان کے لئے جلسے مناتے تھے ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ عام لوگ یہ نہیں سمجھا کرتے کہ جب وہ سوراجیہ حاصل کرنا چاہینگے تو یہ نہایت ضروری ہے کہ غیر قومی بادشاہ انکو اور تکالیف دینگے۔ دولتمند لوگوں کا ساتھ خود غرضی بھی دینے لگ جایا کرتے ہیں۔ جو بلاوجہ ان کی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں اور لیڈروں کی آن کی دوستی کا دم بھر کر اپنے آپ کو مددگار ثابت کرتے ہیں۔ اس لئے نہایت مناسب تھا کہ سچے اور مجبوری کے ساتھیوں کا پتہ لگایا جاتا۔ شری گورو جی کو یقین ہوگا کہ ممکن ہے ان کے مریدان میں خود غرض کے لوگ بھی شامل ہوں۔ ایسے لوگ اپنی خوشامد سے دوسروں سے زیادہ ذہین اپنا جتلایا کرتے ہیں۔ ان کا امتحان لینے کی بھی ضرورت ہوگی۔ مگر سب سے بڑھکر شری گورو جی کے دل میں یہ بات تھی کہ جب تک لیڈر پر پورا اعتبار نہ ہو کام

ہمیں کامیابی ہونی مشکل ہوتی ہے۔ اس لئے شری گورو جی اپنے اوپر اعتقاد کی ایک لہر سی پیدا کر لی۔ ان باتوں کو سوچ سمجھ کر شری گورو جی نے سمت ۱۷۵۵ بکرمی کے آخری ماہ میں ملک بھر کے سب حصوں میں اپنے مریدان کو حکمنامے لکھ بھیجے کہ گورو کے دربار میں ایک بڑا بھاری جلسہ ہونے والا ہے۔ ہر ایک سکھ کو وقت مقررہ پر حاضر ہو کر ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ شری گورو جی کے حکمنامے دیکھتے ہی ہزارہا مریدان* وقت مقررہ پر آن حاضر ہوئے جلسہ کے لئے آنند پور کے نزدیک کیس گڑھ کے ٹیلے پر کناتیں۔ چاندنیاں اور خیمے لگا دئے گئے۔ ایک کنارے پر میدان میں شری گورو جی نے اپنا خیمہ لگوایا۔ وقت مقررہ پر جب مرید لوگ اکٹھے ہو گئے اور سبھا کا کام شروع ہوا۔ شری گورو جی بھری سبھا میں بجلی کی مانند چمکتی ہوئی تلوار ہاتھ میں لیکر آن کھڑے ہو گئے۔ شری گورو جی نے سب کو بیٹھ جانے کا حکم دیا جب سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر درست طور پر بیٹھ گئے تو شری گورو جی نے ہاتھ میں تلوار کو اونچی کر کے اونچی آواز سے سبھا کے سامنے پکارا کہ دو کیا کوئی اس سبھا میں ایسا بھی گورو کا پیارا شِشیہ ہے جو کہ اپنا سر گورو کے ارپن کر دے۔ ہمیں کسی پیارے شِشیہ کی بلی دیکر دیوی کو خوش کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک دھرم کا کام ہے اگر دھرم کے لئے سر دینے کی کسی شِشیہ کی منشاء ہو تو وہ بھری سبھا میں اُٹھ کھڑا ہو۔ شری گورو جی کے بچن کو سنتے ہی سبھا میں حیرانی کے مارے خاموشی چھا گئی۔ سب کے چہرے زرد رنگ کے ہو گئے۔ چاروں طرف سناٹا سا چھا گیا۔ کسی میں اِدھر دیکھنے تک کا حوصلہ نہ رہا۔ سب نیچے منہ کر کے پریشان ہو

* اس جلسہ میں اسی ہزار مریدان پندرہ دن کے اندر اکٹھے ہوئے تھے۔ (دیکھو لطیف کی ہسٹری صفحہ (۲۶۱) اور سب دیگر مؤرخوں کی یہی رائے ہے۔ مگر کننگھم صاحب نے لکھا ہے [illegible] کہ شری گورو جی کو دیوی کے آگے بلی دینے کے لئے ایک سر کی ضرورت تھی۔ اس لئے ۲۵ سکھوں نے آپ کو اس کام کے پورا کرنے کی غرض سے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اور ان میں سے ایک کی بلی دے بھی دی گئی۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کننگھم نے کوئی حوالہ نہیں دیا اور یہ بھی کسی اور مصنف نے لکھا ہے۔

تھوڑی دیر بعد پھر گورو جی نے پُکارا کہ "وہ کیا ہمارے مریدان میں کوئی دھرم پر شیش دینے والا نہیں ہے"؟ تب لاہور شہر کے باشندہ کھتری کُل کے ستارہ بھائی دیا سنگھ جی ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور بولے کہ "اس داس کا سر دھرم کی خاطر قربان کرنے کے لئے آپ کی سیوا میں حاضر ہے۔ جس طرح چاہیں اس کا استعمال کریں"۔ شری گورو جی نے اس کو اپنے پاس بُلا لیا اور خیمہ کے اندر لے جا کر ایک طرف بٹھا دیا۔ پہلے سے ہی خیمہ کے اندر جو پانچ بکرے باندھ رکھے ہوئے تھے ان میں سے ایک کو کاٹ ڈالا اور خون آلودہ تلوار کو لیکر پھر باہر سبھا میں آ کھڑے ہوئے اور پہلے کی طرح باآواز بلند پھر بولے "ایک سر کی ہم کو اور ضرورت ہے۔ کسی شردھا کو دھرم پر شیش دینا ہو تو اُٹھے"۔ دوسرے نمبر پر ہستنا پور کا باشندہ قوم جاٹ ایک دھرم سنگھ ہاتھ جوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کو بھی شری گورو جی نے پاس بُلا کر ساتھ خیمے میں جا بٹھایا اور پہلے کی طرح دوسرے بکرے کا سر کاٹ کر پھر باہر سبھا کے سر پر آن کھڑے ہوئے پھر بولے کہ "وہ ابھی ایک سر کی اور ضرورت ہے"۔ پھر تیسرے نمبر پر کمہار قوم کا ہمت سنگھ سر ارپن کرنے کے لئے اُٹھا۔ اس کو بھی اسی طرح خیمہ میں بٹھا کر تیسرا بکرا کاٹ ڈالا گیا۔ پھر اسی طرح چوتھے کا سر مانگا گیا تو ایک چھیبا قوم کا مسمی محکم سنگھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اسی طرح پانچویں کا مانگا تو ایک حجام قوم کا صاحب سنگھ اُٹھا[*]۔ ان سب کو نمبر وار لے جا کر شری گورو جی نے خیمہ کے اندر

[*] عمدۃ التواریخ دفتر اول مصنفہ لالہ سوہن لال جی پہلی ایڈیشن صفحہ ۷ پر پانچ پیاروں کے نکلنے کا سلسلہ یوں دیا گیا ہے۔ (۱) دیا سنگھ سوبتی کھتری ساکن لاہور۔ (۲) محکم سنگھ چھیبا ساکن دوارکا (۳) صاحب سنگھ نند ساکن بدر (۴) دھرم سنگھ جیٹا ساکن ہستنا پور (۵) ہمت سنگھ کمہار ساکن جگناتھ۔ ان کے پہلے نام کے ساتھ سنگھ لفظ نہ لگا ہوا تھا۔ بلکہ جب انہوں نے امرت چھک لیا تو ان کے ناموں کے ساتھ لفظ سنگھ کا استعمال ہونے لگا۔ جیسا کہ دسم گورو بلاس مصنفہ منشی سُکھ سنگھ (تیتر کا تیبر) صفحہ ۵۶ پر پانچ پیاروں کے ان کے امرت سنسکار ہونے سے پیشتر کے نام لکھے ہیں (۱) دیا رام (۲) دھرم داس (۳) محکم (۴) صاحب داس (۵) ہمت۔

چھپا دیا اور پانچوں بکروں کے سر کاٹ دیئے۔ جن کا خون بہہ کر موری کے ذریعہ باہر آتا سب نے دیکھا۔ خون کو دیکھتے ہی بہت سے بزدلوں کے حواس باختہ ہو گئے۔ اور بہت سے بہادران کے دل میں حوصلہ بھی پیدا ہوا۔ بہت سے تو یہ سمجھ کر کہ گورو جی کی عقل ماری گئی ہے دربار چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی دھرم پر مر مٹنے کے لئے اگرچہ اس بڑی سبھا میں بہت سے لوگ تیار تھے اور گورو جی کے بلانے پر اٹھنا بھی چاہتے تھے۔ مگر شری گورو جی نے پانچوں میں پرمیشور کی موجودگی خیال کر کے پانچ ہی پر قناعت کی۔ اس کے بعد شری گورو جی نے اس وقت خود نہا دھو کر ان پانچوں کو بھی نہلوا کر اعلیٰ قسم کے بادشاہی طرز کے کپڑے پہنے اور ان پانچوں کو بھی پہنوائے مختلف قسم کے ہتھیاروں سے سجے ہوئے پانچوں پیارے شری گورو گوبند سنگھ جی کے ہمراہ باہر سبھا کے سامنے آموجود ہوئے۔ جن کو دیکھتے ہی تمام حاضرین ششدر رہ گئے۔ اس وقت تقریباً سب کے دل میں اس بات کا افسوس پیدا ہوا کہ افسوس انہوں نے دھرم کے لئے سر ارپن نہ کیا۔ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے ایک گورو سکھی کے مضمون پر اعلیٰ تقریر کی اور تقریر کے خاتمہ پر سب مریدان کی طرف ایک نظر سے دیکھتے ہوئے باآواز بلند بولے "دھنیہ سکھی۔ دھنیہ سکھی۔ دھنیہ سکھی" اور بھری سبھا میں بولے کہ یہ کھیل ہم نے محض اپنے مریدان کا امتحان لینے کیلئے کھیلا ہے۔ اب ہم بہت خوش ہیں۔ ہمارے پانچ مرید امتحان میں کامیاب ہوئے اور دوسرے بھی ہونے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے ہم کو کامل یقین ہے کہ ہمارے مریدان کامیاب ہونگے۔ اور ہمارا اپنا مقصد ضرور پورا ہوگا۔ اب ہم کو یہ بھی پوری امید ہے کہ ہم اپنے دھرم کے دشمنان کو ضرور نیچا دکھا دینگے۔ کیونکہ گورو سکھی اپنی پھیل گئی ہے۔ شری گورو نانک جی کے زمانہ میں معمولی سے امتحان میں بھی صرف ایک گورو انگد صاحب امتحان میں کامیاب ہوئے تھے۔ مگر اب تو پرمیشور کی

مہربانی سے نہایت مشکل امتحان میں پانچ شخص کامیاب ہوئے ہیں۔ اب کسی طرح کا کسی سے خوف نہیں ہے۔ کیونکہ پانچوں میں پرمیشور لکھا ہے۔ یہ پانچ پانچوں پانڈوں کی طرح ضرور کامیاب ہونگے۔ اور ان کی سب جگہ شہرت ہوگی۔ ایک اور ایک ملکر گیارہ بنتے ہیں مگر یہاں پرلوپرماتما کی دیا سے پانچ مل گئے ہیں۔ اس کے بعد یہ سبھا سماپت ہوئی ❖

دوسری سبھا کا بیان

دوسرے روز ماہ بیساکھ کی سنکرانت سمت ۱۷۵۶[1] بکرمی میں گنیش گڑھ کے قلعہ میں شری گورو جی نے دربار عام لگاکران امتحان سے کامیاب ہوئے پانچ مریدان کو سب کے سامنے کھڑا کردیا اور خود دریا شسدرو (ستلج) میں سے ایک لوہے کے برتن میں پانی بھرکر پتاشوں کا شربت بناکر جپ جی[2]۔ جاپ جی۔ سویّا۔ چوپائی اور آنند کا پاٹھ کرتے ہوئے اس شربت میں ایک فولادی کھنڈے[3] کو پھیرنے لگے۔ جب سب بانی کا پاٹھ ختم ہوا تو گوربانی سے منتر کئے ہوئے شربت کا نام گورو جی نے امرت رکھا اور ان پانچوں شِشوں کو اپنے سامنے کھڑا کرکے سب سے پہلے بھائی دیا سنگھ جی کو اس شربت کے پانچ چلّے پلائے۔ پانچ دفعہ اسی شربت سے ان کی آنکھوں پر انگلی کے ساتھ چھینٹا دیا اور پانچ دفعہ ان کے کیشوں پر ڈالا۔ ہر مرتبہ ایک ایک انجلی کے بعد "واہ گورو جی کا خالصہ شری واہ گورو جی کی فتح" کا نعرہ با آواز بلند لگایا۔ اسی

[1] کرم سنگھ لال نے ۱۷۵۸ لکھا ہے۔ [2] یہ پانچوں گوروؤں کی بانیاں ہیں۔ ان میں جپ جی مول منتر گورو نانک دیو نے فرمائے ہیں۔ جاپ جی۔ سویّا اور چوپائی یہ تینوں دسویں گورو نے فرمائے ہیں۔ آنند تیسرے گورو نے فرمایا ہے یہ پانچوں بانیاں تقریباً پرمیشور کی ستوتی کی طرح ہیں۔

[3] ایک لوہے کے پنجیا کا نام ہے ❖

سنسکار سے سنسکرت کیا۔ اس کے بعد اسی لوہے کے برتن میں پانچوں کو کڑاہ پرشاد یعنی حلوہ کھانے کو دیا۔ جس کو پانچوں نے ملکر ایک ہی برتن میں نہایت محبت کے ساتھ کھایا۔ اس رسم کا نام شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے امرت سنسکار رکھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس رسم کی ادائیگی سے وہ شخص بہادر ین کرامر ہو جاتا ہے۔ اس سنسکار کا رواج سکھوں میں یگوپویت (زنّار) کی جگہ ہوا۔ اس سے شری گورو جی کا مدعا یہ تھا کہ درحقیقت کھشتری وہ ہے جو دیش اور جاتی کے لئے اپنا سر قربان کر دے۔

شری گورو جی نے پانچوں کو محبت کے ساتھ امرت پلا کر مندرجہ ذیل اُپدیش دینے کے بعد پھر مندرجہ بالا پانچ بانیوں کے پاٹھ سے ان پانچوں سے امرت تیار کروا کر جیسے خود اُن کو چھکایا (پلایا) تھا۔ ویسے ہی اُن سے خود بھی چھکا (پیا)۔ اس کے بعد خود ہی اپنے شری مکھ سے بولے "واہ! واہ! گورو کے گوبند آپے گورو آپے چیلا" نیز یہ بھی کہا "گورو خالصہ۔ خالصہ چیلا" ان دونوں بچنوں سے شری گورو جی نے اپنے مریدان کو یہ بتایا کہ پرماتما کی دنیا میں سب لوگ برابر ہیں۔ کوئی کسی کا غلام نہیں ہے۔ اس لئے کسی کو بھی کسی طرح گمان نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ آپس میں نہایت محبت سے سلوک کرنا چاہیئے +

امرت پان کے بعد شری گورو جی اپنے مریدان کو حسب ذیل اُپدیش فرمایا

آج سے تم سودھے ونش کھشتری ایک بھائی ہو گئے ہو۔ تمہاری پہلی ذات ۔۔۔دم ہو گئی ہے اب تم کھشتری ہو۔ اب آپ لوگ سب آپس میں بھائی بند ہو۔ اسلئے

کھانا پینا پہرنا وغیرہ تمام سلوک جیسے آپس میں بھائی بندوں کا ہوا کرتا ہے۔ آپ لوگوں کو بھی ویسا ہی آپس میں کرنا چاہیئے۔

آپ لوگوں کو آپس میں لڑنا مناسب نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو گورو کی اولاد سمجھکر مہاراج دشرتھ کی اولاد کی طرح۔ نیز مہاراج پانڈو کی اولاد کی طرح ہر وقت محبت سے رہنا چاہیئے۔

اس امرت سنسکار سے ہم نے آپ لوگوں کو سودھ ونش کے کھتری بنایا ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کو اب معمولی آدمیوں کی طرح نہ مرنا چاہیئے۔ بلکہ ویدِ دھرم کی رکشا کے لئے جان دے دینی آپ لوگوں کا سب سے پہلا اور اعلےٰ فرض ہے۔

کیس۔ کنگھا۔ کرپان۔ کچھ۔ اور کڑا ان پانچوں کو بہادری کے اعلےٰ نشان سمجھکر ان کو ہر وقت پہنے رکھنا آپ لوگوں کا ایک فرض ہے۔

مینے۔ مسندیئے۔ دھیر ملئے۔ سر گم۔ اور رام رائیئے یہ پانچوں گورو گھر کے دشمن ہیں۔ اس لئے آپ لوگوں کو ان لوگوں سے الگ رہنا مناسب ہے۔ اور نڑی مار (حقہ پینے والے) دختر مارنے والے۔ سر منڈوانے والے اور جنڑ یوں کی صحبت کرنی مناسب نہیں۔

آج سے آپ لوگ امرت چھک کر سنگھ* بن گئے۔ اب سنگھوں کو آپس میں آدھے نام پر بولنا بلانا ایک قسم کی ہتک ہے۔ اس لئے آپس میں ایک دوسرے کی ہتک کرنا گورو خالصہ کو مناسب نہیں ہے۔

---

* اس سے پہلے نام کے ساتھ سنگھ لفظ کے استعمال کا رواج پہلے راجپوتوں ہی میں تھا۔ کیونکہ راجپوت ہی اس زمانہ کے بہادر لوگ تھے۔ اسلئے شری گورو جی نے اپنے مریدوں کے نام کے ساتھ سنگھ لفظ لگا کر ان کو راجپوتوں جیسا یا شیروں جیسا ہونے کا خیال دیا۔

جوا بازی* وغیرہ عیبوں کو کشتری دھرم سمجھ کر ان کا کھیلنا پنتھ خالصہ کا دھرم نہیں ہے۔

ملیچھ کے ہاتھ کا کھانا۔ مسلمانی وغیرہ کے ساتھ ہمبستر ہونا۔ چنڈو۔ چرس۔ تمباکو۔ کا بجہ کا کھانا پینا یہ خالصہ دھرم کے مہا پاتک ہیں۔

اگر کوئی سکھ تصور کرے تو اس کو تین دفعہ معافی دیکر پھر سے خالصہ دھرم میں ملایا جا سکتا ہے۔ پہلی دفعہ امرت پان کرکے اسے ایک ماہ کی آمدنی بطور سزا ادا کرنی ہوگی۔ دوسری دفعہ ملنے سے چھ ماہ کی آمدنی ادا کرنی ہوگی۔ اسی طرح تیسری دفعہ ملنے سے ایک سال کی آمدنی ادا کرنی ہوگی۔ دیہہ واللہ اگر چوتھی دفعہ پھر پتت ہوگا تو پھر ایسے شخص کو پنتھ خالصہ ہرگز نہیں مل سکتا۔ اور جس پتت کی کوئی آمدنی نہ ہو وہ اگر شامل ہونا چاہے تو اتنے عرصہ تک کسی گوردوارہ میں پنتھ خالصہ کی سیوا کرے۔

پنتھ خالصہ کو اگرچہ ہر ایک علم و ہنر میں ہوشیار ہونا چاہئے۔ تاہم یہ پنتھ خالصہ کو دنیا میں بہادری کی مثال قائم کرنی چاہیئے۔ اس لئے سب سے پہلے ہر قسم کے ہتھیار دل کا چلانا اور گھوڑے کی سواری پنتھ خالصہ کے ہر ایک آدمی کو سیکھنی لازم ہے۔

دین دکھیوں اور دردمندوں کے لئے دکھ اٹھانے کے لئے خالصہ دھرم کے ہر شخص کو اپنا اعلیٰ فرض سمجھنا چاہئے۔

دھوکہ۔ فریب۔ جھوٹ۔ چھل کپٹ۔ نندا یا وجہ تعریف کرنا کرانا بہادران خالصہ دھرم کا کام نہیں ہے۔

جہاں تک بن سکے گوربانی سے محبت کے ساتھ پرماتما کی تعریف کے گیت گانے۔ ادھو اور غربا کی خدمت کرنا۔ نیک کمائی کرکے دولت کمانی۔ اور آپس میں بانٹ کر

---

* ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں جوا بازی کشتری دھرم سمجھا جاتا تھا۔ اور تب تک مہا بھارت کے جنگ سے لوگوں کو سبق حاصل نہ ہو چکا تھا۔

کھانا۔ خالصہ دھرم کا ادنے فرض ہے۔

یہ اُپدیش شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے پہلے اپنے پانچ مریدوں کو امرت پلا کر کیا۔ اس کے بعد ان کے ہاتھ سے خود اس طریقہ سے امرت چھک کر پانی دیا سنگھ کے منہ سے یہی اُپدیش خود سُنا۔ اور ان اُپدیشوں کا نتیجہ خالصہ میں کوشش کے ساتھ پرچار کیا۔ جس طرح محمد صاحب نے حضرت عمر وغیرہ کو چار یار کہا ہے۔ اسی طرح شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے بھی ان پانچوں کو اپنے پانچ پیارے کہا۔ اس کے بعد اس وقت جو پچیس مریدان اس ستکار سے امرت چھکنے کی غرض سے کھڑے ہوئے تھے ان کا نام شری گورو جی نے مُکتے رکھا۔ اسی طرح ہر روز بہت سے لوگ امرت چھک چھک کر سنگھ بن کر گورو مہاراج کے لئے جان تک دینے والے مضبوط دل مُرید بننے لگے۔ تھوڑے ہی دنوں میں کئی ہزار آدمیوں نے امرت چھک لیا اور گورو جی کے کہنے پر دھرم کی خاطر جان دینے کو تیار ہو گئے۔ انہی دنوں میں شری گورو جی نے اپنے نامی مریدان کو اکٹھا کر کے اور اردگرد کے پہاڑی راجگان کو بُلا کر ایک بہت بھاری دیوان لگایا۔ اور اسمیں خود کھڑے ہو کر دیش و دھرم کی حفاظت کے لیئے ایک لمبا لیکچر* دیا۔

شری گورو گوبند سنگھ جی کا لیکچر جو انہوں نے اپنے سکھوں اور پہاڑی راجگان کو اکٹھا کر کے دیش سیوا کیلئے دیا

اس ملک کے رہنے والے ہر ایک ماشٹرے کو سوچنا چاہئیے کہ ہم لوگ کس قدر گری ہوئی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم لوگ زمانہ قدیم سے اس ملک کے باشندے اور

* یہ لیکچر تواریخ گورو خالصہ اور اتہاس گورو خالصہ نیتر پنتھ پرکاش وغیرہ تمام کتب میں درج ہے۔

مالک ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں غیر قوم کے لوگوں نے ہم لوگوں پر ایسا پاؤں جمایا ہے کہ ہم مارے بوجھ کے سر نہیں اُٹھا سکتے۔ جن کے ساتھ چھونا بھی ہم لوگ گناہ سمجھتے تھے اب ہم نے اُن کی غلامی اختیار کی ہوئی ہے۔ ہمارے ملک کے ودوان لوگ بلا قصور پکڑ کر مار ڈالے جاتے ہیں۔ ودیشی لوگ ہم پر ایسے ایسے مظالم کر رہے ہیں کہ جن کو کہتے ہوئے زبان بھی لرزتی ہے۔ ہمارے خوبصورت بچوں کو جو ودیشی چاہے لیجا سکتا ہے۔ مگر ہم لوگوں میں سامنے بولنے کی بھی طاقت نہیں ہے۔ ہمارے دھرم ستھان و شوالہ مندر وغیرہ جن پر کروڑہا روپیہ خرچ ہوا ہے سب ویران کر دیئے گئے ہیں۔ اور ان کی جگہ مسجدیں بنوا دی گئی ہیں۔ مگر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ گئوئیں جنکی ہم پوجا کرتے ہیں ہمارے سامنے ذبح کی جاویں۔ ہماری مستورات اور لڑکیوں کی ہمارے سامنے بے عزتی کی جاوے۔ اور پھر ہم خاموش رہیں اور چوں تک کریں وہ بھی ایک زمانہ تھا کہ جس زمانہ میں اس ملک کے باشندگان تمام دنیا پر حکومت کرتے تھے۔ کوئی غیر قوم اس طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکتی تھی۔ تمہاری وہ طاقت کہاں گئی؟ کدھر گئی؟ جس نے کورو کشیتر کے میدان میں خون کے دریا بہا دئے اور وہ وہ کارنمایاں سر انجام دئے کہ جنکو سنکر عقل بھی چکرا جاتی ہے۔ شری رام اور کرشن چندر وغیرہ بھی تو مہا پرش اسی ملک کے مہا پرش تھے۔ بھیم ارجن وغیرہ بہادران بھی تو اسی ماتا کے سپتر تھے۔ اب وہ بہادران کی اولاد کہاں چلی گئی؟ وہ بھارت کی شری مائیں جو کہ بہادران کو پیدا کیا کرتی تھیں کہاں گم ہو گئیں؟ اس دلیش کے بل۔ ویریہ۔ ساہس (.....) اور شکتی کا ناش کیسے ہو گیا؟ وہ کونسی چیز ہے جس نے تمہاری اس قدر بھاری طاقت کو کھو دیا؟ وہ کونسی بیماری ہے جس نے تم کو اس قدر پست ہمت بنا دیا؟ وہ کونسی ایسی ہوا ہے جس نے تمہارے ہرے بھرے پھولے پھلے باغ کو ویران کر دیا؟ وہ کونسا پھندا ہے جس میں تم اس قدر بُری طرح پھنسے ہو کہ نکلنا مشکل ہو گیا

ہے۔ وہ کونسا کرم ہے جو تمہاری بنیادوں کو گھن کی طرح آہستہ آہستہ کاٹ رہا ہے۔ اور تم کو خبر تک نہیں ہونے دیتا۔ وہ کونسا زہریلا سانپ ہے جس نے ہمارے ملک کو ایسا ڈسا ہے کہ کسی کے دل میں قوم کے لئے لہر بھی نہیں اٹھتی۔ وہ کونسا جادوگر ہے جس نے تم کو انسان سے حیوان بنا دیا ہے۔ حاکم سے محکوم کر دیا۔ نہایت دولتمند تھے مفلس بنتے چلے جا رہے ہو اور چوں تک نہیں کرتے۔ پیارے بھائیو اٹھو آنکھیں کھولو اور دیکھو تمہارے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ تم کو کون دبا رہا ہے؟ آپ لوگوں کو سوچنا چاہئے اور اپنے دھرم اور قوم کی حفاظت کے لئے مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔ عادل پرماتما ہمیشہ عدل کی مدد کرتا ہے۔ اس لئے اگر آپ بھی انصاف کو اپنے ہاتھ میں رکھکر اپنے دھرم اور قوم کی حفاظت کرنے کے لئے تیار ہو نگے تو پرمیشور آپ لوگوں کی ضرور مدد کریگا۔ آپ لوگوں کا غیر ملکی لوگوں کے ہاتھوں سے [illegible] اٹھانا بھی آپس میں نااتفاقی کی وجہ سے ہے اگر آپ لوگوں کا آپس میں اتفاق ہو تو آج ہی دنیا کے آرام آپ کے غلام بن سکتے ہیں۔

भिन्नानामतुलो नाशः क्षिप्रमेव प्रवर्तते ।
तस्माद्धि भावो भ्रातृणां न प्रशंसन्ति साधवः ॥ महाभारत

یعنی آپس میں نااتفاقی کرنے والے بھائی بندھوں کا جلد [illegible] ہی ناس ہو جاتا ہے۔ اس لئے سادھو لوگ بھائی بندوں کی آپس میں پھوٹ کی تعریف نہیں کرتے وغیرہ۔ کئی قسم کے نیتی کے بچن بھی آپ ہی لوگوں کی ہدایت کے لئے آپ کے بزرگوں اور مہا پرشوں نے کہے ہیں۔ آج تک گرتی مرتی آریہ سنتان کا ابھی نشان باقی ہے۔ اگر اب بھی آپ لوگ اس باقی ماندہ نشان کی حفاظت کے لئے مرنے مارنے پر تیار نہ ہونگے تو اس ہندو جاتی کی ہستی کا اس دنیا میں قائم رہنا مشکل ہے۔ پیارے بھائیو! آپ لوگ دور اندیشی سے کام لیکر دیکھو۔ دنیا میں کوئی چیز بغیر حفاظت کے نہیں رہ سکتی۔ آپ معمولی تنکے سے لیکر برہمانڈ تک چیونٹی سے لیکر برہما تک بھی نظر دوڑائیں تو وہ بھی ضرور کسی نہ کسی

محافظ کی حفاظت میں ہی نظر آوینگے - جس محفوظ کی ہوئی چیز کی طرف سے حفاظت کرنے والا ایک سال کے لئے بھی غافل ہو جاوے اس چیز کی اتنے ہی میں موت سی دکھائی دینے لگتی ہے - سروانتریامی پرماتما نے ہر ایک جڑ و چیتن چیزوں میں آپس میں حفاظت کرنے کا بیج ڈالا ہوا ہے - یعنی محافظ کو ہمیشہ کوشش کے ساتھ حفاظت کرنے کی ڈیوٹی آ گیا ہے - جو شخص اس ڈیوٹی آ گیا کے مطابق اپنا چلن بناتا ہے ہمیشہ سکھ اٹھاتا ہے مگر جو اس کی حکم عدولی کرتا ہے - ہمیشہ دکھ ہی دکھ اٹھاتا ہے - آپ لوگ بھارت بھومی کی آریہ سنتان ہیں - بھارت ورش آپ کی ماتری بھومی ہے - ماتا کی رکشا کرنا اولاد کا ضروری فرض ہے - ماتا پر بے درد حکومت کرنے والے بدمعاشوں کے سامنے جان دینا اولاد کا اعلیٰ فرض ہے - آپ لوگ دنیا کی تواریخ کو نظر غور سے مطالعہ کریں کیا کیا عجیب حالات دیکھنے میں آتے ہیں - سینکڑوں ملک آباد ہو ہو کر ویران ہو گئے - ہزاروں قومیں بن بن کر خاک میں مل گئیں - جس جس ملک یا قوم کا جس جس زمانہ میں کوئی محافظ بنا رہا - اس اس زمانہ میں کچھ عرصہ تک وہ قوم بجلی کی طرح دنیا میں چمکتی رہی - مگر جب کبھی محافظ غفلت کی نیند سو گیا - تو اس قوم کا اسی وقت نام و نشان مٹ گیا - اسی طرح بہت سے ملک برباد ہو گئے - ہزاروں قومیں پیدا ہو ہو کر مٹ گئیں - اور ان کی جگہ نئی قومیں آباد ہوئیں - یاد رہے کہ اگر آپ لوگ بھی اس وقت اس مردہ آریہ جاتی کی حفاظت نہ کرینگے تو اس کا بھی اس دنیا میں رہنا مشکل ہے -

کیا کشتری ویر بہ ہو کر گھاس پھوس کی طرح خود ہی پیدا ہو کر ناش ہو جانا ہم لوگوں کا دھرم ہے ؟ کیا قوت بازو سے دوسرے لوگ آ کر ہمارا حصہ چھین لیں اور ہم کشتری سنتان ہو کر چپ چاپ بیٹھے رہیں یہ ہمارا کرم ہے ؟ آؤ پیارے دوستو ! آپس میں اتفاق کرو اور طریقہ سوچو - اس ذلالت کی زندگی سے موت ہزار گنا اچھی ہے - مگر کشتری ہو کر غیروں کی غلامی کرنی بدنما دھبہ ہے - اب مسلمانوں کا زور ظلم آخری حد تک پہنچ چکا ہے - اب آتی

بادشاہی اس دیپک کی طرح ٹمٹما رہی ہے جس میں تیل ختم ہو چکا ہو۔ مجھے یقین کامل ہے کہ آپ لوگ اگر اپنے کھشتری پن کو یاد کر کے اب تھوڑی بھی کوشش کرو گے تو ضروری ہے کہ آپ کامیاب ہوں اور ہمیشہ کے لئے آپ کے نام دیش پر اُپکار کرنے والے مہاپرشوں میں شمار کئے جاوینگے۔ معمولی جانوروں کی موت مرنا کھشتریوں کا دھرم نہیں ہے۔

जयो वधो वा संग्रामे धात्रा दिष्टः सनातनः

स्वधर्मः क्षत्रियस्यैष कार्पण्यं न प्रशस्यते॥ भारत

یعنی کامیاب ہونا یا مرنا ان دونوں میں سے ایک بات میدان جنگ میں ضرور حاصل ہوتی ہے یہ پرماتما کا نیم ہے۔ کھشتری کا یہ دھرم ہے اس لئے بزدلی کشتری کو شوبھا نہیں دیتی۔ (۱)

यस्य शूरस्य विक्रान्तैरे धन्ते बान्धवाः सुखम्

त्रिदशाइव शक्रस्य साधु तस्येह जीवितम्॥ भारत॥

یعنی جس بہادر شخص کے بل ویریہ کے زور سے اس کے سمبندھی لوگ ایسا سُکھ پاتے ہیں کہ جیسے اندر کے پربھاو سے دیو لوگ میں دیوتاؤں کو ہو۔ اسی کشتری کا جینا اس دنیا میں سپھل اور اعلےٰ ترین ہے۔ وغیرہ بہت سے دل کو اُبھارنے والے اور نیتی کے بچن آپ لوگوں کے بزرگوں نے آپ لوگوں کے بوقت استعمال کرنے کی غرض سے کہے ہیں۔ اب وقت ہے ان بزرگوں کے حکام کو سوچنا چاہئے۔ اور فوراً ہی اس فانی زندگی کی طرف خیال نہ کر کے اپنے دھرم پر قربان ہونے کو تیار ہو جانا چاہئے جنم سے کوئی بھی براہمن نہیں ہے نہ کھشتری اور نہ شودر۔ ذات کرم کے ماتحت ہوتی ہے جیسا کوئی کرم کرےگا۔ اس کی وہ ہی ذات ہو جاویگی۔ ہتھیار سجاؤ اور کھشتری بنو۔ مرد بنو اور مارو۔ دنیا میں ہر ایک چیز فانی ہے آخر مرنا ضرور ہے۔ دیکھو گورو ارجن دیو جی نے تمہارے واسطے جان دی۔ ہر کرشن صاحب تمہاری خاطر شہید ہوئے گورو تیغ بہادر

جی نے تمہارے ہی لئے شیش دیا اور اب میں بھی تمہاری خاطر جان دینے کو تیار ہوا ہوں
کیا یہ مناسب ہے کہ ہم مسلمانوں کے اپنے اوپر یہ مظالم دیکھیں اور اپنے بھائیوں کے
زبردستی یگوپویت (زنار) اُترتے دیکھیں۔ اپنی عورتوں کی بے عزتی ہوتی دیکھیں
اور پھر خاموش بیٹھے رہیں۔ کیا تم اس طرح اپنے آپ کو مرد کہہ سکتے ہو؟ اُٹھو اپنے دھرم
کی حفاظت کرو اور جان تک لڑا دو۔ دیکھو میں نے تم کو کیچڑ سے نکالا ہے اور اصل
کشتری بنایا ہے۔ اکال پرکھ کا سمرن کرو اور کمر ہمت باندھو۔ اپنے مظلوم بھائیوں
کا بدلا لو واہ گورو تمہاری مدد کریگا۔"

شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے سچے دل سے نکلے ہوئے ست اُپدیشوں نے
سکھ لوگوں اور پہاڑی راجگان کے دل پر اس قدر گہرا جادو کا اثر کیا کہ اور بھی بہت
سے لوگ امرت چھک چھک کر سنگھ بننے لگے اور اپنے دل و جان سے شری گورو جی کے پیچھے
لگ کر دھرم کی خاطر لڑنے کو تیار ہو گئے۔ مگر تنگ دل ہٹ سے پہاڑی راجگان نے شری
گورو جی کے دربار میں ایک طرف ہو کر آپس میں خود سوچا تو ایک دوسرے کی باتیں سُنکر
سب کے خیالات بدل گئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ گورو گوبند سنگھ ہم لوگوں کو مسلمانوں
کے سامنے کروا کر ہمارا ستیا ناس کروانا چاہتا ہے۔ اس وقت مسلمان لوگ ہمارے
بادشاہ ہیں ہم اُن کی رعیت ہیں۔ چھ سو سال سے وہ ہم پر حکومت کرتے چلے آرہے
ہیں اب اُن کے پرتاپ کے آگے ہم کیا چیز ہیں؟ ہاں گورو گوبند سنگھ کے باپ کو بادشاہ
نے ضرور قتل کر ڈالا ہے۔ وہ اپنے باپ کا بدلا لینا چاہتا ہے مگر اس کے ہمراہ ہونے
سے سوائے نقصان کے اور ہم کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے وغیرہ بزدلانہ خیالات سوچکر
سب راجگان پھر شری گورو جی مہاراج کے پاس گئے۔ اور سب انہیں اپنی کمینہ اور
بزدلانہ باتیں بولنے لگے "گورو جی مسلمانوں کی بادشاہی ہم لوگوں پر چھ سو سال سے
چلی آتی ہے۔ جس طرح دریا کی لہریں موجزن ہوتی ہیں اسی طرح سب سے اعلیٰ اور

ان کے پاس موجود ہیں ہم لوگوں کی یا آپ کی کیا طاقت ہے۔ کہ ان لوگوں کے سامنے کھڑے بھی ہو سکیں۔ اور اگر ضد کر کے مقابلہ کیا بھی جاوے۔ سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا آپمیں اتفاق ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ ہم راجپوت کھتری لوگ ہیں اور آپ کے سکھ لوگ اکثر شودر لوگ ہیں۔ پھر ان لوگوں کے ساتھ ملکر ہم لوگ کھانا پینا وغیرہ کیسے کر سکتے ہیں؟ راجا لوگوں کی ان باتوں کو سُنکر شری گورو جی نے جواب دیا کہ ہم آپ لوگوں کے فائدہ میں ہمیشہ خوش ہیں۔ ہم تو آپ کو اس ملک کے مہاراجہ بنایا چاہتے ہیں مگر آپ لوگوں کی قسمت جن گورو کے سکھوں کو آپ لوگ شودر بتلاتے ہو امید ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ لوگ ان کے ماتحت ہونگے"

شری گورو جی کا لیکچر پہاڑی راجگان کو دل سے تو پسند ہوگا۔ مگر بزدل لوگ ڈرتے تھے۔ اس لئے سب نے ملکر بادشاہ کے خیرخواہ بننے کے لئے شری گورو گوبند سنگھ جی کے دربار کے لیکچر کی کل رپورٹ شاہ اورنگ زیب کے پاس دہلی میں لکھ بھیجی۔ اور بعد ازاں ناظم سرہند کو بھی لکھ بھیجا کہ اگر اسی وقت سے ان سکھ لوگوں کا کچھ مناسب انتظام نہ کیا گیا۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں یہ لوگ ایسی ہل چل مچا وینگے کہ اس کا سمبھالنا بادشاہ کو بھی مشکل ہو جاویگا۔ مناسب تو یہ تھا کہ شری گورو جی کے پوتر اُپدیش کا ان لوگوں کے دلوں پر کچھ اچھا اثر پڑتا۔ مگر اپنی بیوقوفی کی وجہ سے سب نے ملکر آپس میں پھوٹ کا ہی بیج بو یا۔ اور انہوں نے وہی کچھ کر کے دکھا دیا جو قوم فروشوں سے امید رکھنی چاہئے۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ قوم فروش اکثر دولتمند لوگ ہی ثابت ہوتے ہیں ؛

اب شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج پہاڑی راجگان کی کمینہ حرکت کو دیکھ کر بھی پارت ماتا سے پیار ظاہر کرتے ہیں ؛

بھارت ماتا سے پرارتھنا

بھارت میں تجھ کو شردھا سے پرنام کرتا ہوں اپنے ہردیہ کے بھاووں کو چرنوں میں دھرتا ہوں
تو ہی تو نہیں کوٹی بھارتیوں کی ماتا ہے براچین رشی کو جس کے وید ویاس گاتا ہے

ساگر نے تیرے چرنوں میں ماتھا نوایا ہے
اور شیکھر ہمالیہ نے مکٹ کو سجایا ہے

تو دھن ہو تو دھن ہو تو دھن ہو ماتا وہ نیچ سے بھی نیچ ہے جو تجھ کو بھلاتا
ہے آج سب سے سریشٹھ جو سیوا تیری کرتا کر تو یہ پالنے میں کسی سے نہیں ڈرتا

تیری ہی گود میں پلا شریر یہ میرا
دن رات دھن یہی ہے دکھ دور ہو تیرا

ایسے پوتر کام میں ایشور کا ہاتھ ہے وہ سرو شکتیمان ہے وہ دینا ناتھ ہے
جا ہتے ہیں ایش بھارتیوں کی اب وحدت سجے اور سبھی جاتیوں میں اسکی دُندبھی بجے

مورکھ ہیں منی مند ہیں جو وگھن ڈالتے
اپنے ہی راستے میں وے کانٹوں کو گاڑتے

ہرگز کسی سے مت ڈرو بھائیو بڑھے چلو اور دیش ہت کے کاریہ میں سب سے گلے ملو

شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کا لیکچر سننے کے بعد سکھوں کی طرف سے ہزاروں مختلف قسم کے نئے نئے گھوڑے۔ سینکڑوں ہاتھی۔ ہزاروں بیل اونٹ خچریں وغیرہ اور بہت سا سامان جنگ جلد ہی اکٹھا ہو گیا تھا۔ شری گورو جی نے ان سب کو مختلف قلعوں میں مناسب طریقہ سے باندھا اور رکھا۔ اور ان کی حفاظت کے لئے بہادر سکھ لوگ بھی مقرر کر دئے۔

ماہ بساکھ سمت ۱۷۵۷ بکرمی کے آخر کا ذکر ہے کہ ایک سکھ شری گورو جی کے پاس خالی ہاتھ آیا۔ اور کوئی نذرانہ نہ لایا۔ شری گورو جی نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ مہاراج میں آپ کے لئے ایک ایسی چیز لایا ہوں جو اسجگہ چار پانچ شخصوں کی مدد کے بغیر نہیں پہنچ سکتی۔ اس پر چار پانچ آدمی اس کے ساتھ روانہ کر دئے گئے اور وہ ایک شیر کو جسکا اس نے شکار کیا تھا اٹھوا لایا۔ شری گورو جی نے حکم دیا کہ اس شیر کی کھال ناخن و پنجوں سمیت نہایت ہوشیاری کے ساتھ اتاری جاوے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

اس کے بعد ایک دن شری گورو جی جنگل میں شکار کھیلنے گئے اور ایک سکھ کو حکم دیا کہ وہ کسی کمہار کا ایک گدھا پکڑ کر جنگل میں پہنچا دے اور ایک موچی کو بھی بلا لیا۔ جب گدھا جنگل میں پہنچا۔ تو موچی سے گدھے کے جسم پر شیر کی کھال اچھی طرح سلوا دی۔ اور اسے جنگل میں چھوڑ دیا خود شکار کھیل کر اپنے گھر واپس آ گئے۔ ایک دو دن گدھا جنگل میں پھرتا رہا اور پھر گاؤں میں واپس آیا۔ اس گدھے کو دیکھ کر گاؤں کے لوگ اس کو شیر سمجھ کر گاؤں چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ وہ گدھا جس کمہار کے گھر کا تھا وہیں چلا گیا۔ اور کمہار بھی بھاگ نکلے۔ جب دوسرے گدھے بھی ڈر کے مارے چلا چلا کر بھاگنے لگے۔ تو وہ گدھا بھی انہی کی بولی بول اٹھا۔ جس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ دھوکہ کیا گیا ہے۔ ورنہ درحقیقت یہ گدھا ہی ہے۔ گدھے کو پکڑ کر اس پر سے شیر کی کھال اتاری گئی۔

پھر شری گورو جی نے سکھوں کو سمجھایا کہ دیکھو میں نے تم کو یہ مثال دی ہے تم خوب سمجھ لو۔ اسی گدھے کی طرح میں نے تم کو خالصہ پنتھ میں شامل کیا ہے۔ گویا کہ شیر کا جامہ پہنایا ہے۔ اگر تم لوگ خاموش رہو گے۔ تو سب لوگ تم سے خوف کھائینگے اور اگر اپنی پرانی بولی بولنے لگو گے یعنی ذات پات کے فضول خیال میں پڑ جاؤ گے۔ تو تمہاری بھی ویسی حالت ہوگی جو اس گدھے کی ہوئی۔ برہمن لوگ تم کو دبا سکیں گے

سمت ۱۷۵۵ بکرمی کے آخر میں جب شری گورو جی تپ کرکے باہر نکلے اور بادشاہی ٹھاٹھ میں پہلے کی طرح شکار وغیرہ کھیلنے لگے۔ انہیں دنوں سکھوں نے شکایتیں کیں کہ مسند لوگ امن پر ظلم کرتے ہیں۔ اور جو کوئی اچھی چیز وہ شری گورو جی کی نذر کرنے کی غرض سے لاتے ہیں لوٹ لیتے ہیں۔ بیساکھی کے میلہ پر شری گورو جی نے سب مسندوں کو اپنے حکم سے بلایا۔ اور جس جس پر جرم ثابت ہوا اسے گرم تیل کے کڑاہوں میں ڈالکر نرجنت اجن کے پاس پہنچا دیا +

باب تیرھواں ۱۳

شری گورو جی کے قلعے اکثر طور پر پہاڑی راجگان کے علاقہ میں تھے جس جس راجا کے علاقہ میں جو جو قلعہ تھا وہاں کے رہنے والے گھوڑے بیلوں کے لئے گھاس لکڑی وغیرہ ضروری سامان اسی علاقہ سے لیا جاتا تھا۔ سکھ لوگ جب گھاس و لکڑی وغیرہ اشیاء لینے کے لئے پہاڑ میں جاتے تو پہاڑی لوگ راجگان کے سکھے سکھلائے ان کا مقابلہ کرتے مگر بہادراں سکھ قوم کے آگے بزدل پہاڑئے نہ ٹھہر سکتے۔ تھوڑی دیر مقابلہ کرکے مار کھاکر تتر بتر ہو جاتے اور سکھ لوگ اشیاء مطلوبہ لیکر اپنے قلعہ میں چلے آتے۔ ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ فوج کا بھی مقابلہ ہو گیا۔ ایک دن راجا بھیم چند کھلورئے نے اپنے نزدیک کے سب راجگان کو بلایا اور سبھا کرکے بولا "آپ لوگ اس سکھ قوم کو دیکھتے ہیں کہ کس طرح دن بدن بڑھ رہی ہے اور ہمارے علاقوں میں بھی دخل دے رہی ہے۔ ہر طرح سے سمجھانے کے باوجود بھی وہ لوگ کچھ نہیں مانتے۔ پرمیشور نہ کرے کہ وہ دن آئے کہ یہ زور پکڑ کر ہمارے علاقوں پر بھی قبضہ کر لیں۔ یہ سب کچھ سوچ سمجھکر سب نے اتفاق رائے سے شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کو ایک نوٹس لکھکر بھیجا۔ کہ اگر آپ ہمارے علاقہ میں چاہیں تو جس طرح پہلے امن کے ساتھ تھوڑی سی جماعت کے ہمراہ رہا کرتے تھے

اب بھی رہا کریں۔ مگر آپ کا سر و سامان سماج ہر روز بڑھتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ہر روز
مختلف قسم کی شکایات ہر ایک علاقہ کے لوگوں کے منہ سے سننے میں آتی ہیں۔ اگر آپ کو اس
ٹھاٹھ میں رہنا ہو تو کسی اور دیش میں جا رہیں۔ اس کے جواب میں شری گورو جی نے لکھ بھیجا
کہ زمین سب پرمیشور کی ہے کسی کے باپ کی نہیں ہے۔ اور جس جگہ ہماری رہائش ہے وہ
ہماری زر خرید ہے۔ اس لئے ہم اس کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اس پر راجگان کو اور برا معلوم ہوا
اور سب نے ملکر شری گورو جی کو پھر دوبارہ لکھ کر بھیجا کہ اگر آپ اپنے زر و مال عزت اور
زندگی کی خیر چاہتے ہو تو خط دیکھتے ہی ہمارا علاقہ چھوڑ دینے کی تیاری کریں۔ ورنہ آپ کو بزور
نکال دیا جاویگا۔ جس سے تمہاری ہتک ہوگی۔ اس کے جواب میں شری گورو جی نے لکھا کہ
اگرچہ ہم کمزور ہیں تاہم سروانتریامی اکال پرکھ جو کہ کمزوروں کو طاقت بخشتا ہے وہ ہمارے
ہر وقت ساتھ ہے۔ اس لئے ہمیں آپ لوگوں سے کوئی خاص خوف نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں سے
نہ رہا جاوے تو بے شک چلے آویں۔ جو اکال پرکھ کریگا سو دیکھا جاویگا۔ اس جواب کو سنتے ہی
سب پہاڑی راجگان مارے غصہ کے لال پیلے ہوگئے۔ اور آپس میں سوچ سمجھ کر جنگ کی تیاری
کرنے لگے۔ اتنے میں ایک دن کئی ایک سکھ لوگ ملکر گراموں میں معمولی سامان خریدنے گئے
تو بلیا چند اور عالم چند دونوں جاگیردار راجپوتوں نے راجہ بھیم چند کی مدد سے ان سکھوں کو
گھیر لیا۔ دونوں طرف سے تیروں اور بندوقوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ بہت سے لوگ زخمی ہوگئے
اور کچھ مارے بھی گئے۔ بلیا چند خود بھی زخمی ہو کر گھوڑے پر سے گر پڑا جو باقی بچے وہ ادھر ادھر
ایتھر کی طرح گم ہوگئے۔ اسی طرح اور بھی مقامات پر چھوٹے چھوٹے معرکے ہوتے رہے۔ آخرکار
راجہ بھیم چند کہلوریا کی درخواست پر سب پہاڑی راجا لوگ اپنی اپنی فوج لیکر آنند پور کے قلعہ
پر چڑھ آئے اور چاروں طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت شری گورو گوبند سنگھ جی
مہاراج کے پاس قریباً آٹھ ہزار سکھ جمع تھے۔ دونوں طرف سے خوب گولیاں برسنے لگیں۔ پہاڑی
لوگ اپنی زندگی کو معمولی سمجھ کر دھڑا دھڑ لڑنے لگے۔ بہتروں کے ساتھ ہی انت نے گھیرنے لگے

مار دھاڑ کی بڑی آواز دیکر سپاہ کو دینے لگی۔ سکھ لوگ تمام دن بھر تو قلعہ کے اندر رہ کر لڑائی میں
مدد کر جنگ کرتے اور رات کو قلعہ کے باہر چاروں طرف تھک کر سوئی ہوئی راجگان کی
جماعتوں پر جا پہنچتے۔ اور اس قدر زور کے ساتھ حملہ کر جا پڑتے کہ تھوڑی ہی دیر میں
بہت سے دشمنوں کا کام تمام کر آتے۔ اسی طرح کے چھوٹے چھوٹے معرکوں سے پہاڑی
راجگان کی افواج کو بہت تکلیف ہوئی۔ ایک دن راجگان نے ایک مست ہاتھی کے
ماتھے پر ایک لوہے کا توا باندھا اور اس کی سونڈ میں تلوار پکڑا کر قلعہ کے دروازہ کے سامنے لیکر
توڑنے کی غرض سے چھوڑ دیا۔ مست ہاتھی کو قلعہ کا دروازہ توڑتے دیکھ کر شری گورو جی نے ایک
دنی چند نامی سکھ کو اس کا مقابلہ کرنے کو کہا۔ دنی چند مست ہاتھی کا مقابلہ کرنے کا حکم سنتے
ہی قلعہ سے کود کر بھاگ گیا۔ اس کے بعد اسی وقت شری گورو جی نے ایک سکھ بچتر سنگھ
کو جو کہ اسی قدم کا تھا حکم دیا۔ اس نے اسی وقت جا کر ہاتھی کے سر میں ایک برچھی ماری کہ
جس سے اس کا توا بھی ٹوٹ گیا اور ہاتھی کا سر بھی پھٹ گیا۔ برچھی کے لگتے ہی ہاتھی چنگھاڑتا
ہوا پیچھے کو بھاگا۔ اسی وقت بہادر سکھوں نے دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ بہت سے
پہاڑی لوگ کام آئے۔ جو کوئی بچ گئے سو بھاگ نکلے۔ پھر کسی میں مقابلہ کرنے کی جرأت نہ
رہی۔ اس جنگ کے بعد شری گورو جی شہر کیرت پور کی طرف روانہ ہوئے اور ایک پہاڑ
کے ٹیلے پر جو کہ اب شہر آنند پور کے نام سے مشہور ہے جا بیٹھے۔ پہاڑی راجگان کو ابھی
معلوم ہوا۔ جو سمجھ کر اب گورو گوبند سنگھ میدان میں نکلا ہے۔ اور یہ وقت اسکو شکست دینے
کے لئے غنیمت ہے۔ سب نے ملکر اس پہاڑ کے ٹیلے کا جا محاصرہ کیا۔ خوب جنگ ہوئی اور
اس جگہ پر بھی پہاڑی راجگان کے دانت کھٹے ہوئے۔ سب نے فیصلہ کیا کہ اب سکھوں
کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے۔ اور ان کے مقابلے کی تاب لانا ایک مشکل امر ہے۔
اس لئے سب ملکر صوبہ سرہند کی خدمت میں پہنچے اور اس کے پاؤں میں پگڑی رکھ کر
مدد کی درخواست کی۔

پہاڑی راجگان کا صوبہ سرہند سے امداد طلب کرنا اور اس کا شری گورو جی کے ساتھ جنگ

پہاڑی راجگان کی درخواست سُنکر صوبہ نے جواب دیا کہ شاہی افواج بغیر مناسب خرچ لئے کسی کی مدد کے لئے روانہ نہیں کی جاسکتیں۔ پہاڑی راجگان نے اسی وقت بیس ہزار روپیہ جمع کر کے ادا کر دیا اور دو ہزار فوج طلب کی۔ صوبہ سرہند نے بیس ہزار روپیہ لیکر اپنے سرداران علی مردان خان اور یعقوب خان کو دو ہزار سوار اور کچھ پیادے دیکر پہاڑی راجگان کی مدد کے لئے روانہ کر دیا۔

١٠ ماہ ماگھ [illegible] سمت بکرمی میں شہر کیرت پور کے قلعہ کے نزدیک میدان جنگ گرم ہوا۔ دونوں طرف کے بہادران بیچ در بیچ کر جنگ میں نکلے۔ خاص طور پر تارمی کے ساتھ جنگ ہوئی۔ دونوں طرف کے بہت سے بہادران خونخوار جل کی تندر ہو گئے۔ راجا بھیم چند کے حکم سے گولنداز نے ایک گولے کا نشانہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کو بنایا۔ آپ اس وقت سر کی پگڑی (دستار) سجا رہے تھے۔ ایک سکھ مسمی رام سنگھ آپ کے سر پر چنور جھلا رہا تھا۔ شری گورو جی بال بال بچ گئے۔ مگر اسی وقت شری گورو جی نے اپنے گولنداز کو حکم دیکر اس گولنداز کو ایسا نشانہ بنایا کہ اس کا سر فوراً اُڑ گیا۔ اور بھی بہت سے دشمنان کام آ گئے۔ اتنے میں غروب آفتاب کا وقت بھی آ پہنچا کہ جنگ ختم ہو گئی۔ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر آرام کرنے لگے۔ شری گورو جی اسی رات آنند پور کے قلعے میں آ کر داخل ہو گئے۔ بعد جس صوبہ سرہند کی فوج نے بھی قلعہ آنند پور کا محاصرہ کر لیا۔ سکھوں کے

نکھولی تتاہ نے لکھا ہے کہ اس جنگ میں ٢٢ پہاڑی راجگان صوبہ سرہند کی فوج کے ہمراہ شامل تھے۔

قلعہ کے اندر سے شاہی فوج کا خوب مقابلہ کیا۔ اگرچہ سکھوں نے صوبہ سرہند کی فوج
کو چند قلعہ سے چار چار کوس تک پیچھے ہٹا دیا اور ان کی پانچ چھریں بھی گولی بارود کی لدی
ہوئی سکھوں کے ہاتھ آئیں۔ مگر محمد یعقوب خان اور امیر علی خان شاہی افسران نے پھر
پہاڑی راجگان کو ہمراہ لیکر اس قدر زور سے سکھوں پر حملہ کیا کہ سکھوں کو مجبوراً پیچھے ہٹ
آنا پڑا۔ سب سکھ لوگ پھر قلعہ آنند پور میں جا داخل ہوئے۔ اور اندر سے لڑنے لگے
کئی دن تک متواتر جنگ جاری رہی مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ آخر کار قلعہ کے اندر سب
سامان رسد وغیرہ ختم ہو گیا۔ اور دشمنان نے باہر سے آنے جانے کا راستہ بھی روک
دیا اور اندر جانے کا سامان باہر لوٹ لینے لگے۔ سکھ لوگ قلعہ کے اندر تنگ آ گئے
اور نوبت یہاں تک پہنچی ایک مٹھی مٹھی بھر چنے دستیاب ہونے بھی مشکل ہو گئے جب
تک مٹھی بھر چنے بھی ملتے رہے سکھ لوگ خوب جنگ کرتے رہے۔ مگر جب سکھ لوگ
لڑتے لڑتے بہت تھوڑے رہ گئے۔ ہر روز فاقہ کشی ہونے لگی تو شری گورو گوبند سنگھ
جی مہاراج مع سکھ سپاہ باہر میدان میں نکل کھڑے ہوئے۔ اور دشمنان کے
حملوں کو آہستہ آہستہ روکتے ہوئے دریا ستلج سے کے پار ہو کر شہر لدھیانہ کی طرف
نکل گئے۔ اس جنگ میں سکھوں کو شکست ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تمام سکھ ہمیشہ
قلعہ آنند پور میں جمع نہ رہا کرتے تھے بلکہ اپنے گھروں کو آتے جاتے تھے جس وقت صوبہ سرہند
نے اپنی فوج روانہ کی تھی اس وقت سکھ لوگ بہت تھوڑی تعداد میں موجود تھے اور
کھانے پینے کی اشیاء بھی قلعہ میں کم تھیں۔ کیونکہ کچھ دن پیشتر بھی جنگ ہو چکی تھی۔ اس
وجہ سے سکھوں کو شکست ہوئی اور صوبہ سرہند کی فوج کامیاب ہوئی۔ مگر صوبہ سرہند
کا نقصان بھی خوب ہوا اور پہاڑی راجگان اور صوبہ کے سرداران فتح کا ڈنکا بجاتے
ہوئے اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے *

باب چودھواں ۱۴

شری گورو گوبند سنگھ جی کو پانچ پیارے نکلنے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی تھی اور اُن کو اپنے کامیاب ہونے کا یقین اسی وقت ہو گیا تھا۔ اس جلسہ میں پندرہ دن کے اندر اسی ہزار مردان کا اکٹھا ہو جانا کچھ تھوڑی سی بات نہ تھی۔ دوسرے روز شری گورو جی نے دوسری سبھا کی اور ایک جذبہ قومیت سے بھرا ہُوا دلسوز لیکچر دیا۔ اس سبھا میں پہاڑی راجگان بھی شامل تھے۔ شری گورو جی کا لیکچر سچے اور مضبوط دل سے نکلا ہُوا تھا۔ اس لئے اس نے ناظرین پر گہرا اثر کیا۔ مُردہ ہڈیوں میں بھی جان آ گئی۔ لوگ دھڑا دھڑ امرت چھک چھک سکھ بننے لگے عوام کو اس وقت یقین ہو گیا تھا کہ گورو گوبند سنگھ درحقیقت سوا لاکھ سے ایک لڑائیگا۔ چڑیوں سے باز تڑائیگا اور بلیوں سے شیر مروائیگا۔ شری گورو جی کی پہاڑی راجگان کو جلسہ میں بُلانے کی غرض یہ تھی کہ جب ان کو اپنے ملک کی گری ہوئی حالت بتلائی جائیگی تو یہ بھی اس پوتر کام میں مدد دینگے۔ مگر کسی نے سچ کہا ہے کہ بیوقوف دوست بھی تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ پہاڑی راجگان شری گورو گوبند سنگھ جی کی بڑھتی طاقت کو دیکھکر جل بھن گئے۔ ہا افسوس! کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ بیوقوف کبھی اورنگ زیب کی طاقت کو دیکھکر جلتے۔ مگر نہیں غیر قوم کے لوگوں کے جوتے کھانے بیوقوفوں کو منظور تھے۔ وہ یہ نہ دیکھ سکے گوبند سنگھ کی طاقت بے رحم ظالموں کو تباہ کرنے میں صرف ہو۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ گورو گوبند سنگھ کی داد دیتے۔ مگر نہیں انہوں نے خلاف اسکے اس بیچارے اکیلے دلیش ہتیشی کا دل گویا کہ تیر سے چھید کر رکھدیا۔ جب انہوں نے کہا کہ "تم ہمیں مسلمانوں کے سامنے کرا کر ہمارا ستیاناس کروانا چاہتے ہو۔ چھ سو سال سے وہ ہمارے حکمران اور ہم انکے محکوم ہیں۔ تم اپنے باپ کا بدلہ لینا چاہتے ہو۔" نہ معلوم اس دلیش ہتیشی کے دل میں اس وقت کیا کیا ترنگیں موجزن ہونگی جن کو پہاڑیوں نے ملیامیٹ کر دیا۔

اگر گورو گوبند سنگھ سچ مچ اپنے ہی بھائیوں کا ناس کرنے والا ہوتا۔ تو ایک وقت اُنہی پہاڑی راجگان کو ملد دیگر شاہی افواج کے ہاتھوں کیوں بچاتا؟ اگر گورو گوبند سنگھ کینہ ور ہوتا تو اپنے بلا وجہ بنے ہوئے دشمنان پہاڑی راجگان کی کیوں مدد کرتا۔ مگر نہیں وہ سچا دیش ہتیشی تھا اُسکو یہ ہرگز منظور نہ تھا کہ اس کے پاس دشمن بھی مدد کیلئے آئے اور مایوس واپس جاوے۔ اس نے پہاڑی راجگان کے درمیان اتفاق پیدا کیا تھا۔ وہ مادر ہند کے فرزندوں کو بھائی سمجھتا تھا۔ اگر اسکو محض اپنے باپ کا بدلہ ہی لینا ہوتا تو وہ کیوں اپنے باپ کو ملک کی خاطر جان دینے کے لئے تیار کرتا۔

افسوس! پہاڑی راجگان نے یہاں تک ہی انتہا نہ کی بلکہ قوم فروشوں کی طرح شری گورو جی سے لیکچر کی رپورٹ غیر قوم کے ظالم بادشاہ کے پاس پہنچادی۔ اور اپنی لائلٹی Loyalty کا دم بھرا۔ اگر یہیں تک انتہا ہوتی تو بھی کچھ ہرج نہ تھا۔ مگر ان قوم فروشوں نے بیس ہزار روپیہ شاہی فوج کو تنخواہ دیکر منگوایا۔ اور اپنی افواج ہمراہ دیکر شری گورو جی سے مقابلہ کروایا۔ شری گورو جی کو اس جنگ میں شکست ہوئی۔

مرتے ہیں جن کے واسطے اُن کو خبر نہیں
یا رب ہماری آہ میں کچھ بھی اثر نہیں

مہا پرشوں کی طرح شری گورو جی اپنے کام میں برابر لگے رہے۔ اگر اُن کو مسلمانوں کی اتنی بڑی سلطنت کا خوف نہ تھا تو تھوڑے سے پہاڑی راجگان سے جن پر اُن کو کبھی پورا بھروسہ نہیں پڑا کیا خوف ہو سکتا؟ شری گورو گوبند سنگھ کی عزت اس سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ جس ہندو قوم کی رکشا کے لئے وہ اس قدر مصائب برداشت کرتے ہیں۔ تلوار ہاتھ میں لیتے ہیں۔ گھر بار چھوڑتے ہیں۔ اپنے پیارے والد کو قربان کرتے ہیں۔ نہیں! نہیں! اپنی نیز اپنے بچوں کی قربانی کرتے ہیں۔ اسی قوم کے نالائق فرزند قوم فروشی کا کام انجام دیتے ہیں۔ اس بات نے بھی گورو جی کے

حوصلہ کو پست نہیں ہونے دیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہماری قوم میں یہ نقائص نہ ہوتے تو گورو گوبند سنگھ کی کیا ضرورت تھی؟ وہ مہا پُرش تھے اور ہمارے خیال میں مہا پُرشوں میں اعلےٰ رتبہ رکھنے والے مہا پُرش تھے۔ شری مہاراجہ رام چندر جی کی کتھا بڑی شردھا پریم اور بھگتی سے یاد کی جاتی ہے۔ مگر انہوں نے جو کچھ کیا ایسے وقت میں کیا جب کہ تمام ہندوستان میں ہندو راجدھانیاں تھیں۔ دیش اور دھرم کسی خاص تکلیف میں نہ تھا۔ وہ خود راجہ کی اولاد تھے اور ان کے پاس سب قسم کا سامان جنگ موجود تھا۔ آس پاس کے راجے ان کی مدد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ مگر یہ سب کچھ ہونے کے باوجود کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کا جنگ جو کہ انہوں نے راون کے ساتھ کیا دیش بھگتی کے لئے تھا۔ بلاشبہ مہاراج رام چندر نے کشتری دھرم کو پورا کیا اور دُشٹ راون کو جو کہ ان کی استری کو جدا کر لے گیا تھا مناسب سزا دی۔ یہ بھی نہایت اعلےٰ درجہ کا کام تھا۔ مگر گورو گوبند سنگھ نے اپنی قوم اور ملک کی ہزارہا بلکہ لاکھوں استریاں ہری جانے کی وجہ سے محض دوسروں کی خاطر نہایت مشکل وقت میں کام کیا جب کہ نہ صرف ان کا مددگار کوئی نہ تھا۔ بلکہ ملک کے اپنے ہی بہت سے ہندو راجا لوگ قوم فروش بن کر ان کو مصائب اور تکالیف میں باعث اضافہ ہو رہے تھے۔

کرشن مہاراج نہایت دانا تھے۔ یہ اور بات ہے اگر انہوں نے محض اپنی کُل کی حفاظت کی خاطر کنس کو مارا۔ تو ہم دیکھتے ہیں گورو گوبند سنگھ نے ہزارہا کُلوں کی حفاظت کی خاطر ملوا سر کٹائی۔ اگر انہوں نے راجا جراسندھ کو پچھاڑا تو اس لئے کہ راجا جراسندھ کے متواتر حملوں نے شری کرشن کو جلا وطن ہونے کے لئے مجبور کیا ہُوا تھا۔ یہ سچ ہے کہ کنس اور جراسندھ نہایت ظالم تھے اور ان کا تباہ کرنا کشتری پُتر کرشن کا دھرم تھا۔ مگر کون یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ مہاراج کرشن نے یہ سب کچھ محض قوم پرستی کی خاطر کیا اور اگر یہ مان بھی لیا جاوے۔ کہ یہ سب کچھ دیش بھگتی کے

لئے ہُوا تو بھی ذرا خیال فرماؤ۔ کرشن خود راجا تھا۔ راج پُتر تھا۔ گوجرات اس کی راجدھانی تھی۔ کئی راجے اس کے مددگار تھے۔ پانڈوں کی اتنی بڑی حکومت اسکی مددگار تھی۔ دیش کشتریوں کے قبضہ میں تھا۔ مگر گورو گوبند سنگھ کے وقت سب کچھ ان کے خلاف نظر آتا ہے÷

کہا جا سکتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ نے اپنے باپ کا بدلا لینا ہوگا مگر یہ تب ہو سکتا ہے اگر وہ اپنے باپ کو ملک پر قربان ہونے کے لئے تیار نہ کرتا۔ تواریخوں کا مطالعہ کرو اور دیکھو۔ بالک گوبند سنگھ اپنے باپ کو قربان ہونے کے لئے کسطرح اُبھار رہا ہے؟ ہم پوچھتے ہیں اگر گورو گوبند سنگھ کے دل میں باپ کا بدلا لینے کا خیال تھا۔ تو گورو تیغ بہادر جی سے پہلے مسلمان بادشاہوں نے کروڑوں ہندوؤں کو قتل کیا تھا کسی کے دل میں بدلا لینے کا خیال کیوں نہ پیدا ہُوا؟ خیر! شری گورو گوبند سنگھ جی بادشاہی افواج سے شکست کھا کر برابر چٹان کی طرح مضبوط رہے اور راجہ لسبو ہلی کے ساتھ جس نے اُن کو اپنے پاس ٹھہرا لیا تھا شکار وغیرہ کھیلنے میں خوش رہنے لگے۔ ایک دن شکار کھیلتے کھیلتے راجا کھمبور سے ملاقات ہوئی اُس نے شری گورو جی سے اپنے مکان پر چلنے کیلئے پرارتھنا کی۔ جسے شری گورو جی نے منظور فرمایا اور اس کے ہمراہ ہو گئے۔ مگر کچھ دن وہاں ٹھہر کر اپنا کام پھر سے شروع کرنے کی غرض سے نکل پڑے÷

شری گورو جی کا پھر کام شروع کرنے کی کوشش کرنا

راجا کھمبور سے رخصت ہو کر شری گورو جی سکندر کی دھار وغیرہ مشہور جگہوں کو دیکھتے ہوئے باکھی کے میلہ پر روال سر پہ آ مقیم ہوئے۔ وہاں× آپ کی آمد

× وہاں پر گورو گوبند سنگھ جی کی یاد میں ایک مندر ابھی تک بنا ہُوا ہے۔

ٹنکرا امیر لوگ - کچھ پہاڑی راجے اور بہت سے مرید لوگ درشن کرنے کی غرض سے آکر اکٹھے ہوگئے - شری گورو جی نے بھی اپنا دربار لگایا - اسی وقت بھرے دربار میں ایک شخص مسمی اُودھو راجپوت ساکن فرخ آباد نے ایک دونالی بندوق شری گورو جی کے سامنے نذر کی ؛

شری گورو جی نے فوراً اس بندوق کو بھر کر اپنے دربار میں باآواز بلند کہا " کوئی ایسا مرید بھی ہے جو اسی وقت اس بندوق کا نشانہ بننا منظور کرے ؟" اس کے جواب میں بہت سے سکھ لوگ ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوگئے اور بولے " دھن ہے قسمت اگر آپ ہمیں اپنے ہاتھ سے اس بندوق کا نشانہ بنا دیں " یہ دیکھکر پہاڑی راجگان نہایت حیران و پریشان ہوئے اور شاباش کا نعرہ بلند ہُوا - اس بات کا اثر پہاڑی راجگان اور دیگر ناظرین پر بہت اچھا پڑا - سب حاضرین کو یقین ہوگیا کہ بھارت کے دن اب اچھے آنے والے ہیں ؛

اس میلے کے بعد شری گورو جی منڈی کے راجا شیو دھر سین کے پاس آکر مقیم ہوگئے - راجا نے آپ کی بڑی دھوم دھام - محبت اور خلوص کے ساتھ پیشوائی کی اور کچھ دیر آپ کو نہایت عزت سے اپنے پاس ٹھہرایا* - وہاں سے آتے وقت شری گورو جی نے ایک کتاب منڈی کے راجا کو خوش ہو کر دی - ابھی شری گورو جی منڈی میں ہی تھے کہ وہاں پر اُن کو اطلاع ملی کہ بہت سے سکھ لوگ مختلف قسم کے نذرانے لیکر درشن کرنے آرہے تھے - مگر راستہ میں کلموٹھا کے راجا نے اُن کو لوٹ لیا ہے - یہ خبر سُنتے ہی شری گورو جی نے اپنے بڑے فرزند شری اجیت سنگھ جی کو کچھ فوج ہمراہ دیکر کلموٹھا پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کر دیا - اُدھر جوالا مکھی کا مہنت مسمی دیجے بھارتی یہ خبر پاتے ہی پانچسو ناگے فقیروں کی فوج کو ہمراہ لیکر راجا کلموٹھا

*راجدھانی منڈی میں بیاسا کے کنارے پر جہاں شری گورو جی ٹھہرے تھے - ایک اعلےٰ سنہاسن اب تک بنا ہوا ہے -

کی مدد کے لئے چلا آیا - جب یہ خبر شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے سُنی تو وہ خود اجیت سنگھ جی کی مدد کے لئے جا پہنچے - دونوں طرف سے خوب جنگ ہوئی - بہت سے بہادران کام آئے - آخرکار کلمو ٹھا کے راجا کو شکست فاش ہوئی - سکھ لوگوں نے اس علاقہ کے دیہات میں بھی کچھ لوٹ مار مچائی - بعد میں جوالا مکھی میں جا کر وجے بھارتی کے مٹھ کو بھی تباہ کر دیا - وہاں سے چلکر شری گورو جی ماہ بھاگھ کے آخر سمت ۱۷۵۸ بکرمی میں پھر اپنے پرانے شہر آنندپور میں تشریف لے آئے - یہاں آکر جو زر در نگ کے پارچات وجے بھارتی کے مٹھ سے لوٹے گئے تھے وہ اساد ھوؤں کو دیدئے - اور پھر قلعہ کی مرمت کروائی اور جنگ کے لئے بہت قسم کا سامان بھی جمع کرنے لگے - ایسے ہی ایک دن دربار عام لگا کر اپنے چاروں پتروں کا امرت سنسکار کیا - اور انمیں نہایت حوصلہ بھر دیا - انعامات تقسیم کئے - ہزارہا غربا کو اعلیٰ بھوجن دئے - اس کے بعد ماہ ہاڑ سمت ۱۷۵۹ بکرمی میں آنندپور سے چلکر روپڑ وغیرہ شہروں میں سے گذرتے ہوئے اور اپنے ست اُپدیشوں سے بہت سے مُریدان کے شک و شبہ دور کرتے ہوئے سورج گرہن کے میلے پر کوروکشیتر میں آ ڈیرہ جمایا +

اس جگہ پر ایک پوربا دیش کا مسمی چندر ناتھ راجپوت شری گورو جی کے درشن کرنے کے لئے آیا - اس کو اپنی تیر اندازی کا بہت گھمنڈ تھا - شری گورو جی کے پاس بھی وہ ویسے ہی اپنی شیخیاں مارنے لگا - شری گورو جی نے اسکے بہادر ہونے کی وجہ سے عزت تو کی - مگر اس کو اپنی تعریف کا بے حد خواہاں سمجھکر اس کا گھمنڈ بھی توڑنا چاہا اور اسی وقت اس کو تیر چلانے کا حکم دیا - اس نے تیر تان کر خوب زور سے چھوڑا تو وہ ایک کوس پر جا گرا - پھر اس نے شری گورو جی سے بھی تیر چلانے کی پرارتھنا کی - شری گورو جی کا تیر اس کے تیر سے آدھ کوس آگے جا پڑا - دیکھنے والے نہایت خوش اور حیران ہوئے - اور اس کا بھی گھمنڈ ٹوٹا +

سورج گرہن کے موقعہ پر شری گورو جی نے براہمنوں کو بہت سا دان دیا اور ایک گدھا بھی گہنے کی بجائے دان دینا چاہا - مگر کسی براہمن نے وہ لینا منظور نہ کیا - آخر ایک براہمن پنڈت منی رام نے جو کہ اس زمانہ میں نہایت سالم شخص تھا لے لیا - اسکو شری گورو جی نے بہت سے زرومال کے علاوہ اپنا دستخطی ایک حکمنامہ بھی دیا - وہ حکمنامہ اس کی اولاد کے پاس اب تک موجود ہے - میلے کے بعد وہاں سے چلکر شری گورو جی موضع چکور میں آ مقیم ہوئے +

شاہی فوج کا شری گورو جی پر حملہ

اُنہی دنوں میں بادشاہی فوج (دو ہزار سوار پیادہ) دہلی سے لاہور کو جا رہی تھی - حیدر بیگ اور الف خان نامی دو اس کے سپہ سالار تھے - اُنہوں نے شری گورو جی کو میدان میں اُترے دیکھکر لوٹنا چاہا - اور اچانک حملہ کرنے لگے - اُدھر سے شری گورو جی کے ہمراہی سکھ لوگ بھی اسی وقت تیار ہو گئے - خوب جنگ ہوا دونوں طرف کے بہادر کام آئے - آخر کار شاہی فوج نے سیدھا لاہور کا راستہ لیا - اور شری گورو جی بعد میں آنندپور چلے گئے +

انہیں دنوں میں ایک باشندہ پشاور دیوان کابلی مل کشتری ہزاروں روپیہ نقد اور دیگر کئی قسم کے تحائف کے علاوہ پچاس کابلی سپاہی شری گورو جی کی نذر کے لئے لایا - جنکو دیکھکر شری گورو جی بہت خوش ہوئے -

پندرھواں باب ۱۵

شری گورو جی کیساتھ اورنگزیب کیطرف سے سخت جنگ

راجا بھیم چند کھلور یا جو کہ ہمیشہ سے شری گورو جی کا مخالف چلا آتا تھا۔ اس نے (سنت‌ھ) خفیہ پولیس کی معرفت شاہ اورنگ زیب کو یہ خبر پہنچائی کہ گوبند سنگھ نامی فقیر جسکا باپ بادشاہی حکم سے سمت ۱۷۳۲ بکرمی میں دین اسلام کے معاملہ میں قتل کروا دیا گیا تھا۔ وہ اس علاقہ میں اسقدر زور پکڑ گیا ہے کہ جسکا مقابلہ کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس نے ایک سکھوں کا نیا مذہب بنایا ہے۔ جسکو وہ اپنے مذہب میں شامل کرتا ہے۔ اس کو اپنی فوج میں بھرتی کر لیتا ہے۔ اسی طرح پر بہت سی فوج بھی اس نے تیار کر لی ہے۔ اپنا ٹھاٹھ بادشاہوں کا سا بنا رکھا ہے اور سچا بادشاہ کہلاتا ہے۔ ڈاکہ مارنے والے بہت سے لوگ اس کے ہمراہ رہتے ہیں اور اکثر وہی لوگ اس کے نئے فرقہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اگر ابھی اس کا مناسب انتظام نہ کیا جاویگا۔ تو بعد میں بادشاہی میں یکبارگی ہلچل مچ جانے کا اندیشہ ہے اس کا انتظام کرنا اس وقت مشکل ہو جاویگا۔ وغیرہ وغیرہ اطلاعیں پہنچانے کے تھوڑے ہی دن بعد کئی ایک پہاڑی راجگان کو ہمراہ لیکر راجا بھیم چند خود بادشاہ اورنگ زیب کے پاس پہنچا۔ اور وہی تمام قصہ اپنے منہ سے کہہ سنایا۔ عالمگیر کو پہلے ہی خفیہ پولیس نے بے چین کر رکھا تھا۔ اب پہاڑی ہندو راجگان کا ان کے مخالف ہونا دیکھکر اس موقعہ کو اس نے نہایت ہی غنیمت خیال کیا۔

فوراً ہی صوبہ سرہند کے نام شاہی حکم شری گورو گوبند سنگھ جی کو گرفتار کرنے کا جاری کیا اور امیر خاں وغیرہ تین سرداران کو کچھ فوج دیکر راجہ بھیم چند کے ہمراہ صوبہ سرہند کی مدد کے لئے دہلی سے روانہ کیا۔ شاہی حکم کے سنتے ہی صوبہ سرہند نے دہلی سے آئی ہوئی فوج اور پہاڑی راجگان کو ہمراہ لیکر ۱ ماہ پھاگن سمت ۱۷۵۹ بکرمی میں قلعہ آنندپور کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ اور چار پانچ روز تک ایسی سخت لڑائی ہوئی جو کہ پہلے کی تمام لڑائیوں سے سبقت لے گئی تھی۔ دونوں طرف کے سینکڑوں جوان مارے گئے۔ مگر سکھوں کی فوج نے کچھ خیال نہ کیا کیونکہ یہ لوگ بہت ڈٹے ہوئے تھے۔ آخر کار چھٹے روز شری گورو گوبند سنگھ جی

مہاراج نے اپنی فوج کو ہمراہ لیکر یکدم اسقدر زور کے ساتھ حملہ کیا کہ وہ لوگ دور تک پیچھے ہٹ گئے۔ اسی وقت بادشاہی فوج کا سردار عظیم خاں ایک مشہور پٹھان شری گورو گوبند سنگھ جی کے سامنے آیا۔ اور اُس نے تلوار سے وار کیا۔ اس کے وار کو بچا کر شری گورو گوبند سنگھ جی نے اس کے اوپر وار کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو کر گھوڑے سے نیچے گر پڑا۔ اس کے بعد شاہی فوج کا سردار بیدے خاں نکلا اس نے بھی آتے ہی شری گورو جی پر تلوار کا وار کیا جس کو ڈھال پر لیکر شری گورو جی نے اس کو بھی عظیم خان کے پیچھے پیچھے روانہ کر دیا۔ ایسے ہی اسوقت شری گورو گوبند سنگھ جی کے سامنے جو کوئی آیا تلوار کی گھاٹ پار اُترا۔ شری گورو جی نے اپنی فوج میں بہت سے مسلمان پٹھان بھرتی کر رکھے تھے۔ اسوقت ان میں سے سید بیگ اور ماموں خاں نامی دو بہادر نکلے اور بادشاہی فوج پر کود پڑے کیٹی بُزدل ان کے آگے آگے دوڑنے لگے۔ آخر ایک شخص مسمی ہری چند جبو والیا ماموں خاں کے سامنے ہُوا۔ مگر ایک ہی وار کر کے ماموں خاں کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ اس کے بعد غصہ میں آکر شاہی فوج کا بہادر دین بیگ ماموں خاں کے مقابلہ میں آیا۔ ماموں خاں نے بہت دیر تک اس کا مقابلہ کیا۔ مگر آخر کار تھک کر اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اپنے دوست کا قتل دیکھکر سید بیگ کو بہت غصہ آیا اور اسی وقت دین بیگ کے مقابلہ میں آپہنچا۔ پہلے دو ایک وار آپس میں خالی گئے۔ آخر سید بیگ نے ایسا ٹھہر اکر وار کیا کہ دین بیگ کا سر میدان جنگ کا گیند بن گیا اور اس کے بعد جس نے سر اُٹھایا اس کی بھی وہی حالت ہوئی۔ اس کے بعد سکھوں نے یکبارگی تلواریں کھینچکر ایسا زور سے حملہ کیا کہ بادشاہی فوج دم دبا کر بھاگنے لگی۔ راجا بھیم چند بھی زخمی ہُوا اور اس کا دیوان بھی بہت سی پہاڑی سپاہ کے ہمراہ کام آیا بھاگتی ہوئی شاہی فوج کا بہت سا سامان سکھوں کے ہاتھ آیا۔

اورنگ زیب کی طرف سے پھر حملہ ہونا اور شری گورو جی

کی فتح

جب شاہی فوج کو شکست فاش کی خبر دہلی میں شاہ اورنگ زیب کو پہنچی تو وہ نہایت بے چین ہوا - اُس نے اسی وقت لاہور اور کشمیر کے صوبوں کے نام حکمنامے لکھ بھیجے - کہ (۱) جس طرح ہو سکے فوراً گورو گوبند سنگھ کو پکڑ کر قید کرو - (۲) اگر ہاتھ نہ آئے تو اس کا سر کاٹ کر شاہی دربار میں حاضر کرو - دونوں باتوں میں سے کسی ایک کے کرنے میں دیر نہیں لگنی چاہیئے - اور ایک سردار بیس ہزاری کو ہمراہ دیکر بہت سی فوج دہلی سے بھی آنندپور کو روانہ کی اور شمس الدین اور حمید خاں سپہ سالاران کو بھی ہمراہ بھیجدیا - اُدھر سے بادشاہی حکم کے پہنچتے ہی صوبہ لاہور اور کشمیر بھی اپنی اپنی افواج کو آراستہ کرکے چل پڑے - صوبہ لاہور کی طرف سے دلاور خاں و صفدر خاں حاکمان جالندھر اور عبدالصمد خاں حاکم قصور بھی کوہستان کے راجوں سمیت تیار ہو کر آیا - اُدھر سے پہاڑی راجگان بھی اپنی اپنی فوج لیکر چلے آئے اور سمت ۱۷۶۱ بکرمی کے آغاز میں چاروں طرف سے آنندپور کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا - اُدھر شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے بھی پہلے ہی خوب انتظام کر رکھا تھا جہاں خطوط لکھکر دس ہزار کے قریب سکھوں کی فوج جمع کر لی تھی - اور اس کی تقسیم بھی اس طرح کر دی تھی - کہ اپنے بڑے فرزند اجیت سنگھ کے ہمراہ دو ہزار سپاہ دیکر اس کو کیسر گڑھ کے قلعہ میں مقرر کیا - ناہر سنگھ اور شیر سنگھ کو ایک ہزار سپاہ سوار پیادہ دیکر لوہ گڑھ کے قلعہ میں مقرر کیا - ایسے ہی عالم سنگھ اور سنگت سنگھ کو تین ہزار فوج دیکر قلعہ دمدما پر مقرر کیا - اُدے سنگھ اور الٹیور سنگھ کو ایک ہزار افواج ہمراہ دیکر اگم پورہ میں ٹھہرایا اور خود پانچوں پیاروں اور باقی ماندہ فوج کے ساتھ آنندپور کے قلعہ میں مقیم ہوئے - اس طرح کوئی بھی مورچا خالی نہ چھوڑا ہر جگہ حصص کرکے سکھ لوگ جما دیئے ۔

بادشاہی افواج نے آتے ہی بندوقوں اور توپوں کی بھرمار شروع کر دی۔ ادھر قلعہ کے اندر سے بھی توپیں بندوقیں چھوٹنے لگیں۔ دن بھر لڑائی ہوتی رہی۔ بادشاہی فوج کا میدان میں ہونے کی وجہ سے بہت نقصان ہوا۔ بہت سے بہادر کام آئے۔ شام ہو جانے سے لڑائی ختم ہوئی۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی بھائی دیا سنگھ اور اُدے سنگھ نے اپنے مورچے کو کچھ آگے بڑھایا۔ جسکو دیکھکر شاہی فوج کے بہادروں کو بہت غصہ آیا اور ایکدم ایسے ٹوٹ پڑے کہ سکھوں کو پھر اپنا مورچہ پیچھے ہٹا لینا پڑا۔ مگر قلعہ کے اندر سے توپوں اور بندوقوں کی ایسی بھاڑ ہوئی کہ جس سے ہزارہا اچھے اچھے بہادراں ملک عدم کو سدھار گئے۔ قلعہ کے اندر سے گولی۔ گولہ۔ تیر جو کچھ باہر آتا اس کا نشانہ خطا نہ جاتا اور کوئی نہ کوئی ضرور اس سے ہلاک ہو جاتا۔ مگر باہر سے قلعہ کے اندر جانے والا کوئی گولہ یا تیر ایک فیصدی ہی نشانہ درست لگتا ہوگا۔ اسی وجہ سے دو ہی روز میں بادشاہی فوج کے ہزارہا سپاہی کام آئے۔ مگر سکھ لوگ قلعہ کے اندر بہت ہی کم مارے گئے۔ تیسرے روز شری گورو جی کے پتر اجیت سنگھ جی نے سوچا کہ کل شاہی فوج نے صرف قلعہ آنند پور کا ہی محاصرہ کرے بیٹھی ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر ہم سب کو اس قلعہ میں بیٹھے رہنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سوچکر اس نے اپنے دو ہزار سکھوں کو ساتھ لیکر شام کے وقت دن بھر لڑ لڑ کر تھکی ماندی بادشاہی فوج پر پیچھے سے ایسے زور سے دھاوا کیا کہ شاہی فوج اپنا آپ نہ سنبھال سکی اور جس تس طرح آگے سے لڑتی ہوئی پیچھے ہٹنے لگی۔ بہت سے سپاہی تو یکدم بھاگ نکلے یہ موقعہ دیکھکر شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے بھی اپنے پتر کی مدد کے لئے قلعہ چھوڑ دیا اور باہر نکل کر تمام سکھ یکدم مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ شاہی فوج فوراً ہی میدان خالی کر کے بھاگ نکلی۔ تین کوس تک سکھوں نے ان کا تعاقب کیا اور بھاگتے ہوئے بھی کئی سپاہی مارے گئے عظیم خاں اور دلاور خاں وغیرہ۔ سرداران بھی کام آئے۔ سکھ لوگ اپنی فتح کے نعرے لگاتے ہوئے قلعہ آنند پور میں آکر آرام کرنے لگے

صوبہ سرہند کا شری گورو جی پر حملہ کرنا اور گورو جی کی فتح

ادھر صوبہ سرہند ایک اونچے ٹیلے پر بیٹھ کر اس جنگ عظیم کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بادشاہی فوج کو سکھوں سے شکست کھاتے دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور راجا بھیم چند کو اپنے پاس بلاکر سکھ لوگوں کے بہت کم تعداد میں ہونے پر بھی ان کی کامیابی کا راز دریافت کرنے لگا۔ اس پر راجہ بھیم چند نے کہا۔ صوبہ صاحب! کیا جانے ان میں کون سی بلا بسی ہے۔ جو بھی شخص گورو گوبند سنگھ کے ہاتھ سے پانی میں لوہا گھسا ہوا پی کر اس کے نئے مذہب میں داخل ہوتا ہے وہ خواہ کسی قوم کا ہو مرنے مارنے سے ذرا بھی خوف نہیں کھاتا۔ میدان جنگ میں پیچھے ہٹنا تو ان کے مریدان میں کسی ایک کو بھی نہیں آتا۔ جنگ میں مرنا یا مارنا ان لوگوں نے اپنا دھرم سمجھا ہوا ہے۔ اپنے گورو کے کہنے پر جان دے دینی تو ان لوگوں کے سامنے معمولی سی بات ہے۔ ہم لوگوں نے بھی ان کے ساتھ کئی دفعہ جنگ کئے مگر ان لوگوں نے ایک دفعہ بھی ہار نہ مانی۔ ان لوگوں میں اتفاق بھی اس قدر ہے۔ کہ جہاں ایک گرے اسی جگہ سب آگرتے ہیں۔ خدا معلوم ان کو کیا گھول کر پلایا جاتا ہے یا کیا تعلیم دی جاتی ہے؟ پانچ پانچ آدمی پچاس پچاس کا مقابلہ کرنے کو تیار رہتے ہیں مگر پیٹھ دکھلانا ہرگز نہیں جانتے۔ اس جواب کو سنکر صوبہ سرہند اور بھی حیران ہو گیا مگر رات ہو جانے کی وجہ سے اس دن تو کچھ نہ کر سکا۔ دوسرے روز شری گورو جی ایک اونچی سی جگہ پر بیٹھے اپنے سر کی دستار سجا رہے تھے۔ اسی وقت راجہ بھیم چند کے حکم سے گولنداز نے اسی اونچی جگہ پر گولوں کے نشانے لگانے شروع کر دیئے بہت سے گولے پڑنے کے باوجود شری گورو جی بال بال بچ گئے مگر اور بہت سے سکھ لوگ کام آئے۔ اسی جگہ سے ایک طرف ہو کر شری گورو جی نے دشمن کی

فوج پر اسقدر تیروں کی بارش کی کہ ان لوگوں کو اپنے خیمے دور تک پیچھے ہٹا لینے پڑے یہ روایت یہاں تک مشہور ہے کہ قلعہ کے دو کوس دور سیمبل کے درخت کے نیچے جہاں پر صوبہ لاہور اور صوبہ کشمیر آپس میں چوسر کھیل رہے تھے دو چار تیر شری گورو جی نے وہاں بھی پھینکے جن کو دیکھکر ان لوگوں نے متحیر ہو کر کرامات سی خیال کرلی۔ ان کا شبہ دور کرنے کی غرض سے شری گورو جی نے ایک تیر کے ساتھ ایک خط لکھکر باندھ دیا جس میں تحریر فرمایا کہ یہ کوئی کرامات نہیں ہے۔ بلکہ ابھیاس ہے۔ اسی طرح کچھ دیر تک جنگ ہوتی رہی۔ بالآخر جب شاہی فوج مایوس ہوگئی تو اس نے چاروں طرف سے قلعہ آنندپور کا محاصرہ کر لیا اور قلعہ کے اندر سب سامان گھاس دانا وغیرہ جانے سے روک دیا۔ مگر سکھ لوگوں کے پاس جب تک کچھ بھی کھانے کو باقی رہا اندر ہی سے گولی گولوں کی بارش کرتے رہے۔ مگر جب سامان رسد بالکل ختم ہو گیا۔ تو اسی دن آدھی رات کے وقت سرداران ناہر سنگھ۔ شیر سنگھ۔ بیدو اور دیا سنگھ وغیرہ بہادران اپنی دو ہزار فوج کو ہمراہ لیکر بادشاہی لشکر پر اچانک آ ٹوٹے اور تلواریں کھینچکر دشمنان کا ستیاناس کرنے لگے۔ سکھ لوگوں نے ایسا پر زور چھاپا مارا کہ چاروں طرف سے کٹا کٹ تلواروں کی ہی آواز سنائی دینے لگی۔ تلواروں کے ساتھ "جیئے شری گورو جی کی" کا نعرہ بھی سنائی دیتا تھا۔ دشمنان کو چاروں طرف خالصہ ہی خالصہ نظر آنے لگے۔ بادشاہی فوج دن بھر کی تھکی ماندی بے ہوش پڑی تھی۔ یکایک چھاپہ پڑنے کی وجہ سے فوج میں کھلبلی مچ گئی۔ اندھیرے میں لشکر گھبراہٹ کی وجہ سے آپس میں ہی لڑ لڑ کر مرنے لگے اور تھوڑی ہی دیر بعد ہوش سنبھلنے پر پیچھے بھاگ نکلے۔ دن چڑھتے تک دس بیس کوس نکل گئے۔ اس جنگ میں دو چار پہاڑی راجے بھی کام آئے اور ان کے ہمراہی پہاڑی اچھے اچھے بہادر بھی مارے گئے۔ شکست خوردہ شاہی فوج کا سرو سامان گولی بارود وغیرہ

سب سکھوں کے ہاتھ آ گیا۔

سولھواں باب ۱۶

جب شاہی فوج کی شکست فاش کی خبر بادشاہ کو دہلی میں پہنچی تو وہ نہایت متحیر ہوا۔ اس نے پُرغصہ کہا کر پنجاب بھر کے تمام صوبوں اور حاکموں کو لکھ بھیجا کہ بہ یکدم سب لوگ ملکر آنندپور کو برباد کر ڈالو اور باغی گوبند سنگھ کو جلد گرفتار کر دیا اس کا سر کاٹ کر شاہی دربار میں حاضر کرو۔ جو کوئی بہادر اس کام کو انجام دیگا۔ اس کو شاہی دربار میں اعلےٰ عہدہ عطا کیا جاویگا۔ پیٹھ دکھا کر بھاگنے والے بزدل لوگ سر دربار قتل کر دئے جاوینگے۔

شاہی حکم پہنچنے کی دیر تھی کہ تمام شاہی افواج فوراً ہی اکٹھی ہو گئیں۔ بائیس دھار کے پہاڑی راجے بھی اپنی اپنی فوج ہمراہ لیکر اکٹھے ہو گئے۔ نیز شیر محمد خاں وغیرہ افغانان مالیر کوٹلہ۔ نجیب خاں و رحمت خاں حاکمان جالندھر۔ ہیبت خاں و عثمان خاں پٹھانان قصور۔ محمد خاں و کریم خاں حاکمان پھگواڑہ۔ دلاور خاں حاکم کانگڑہ رستم خاں حلواڑا۔ زبردست خاں حاکم کشمیر۔ سعادت خاں صوبہ پشاور۔ علاوہ نواب لاہور۔ وزیر خاں سرہندی۔ تلونڈی۔ لوہ۔ بولاڈھ و رانیاں کے سب راجپوت و زمیندار اپنی اپنی افواج لیکر آنندپور کے قلعہ پر چڑھ آئے اور ماہ چیت سمت ۱۷۶۱ بکرمی میں جنگ شروع ہو گیا۔ بادشاہ نے اپنی کل طاقت فقیر اور قوم پرست گوبند سنگھ کو تباہ کرنے میں استعمال کر دی۔ ہاتھی کے ساتھ چیونٹی کا جنگ تھا۔

اس جنگ میں اگرچہ سکھوں کی نسبت بادشاہی افواج کئی گنا زیادہ تھیں تاہم بہادر سکھوں نے اپنی طاقت سے بڑھکر مقابلہ کیا۔ مگر جب دشمنان کو پیچھے نہ ہٹا سکے تو قلعہ بند ہو کے دشمنوں کے حملے کا جواب ان اتواپ کے ذریعہ دیتے رہے چونکہ قلعہ

کی دیواروں پر لکھی ہوئی تھیں (ان الواح میں سے دو تو میں لاہور کے عجائب گھر میں رکھی ہوئی ہیں ۔ مصنف) کئی روز تک متواتر جنگ جاری رہی ۔ بہت سی شاہی فوج کام آئی ۔ آخرکار قلعہ کے اندر تمام سامان خوراک گھاس دانا وغیرہ ختم ہو گیا اور باہر سے دشمنان نے اس کا جانا بھی بند کر دیا ۔ بلکہ باہر کا باہر ہی روک بیٹھ گئے ۔ دو چار روز تک سکھوں نے بھوکے رہ کر بھی لڑنا بند نہ کیا ۔ آخرکار جب بھوک کے ہاتھوں موت دکھائی دینے لگی تو سب کی یہ رائے ہوئی کہ قلعہ خالی کر دیں اور میدان میں نکل کر جنگ کریں ۔ مگر شری گورو جی اس رائے کے خلاف تھے وہ یہ کہتے تھے کہ اگر ایک ہفتہ آپ لوگ گذار لیں تو فتح ہماری ضرور ہوگی مگر بھوکے سکھ لوگ کیا کرتے ۔ بھوکے رہ کر لڑنا نہایت مشکل تھا ۔ ادھر میدان میں پڑی بادشاہی افواج بہت دن تک لڑتی ہوئی تنگ آ چکی تھی ۔ پہاڑی راجگان بھی تنگ آ چکے تھے ۔ اس لئے سب نے ملکر دھوکہ دینا چاہا اور شری گورو گوبند سنگھ جی کو ایک اقرار نامہ لکھکر بھیجا کہ ہم لوگ اپنے دین ایمان کی قسم کھا کر آپ کے ساتھ اقرار کرتے ہیں ۔ کہ اگر آپ کچھ دن کے لئے قلعہ آنندپور کو چھوڑ کر کسی اور جگہ تشریف لے جاویں تو بادشاہی حکم بھی پورا ہو جائے اور آپ کے اور ہمارے دونوں کے جان و مال بھی بچ رہینگے ۔ کیونکہ ہمارے لئے شاہی حکم یہ ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آنندپور کا قلعہ تباہ کئے بغیر واپس آئیگا ۔ تو وہ سرِ دربار قتل کر دیا جاویگا ۔ اس لئے ایسے موقعہ پر آپ کے لئے یا تو قلعہ چھوڑ دینے یا بہت سے لوگوں کو قتل کروانے کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے ۔ اگر آپ اپنا زر و مال و سامان وغیرہ لیکر قلعہ خالی کر جاوینگے تو ہم بھی ادھر بادشاہ کو لکھ بھیجیں گے کہ قلعہ تباہ کر ڈالا گیا ہے ۔ آپ کے نکلتے ہوئے دھن دولت پر کوئی شخص ہاتھ تک پھیلائیگا ۔ اس کے لئے ہم اپنے دین و ایمان کی قسم

کھاتے ہیں۔
اُدھر بھوک کے مارے سکھوں نے بھی ماتا کو سمجھا بجھا کر گورو جی کے پاس بھیجا کہ صلح کر لو اور قلعہ چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جاؤ کیونکہ شاہی لشکر بہت زیادہ ہے اور ہمیں فتح ہونے کی امید نہیں ہے۔ مگر گورو جی نے نہ مانا اور کہا کہ یہ لوگ دھوکہ دیتے ہیں ان پر ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ یہ دشمنوں کی چال ہے۔ پھر گورو جی نے سکھوں کو یقین دلانے کی غرض سے یہ کیا کہ جتنا ٹوٹا پھوٹا گھوڑوں کے توبڑوں اور سازوں کا چمڑہ پڑا ہوا تھا۔ اور پرانے جوتے اکٹھے کر کے صندوقوں میں بھر کر خچروں پر لاد کر باہر روانہ کر دئے۔ جس کو شاہی فوج نے خزانہ سمجھ کر قلعہ سے نکلتے ہی لوٹ لیا۔ جب کھولا تو شرمندہ ہوئے۔ مگر پھر بھی بھوک کے مارے سکھوں کو صبر نہ آیا اور انہوں نے قلعہ چھوڑ کر بھاگنا ہی مناسب سمجھا۔ شری گورو جی نے ان کو بہت سمجھایا۔ مگر انہوں نے ایک نہ مانی۔ آخر جب گورو جی نے دیکھا کہ وہ ایک نہیں مانتے تو شری گورو جی نے سب سکھوں کو اکٹھا کر کے کہا کہ اچھا تمہاری مرضی تم چلے جاؤ۔ مگر ہم کو یہ لکھ کر دے جاؤ کہ نہ تم ہمارے گورو اور نہ ہم تمہارے چیلے۔ سب سکھوں نے یہ لکھ کر دے دیا۔ صرف ۴۰ سکھ٭ پانچ پیارے اور گورو جی کے فرزندان باقی رہ گئے۔ جنہوں نے نہ لکھا اور اپنے گورو پر

٭ان ۴۰ سکھوں کے نام یہ ہیں (۱) جواہر سنگھ جی (۲) ارجن سنگھ جی (۳) مانک سنگھ جی (۴) کرپال سنگھ جی (۵) دیال سنگھ جی (۶) گوردواس سنگھ جی (۷) ٹھاکر سنگھ جی (۸) پریم سنگھ جی (۹) ہری داس سنگھ جی (۱۰) سنگی سنگھ جی (۱۱) گلاب سنگھ جی (۱۲) خباب سنگھ جی (۱۳) کھڑک سنگھ جی (۱۴) بینے سنگھ جی (۱۵) نلوا سنگھ جی (۱۶) سہج سنگھ جی (۱۷) چڑت سنگھ جی (۱۸) جھنڈا سنگھ جی (۱۹) سُجان سنگھ جی (۲۰) گنڈا سنگھ جی (۲۱) کرشن سنگھ جی (۲۲) ابنی سنگھ جی (۲۳) گوردت سنگھ جی (۲۴) سیوا سنگھ جی (۲۵) کرم سنگھ جی (۲۶) رنجیت سنگھ جی (۲۷) نارائن سنگھ جی (۲۸) جیمل سنگھ جی (۲۹) گنگا سنگھ جی (۳۰) جوالا سنگھ جی (۳۱) ہمیر سنگھ جی (۳۲) سردول سنگھ جی (۳۳) لکھما سنگھ جی (۳۴) پنجاب سنگھ جی (۳۵) دامودر سنگھ جی (۳۶) سنت سنگھ جی (۳۷) وساوا سنگھ جی (۳۸) سروپ سنگھ جی (۳۹) لکھبان سنگھ

بقیہ صفحہ ۱۹۹۔

قربان ہونا ہی مناسب خیال کیا۔ بالاخر ناچار نصف رات کے وقت شری گورو جی نے
پہلے اپنے قبیلہ کو دو چار مریدوں کے ہمراہ باہر نکالا۔ بعد میں خود بھی فوج کے ہمراہ آہستہ
آہستہ قبیلہ کے پیچھے نکل آئے۔ جو سکھ لوگ راستہ بند ہونے کی وجہ سے قلعہ کے باہر
رکے ہوئے تھے وہ بھی شری گورو جی کے ساتھ ہو لئے۔ جب قلعہ چھوڑ کر تھوڑی ہی دور
گئے تو شاہی لشکر کو بھی خبر پہنچ گئی۔ شاہی لشکر نے اپنی دین وایمان کی قسم کو ایک طرف
رکھکر فوراً ہی حملہ کر دیا۔ اُدھر آگے دریائے ستلج میں پانی بڑے زور سے چڑھا ہوا تھا
اور گزرنے کے لئے راستہ نہ تھا۔ مسلمانوں نے سکھوں کو معہ ماتا صاحبہ گھیر لیا۔ اس
وقت ان بیچاروں پر سخت مصیبت آئی۔ ماتا جی نکل گئیں۔ مگر اجیت سنگھ جی گھیر گئے
مگر پھر بھی سکھوں نے اپنی بہادری کے جوہر مسلمانوں کو خوب دکھائے۔ اور بہت دیر
تک شاہی لشکر کے حملہ کو روکے رکھا۔ جب دریا کے کنارے پہنچکر شری گورو جی نے
اجیت سنگھ جی کو اپنے ہمراہ نہ دیکھا تو اُدے سنگھ کو اُن کی مدد کے لئے واپس بھیجا۔
اُدے سنگھ نے وہاں جاکر بڑے زور سے جنگ کی۔ اندھیرے ہی میں تلوار چلتی رہی
اجیت سنگھ جی تو اس کی مدد سے بچ کر نکل گئے مگر اُدے سنگھ وہیں کام آیا۔ اس
بہادر سردار نے ایک درخت کی آڑ میں ہزاروں دشمنان کو تلوار کی گھاٹ پار اُتارا
اور پھر خود بھی مارا گیا۔ کیونکہ اس کی شکل وشباہت گورو جی سے ملتی جلتی تھی۔ اس
لئے دشمنان نے گورو جی کی موت سمجھکر نہایت خوشی منائی۔ اور شری گورو جی کو
ساتھیوں سمیت دریا پار جانے کا موقعہ حاصل ہوگیا۔ اس موقعہ پر بہت سے سکھ
لوگ دریا میں ڈوب کر ہلاک ہوئے۔ صرف جو تیرنا جانتے تھے نہایت مشکل کے
ساتھ پار ہوئے۔ مستورات کو بہت تکلیف ہوئی اور اُن کو حفاظت جان کی خاطر مردانہ
لباس بھی پہننا پڑا۔ قصہ کوتاہ یہ کہ سخت مصائب کا وقت تھا کسی کو ایک دوسرے کی

(۲۰) اُدے سنگھ جی (۲۱) عالم سنگھ جی (۲۲) رام سنگھ جی (۲۳) الشیر سنگھ جی (۲۴) اچل سنگھ جی
(۲۵) دیوا سنگھ جی (دیکھو تواریخ گورو خالصہ مصنفہ سنت سمیر سنگھ جی صفحہ ۴۹۸ ۱۸۸۹ء)

خبر نہ رہی تھی۔ جہاں جس کے سینگ سمائے وہیں جا چھپا۔

اس ہل چل میں شری گورو جی کی پرم تپسوی بھائی منی سنگھ جی وغیرہ مریدان کی حفاظت میں دہلی روانہ کردی گئی تھیں اور ماتا گوجری جی نے اپنے زوراور سنگھ اور فتح سنگھ دونوں پوتوں کو ہمراہ لیکر دوسری راہ لی۔ ان کی جو حالت ہوئی وہ آگے چلکر درج کریں گے۔ مسلمانوں کی اسوقت د لاکھ فوج تھی۔ (دیکھو گور بلاس مصنفہ مہنت سمیر سنگھ جی)

جنگ چمکور

اُدھر شری گورو گوبند سنگھ جی کی یہ حالت ہوئی کہ آگے آگے وہ اور پیچھے پیچھے تعاقب میں شاہی لشکر۔ لڑتے لڑتے ماچھی واڑے میں پہنچے۔ اسجگہ پر شری گورو جی اور سکھوں نے ہاتھ منہ دھوئے اور کچھ آرام کیا کہ اسنے میں ایک راہ جاتے مسافر نے سودا بات کی کہ کسی گورو کو جس نے بادشاہ کو بہت تنگ کیا ہوا ہے۔ اور جو ہزارہا شاہی فوج کو قتل کرکے بھاگ گیا ہے۔ دس لاکھ فوج گرفتار کرنے کی غرض سے آ رہی ہے۔ جب گورو مہاراج نے یہ بات سُنی تو آپ وہاں سے بھی بھاگ نکلے۔ اور چمکور میں جا دم لیا۔ اس جگہ دکھن کی طرف ایک باغ میں ٹھہر گئے اور دیا سنگھ جی کو وہاں کے چودھری کو بلانے کے لئے بھیج دیا۔ دیا سنگھ جی نے چودھری کو پانچ مہریں دیکر کہا کہ تم کو شری گورو جی قلعہ[5] دکھانے کے لئے بلاتے ہیں۔ چودھری نے جو کہ ایک جاٹ

نوٹ: بھائی منی سنگھ جی سری گورو جی کے خاص مریدان میں سے تھے جو کہ شری گورو جی کی وفات کے بعد ہمہ تن سکھ دھرم کے پرچار میں مصروف رہے۔ آخرکار انہوں نے بھی اپنے آپ کو اسی ہولناک زُوبلی کُنڈ میں اپنے آپ کو آہُتی کر دیا تھا۔ جس میں پہلی آہُتی شری گورو ارجن دیو جی نے ڈالی تھی۔ اس کے بعد دوسرے گوروؤں اور شری گورو گوبند سنگھ جی کے چار صاحبزادگان نے اپنے آپ کو بلیدان کر دیا تھا۔ اس مہاپُرش کی قربانی کا حال اسقدر رقت انگیز ہے کہ اسے ضرور بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

[5] یہ دراصل قلعہ نہ تھا بلکہ قلعہ کی وضع کا ایک بڑا فراخ مکان تھا۔

تھا۔ ترکوں کے خوف سے قلعہ دکھانے سے اس بہانہ سے کہ وہاں مستورات رہتی ہیں پس وپیش کیا۔ اس گاؤں میں ایک اروڑا رہتا تھا وہ گورو جی کا درشن کرنے آیا تو گورو جی نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ سکھوں نے اس کو قلعہ نہ مل سکنے کی بات سنائی اور بتایا کہ شری گورو جی اسی لئے تم لوگوں پر ناراض ہیں۔ اروڑے نے بہ سنکر گاؤں کے پردھان کو کہا کہ ہمارے گورو جی ترکوں کو تباہ کرکے آئے ہیں وہ نہایت زبردست اور رحیم ہیں ان کو قلعہ ضرور دکھانا چاہئے۔ پردھان گورو جی کے پاس آیا معافی چاہی۔ شری گورو جی نے اس کو پچاس مہریں دیکر قلعہ لے لیا۔ شاہی لشکر بھی آپہنچا اور اُس نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ شری گورو جی نے قلعہ کے چاروں طرف آٹھ آٹھ سکھ کھڑے کر دئے اور عالم سنگھ اور سان سنگھ کو چاروں طرف خیال رکھنے کی غرض سے مقرر کیا۔ مدن سنگھ اور کوٹھا سنگھ کو سیڑھیوں کی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ اجیت سنگھ زوراور سنگھ سنت سنگھ اور سنگت سنگھ کو اپنے ساتھ رکھا۔ اس وقت شری گورو جی نے سب سکھوں کو جو گنتی میں صرف چالیس تھے اور جن کا مقابلہ سینکڑوں نہیں۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں دشمنان کے ساتھ تھا للکار کر کہا۔ کہ شیرو! دلیرو! دلیش اور جاتی کے لئے مرمٹنے والے بہادرو! کیا میں نے جو کچھ آنندپور میں تم کو کہا تھا جھوٹ تھا؟ دیکھو ان لوگوں نے اس وقت ہمارا کہنا نہ مانا۔ اور ہمیں یہ مصائب دیکھنے نصیب ہوئے۔ اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ اپنے بزرگوں کی طرف خیال کرو کہ تم کن کی اولاد ہو؟ کبھی وقت تھا کہ تمہارے بزرگ چکرورتی راجا تھے۔ مگر آج ظالم ملیچھ تم پر کس طرح سخت سے سخت مظالم روا رکھ رہے ہیں۔ بہادرو جان توڑ کر لڑو۔ اگر ہم اس وقت جنگ کرنا چھوڑ دیں تو ترک ہمیں کس نام سے یاد کریں گے؟ کیا تم دنیا کے سامنے بھگوڑا بننا چاہتے ہو۔ نہیں! نہیں! ہرگز نہیں! آؤ ہم جان پر کھیل جاویں۔

سوا لکھ سے ایک لڑاؤں۔ تبے گوبند سنگھ نام کہاؤں
(ٹھیک ہے) سوکھٹ ن گنتر ہیں نہ گوپران - لیو مکت بھیل کریا تدھان

ناظرین! دیکھئے بہادری اس کا نام ہے۔ لاکھوں دشمنوں کے سامنے گورو مہاراج ذرا نہیں گھبرائے۔ آپ نے دنیا کے بڑے بڑے بہادروں کے کارنامے سُنے ہونگے۔ مگر ایسا بہادر ایک بھی نہ دیکھا ہوگا۔ آنند پور کے قلعہ سے نکلکر شری گورو جی کی وہی حالت ہوگئی تھی جو ۱۸۹۹ء میں ٹرانسوال کے جنگ میں جرنیل کرونجی کی ہوئی تھی۔ جرنیل کرونجی بوئروں کی چار ہزار فوج سمیت انگریزوں کی فوج میں گھر گیا تھا۔ ایک طرف دریا تھا تو دوسری طرف پہاڑ۔ ناچار اس نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالہ کردیا تھا۔ شری گورو جی کی بھی ایسی ہی حالت تھی رات کا وقت تھا۔ آگے دریا اور وہ بھی بہت زوروں پر پیچھے دشمنان کی لاکھوں افواج مار مار کر رہی تھیں۔ شری گورو جی نے جرنیل کرونجی کی طرح اپنے آپ کو دشمنان کے مطیع نہ کردیا تھا۔ بھلا وہ ویر اب بھی اگرچہ اس کے پاس صرف چالیس سپاہی تھے۔ اگرچہ اس کے پاس کوئی قلعہ نہ تھا کس طرح مطیع ہونا منظور کر لیتا۔ قلعہ کی وضع کے مکان پر ہی مورچے لگا دئے گئے۔ خود شری گورو جی ایک کھڑکی کے ذریعہ دشمناں پر وار کرنے لگے۔ شیر پنجرے میں بند ہے دشمنان کو اس سے اچھا موقعہ شری گورو گوبند سنگھ جی کو گرفتار کرنے کا نہیں مل سکتا تھا۔ دنیا بھر کی تواریخوں کو پڑھ ڈالو کسی جگہ یہ لکھا ہؤا نہ دیکھو گے کہ لاکھوں کی تعداد میں افواج کا مقابلہ صرف چالیس آدمیوں نے کیا ہو۔

اجیت سنگھ جی اور جھجار سنگھ جی کی قربانی

کیسی قابل غور حالت تھی؟ ایک مکان میں بیٹھے گورو گوبند سنگھ جی اتنے بھاری شاہی لشکر کا مقابلہ کر رہے تھے۔ صرف چالیس سپاہی ساتھ تھے۔ گورو جی

بکواس اس طرح گھڑے ہوئے دیکھکر خواجہ محمد اور ناہر خان شاہی افسران نے ایک ایلچی کی معرفت کہلا بھیجا کہ گورو گوبند سنگھ کا مقابلہ چھوٹے چھوٹے پہاڑی راجوں سے نہیں بلکہ اس مہان مغل کی افواج سے ہے جو کہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اور دنیا بھر کا محافظ عالمگیر اورنگ زیب ہے۔ اس لئے اس کا ایسے ناممکن کام میں کامیاب ہونے کا خیال تک کرنا بیوقوفی میں داخل ہے۔ اس کو چاہئے کہ وہ بادشاہ کی خدمت میں چلا آئے۔ اس ردّی مذہب کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کرے ÷

شری گورو جی کے نوجوان پُتر اجیت سنگھ نے جو کہ اس وقت نزدیک ہی بیٹھا ہُوا تھا تلوار کھینچ لی اور غصہ سے تمتما کر بولا وہ بکواس مت کرو۔ ایک لفظ مُنہ سے نکالو میں تمہارا تن سر سے جدا کرتا ہوں۔ ہمارے ست گورو کے سامنے بے ادبی؟* جنگ شروع ہوگیا۔ ایک ایک سکھ میدان میں آکر سینکڑوں کو مار مار کر شہید ہونے لگا۔ بہت سے ہمراہی کام آئے۔ سردار اجیت سنگھ جی نے ہاتھ جوڑ کر کہا:- ؎

مجھ کو بھی دیجو حکم کہ جوہر دکھاؤں میں - جائے بلا سے جاں پہ واپس نہ آؤں میں
میدان میں جوش سے جو قدم کو بڑھاؤں میں - بھونچال کی طرح سے جہاں کو ہلاؤں میں

میں نام کا اجیت ہوں جیتا نہ جاؤنگا
جیتا تو خیر ہار کے جیتا نہ آؤں گا۔

شری گورو جی اپنے پیارے بیٹے کے دلیرانہ الفاظ کو سُنکر نہایت خوش ہوئے اور

*۔ کننگھم صاحب اور لطیف نے یہ حال اسی موقعہ پر لکھا ہے۔ مگر پنتھ پرکاش میں یہ سب کچھ آنندپور کے قلعہ میں ہوتا بتایا گیا ہے۔ درحقیقت یہ واقعہ چمکور کا ہی ہے کیونکہ ابھی تک چمکور کے مندر کے پُجاری لوگ یہ سب کچھ اسی جگہ پر ہوتا سناتے ہیں ÷

بولے۔ بت اچھا ہم کشتریوں کو دھرم یدھ میں مرنے کے سوائے دوسرا کلیان کا راستہ ہی کون سا ہے۔ اور بھلا ایسا اعلیٰ موقعہ پھر کب ملنے کا ہے جب کہ ہم اپنی بہادری کے جوہر دکھلا سکیں۔ اور نہایت محبت کے ساتھ بیٹے کی پیٹھ ٹھونک شری گورو جی نے اسکو میدان جنگ میں بھیجا دیا۔ بہادر اجیت سنگھ کچھ سواران کو ہمراہ لیکر شاہی لشکر میں بجلی کی طرح جا ٹوٹا۔ بہت سے بہادران کو اپنے ہاتھ سے بستر مرگ پر سُلایا۔ اور کچھ دیر کے بعد خود بھی بہادر دشمن کے ہاتھوں قتل ہوا۔ شری گورو گوبند سنگھ جی اپنے پیارے بیٹے کو اپنی آنکھوں کے سامنے شہید ہوتے دیکھ رہے تھے۔ مگر ان کے دل میں یا چہرہ پر ذرا بھی ملال نہیں آیا۔ بلکہ نہایت خوش ہوکر بار بار واہ! واہ! شاباش! شاباش! کا نعرہ لگانے لگے۔ ایسے ہی اسی وقت ست سری اکال وغیرہ کے نعرے لگا کر چھوٹے فرزند جُھجھار سنگھ کی طرف نہایت محبت سے دیکھنے لگے۔ اور شری مکھ سے بولے کہ اے بیٹا! اب دھرم یدھ میں سر دینے کی تمہاری باری آئی ہے۔ وہ دھرم ویر سپتر جس کی عمر ابھی بارہ سال سے زیادہ نہ تھی۔ پتا جی کی نظر اپنی طرف ہوتے ہی پرنام کرکے جھٹ کھڑا ہوا۔ اور نہایت حوصلہ سے کہنے لگا کہ اگر میرے لئے بھی ایک حکم ہو تو میں اپنے بڑے بھائی کے نقش قدم چلوں؟ شری گورو جی اپنے چھوٹے فرزند کے باحوصلہ الفاظ کو سُنکر نہایت خوش ہوئے اور سکھ سواران کو ہمراہ دیکر اپنے پیارے بیٹے کی پیٹھ ٹھونک کر اور اس کے سر پر اپنے ہاتھ سے پگڑی باندھ کر چھوٹی سی تلوار اور چھوٹی سی بندوق اس کے ہاتھ میں دیکر چمکتی ہوئی تلواروں میں نکال دیا۔ میدان جنگ میں جاتے وقت چھوٹے شاہزادہ نے پانی پینے کے لئے مانگا۔ مگر شری گورو جی نے جواب دیا۔ بیٹا! پانی تو میرے پاس موجود ہے۔ مگر اس پانی سے تمہاری پیاس نہیں بجھیگی تم جا کر شہادت کا پانی

بیٹو - اور دشمنان کے خون سے اپنی پیاس بجھاؤ - تمہارا پیاسا رہنا - تمہارا
پیاس کی تکلیف برداشت کرنا - تمہارا پیاسا مرنا - خالصہ دھرم کے پیروؤں کے
لیئے اس بات کی سچی مثال قائم کرے - کہ خالصہ دھرم دشمنوں کے خون
کا پیاسا ہے - جاؤ! میدان جنگ میں لڑو - دشمنوں کو چیر ڈالو - کشتریوں
کی قسمت - کشتریوں کی موت - اور کشتری بہادران کی فتح تم کو نصیب ہو - بہادر
ججھار سنگھ بھی شاہی فوج میں بجلی کی طرح کڑک کر کود پڑا - جاتے ہی چھوٹے چھوٹے
ہاتھوں سے دو چار اچھے اچھے نامی سرداران کا کام تمام کر کے خود بھی بہادر دشمن
کے ہاتھوں فانی جسم سے الگ ہو کر بڑے بھائی کے قدموں میں جا بیٹھا - شری
گورو گوبند سنگھ جی نے دیکھ کر ذرا بھی افسوس ظاہر نہ کیا بلکہ شاباش! شاباش!
کے بلند نعرہ کئی دفعہ لگائے +

اس کے بعد باہر میدان میں جاکر لڑنا بند کیا - بلکہ قلعہ کے اندر ہی سے
تیروں اور گولیوں کی بارش شام تک کرتے رہے - ناہر خاں پٹھان مالیری اور
نجیب خاں صوبہ دار جالندھر اور عثمان خاں صوبہ قصور وغیرہ سرداران جو
قلعہ کے نزدیک آئے تھے سب مارے تیروں کے ہمیشہ کے لئے اس جہان فانی سے
کوچ کر گئے - خواجہ خضر خاں مالیری - محمد خاں کھگوالیا - دلاور خاں قصوریا
سمند خاں نائب صوبہ دار لاہور - مرزا جعفر بیگ طہرانی وغیرہ بہت سے
مشہور و معروف سرداران زخمی ہوئے - آخرکار شام کا وقت ہو گیا - مگر وہ
چھوٹی سی گڑھی شاہی لشکر سے فتح نہ ہونے پائی - تب شاہی لشکر نے لڑائی
بند کر کے اسی گڑھی کے اردگرد گھیرا جما دیا -

ادھر رات کو گورو گوبند سنگھ جی دیکھا کہ دشمنان کی افواج کی تعداد لاکھوں
تک پہنچی ہوئی ہے - اور ان کے پاس صرف تھوڑے سے آدمی رہ گئے ہیں -

سے تابع مصائب روا رکھیں۔ مگر در حقیقت دیش بھگتوں کی عزت اُن کے دل میں بھی فرو ہوتی ہے۔ شری گورو جی کی تکالیف کا حال مسلمان کے دل موم ہو گئے اور گورو جی کو بچانے کی مختلف تدابیر سوچنے لگے +

جب یہ پٹھان شری گورو جی سے گھوڑے خرید کرنے گئے تھے۔ شری گورو جی نے ان کے خاطر تواضع ست پرشوں کی طرح خوب کی تھی۔ اس لئے بھی ان پٹھانان نے گورو جی کی بہت عزت کی۔ شری گورو جی کو اپنے گھر لے گئے اور گاؤں میں یہ مشہور کر دیا کہ ہمارے گھر ہمارے پیر آئے ہیں۔ اسی مقام پر بھائی مان سنگھ۔ دیا سنگھ وغیرہ جو کہ مسلمانوں کے بھیس میں شری گورو جی کی تلاش کر رہے تھے پہنچ گئے۔ بھائی مان سنگھ نے شری گورو جی کو انہوں وسکھا چھپا یا۔ اتنے میں شاہی لشکر بھی تلاش میں ماچھی واڑہ کے ارد گرد آ پہنچا۔

ادھر شری گورو گوبند سنگھ صاحب نے اپنے اُستاد قاضی پیر محمد خاں صاحب سلوہ کو جس سے آپنے فارسی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اور گلابا مسند کو اپنے پاس بلا لیا۔ ان کے آتے ہی ان کے ساتھ اپنے تمام پارچات نیلے رنگ کے رنگ لئے۔ گویا کہ کل پوشاک مسلمانوں کے پیروں کا زیب تن کر لیا اور غنی خاں وغیرہ پیر بھی اصحاب کو ہمراہ لیکر مالوہ[2] کی طرف چل دئے +

اس زمانہ میں یہ رواج تھا کہ مرید لوگ اپنے پیروں کو کھاٹ یا پالکی میں بیٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر لیجایا کرتے تھے۔ ان کو بھی اسی طرح پالکی میں بیٹھا کر لے چلے۔ غنی خاں نے یہ مشہور کر دیا کہ یہ اونچ[3] کے پیر ہیں۔ مگر ماچھی واڑہ

[1] دیکھو سوریہ پرکاش۔ [2] مالوہ ملک پنجاب میں فیروز پور کے ضلع میں ہے۔ [3] واقع ہو کر ضلع ملتان کے اوچ کے پیروں کی لمبی داڑھی ہوتی ہے اور وہ بھی سکھوں کی طرح اپنے بال نہیں کٹواتے۔ شری گورو جی نے بھی ان کی طرح اپنے سر کے بال کھول کر نیچے کر دئے تھے +

نکلتے ہی اُن کو کچھ شاہی فوج کے لوگوں نے جو اُن کے پیچھے لگے ہوئے تھے گرفتار کر لیا
غنی خان نے ان کو اُچ کا پیر کہہ کر رہا کروانے کی بہت کوشش کی۔ مگر انہوں نے
نہ چھوڑا اور ان کو اپنے افسر کے پاس لے گئے۔ فوجی افسر نے کہا کہ اگر واقعی یہ
شخص اُچ کا پیر ہے۔ تو معتبر گواہ پیش کرے۔ اسی وقت غنی خان پٹھان اور
قاضی میر محمد خاں ان کے استاد نے شہادت دے دی۔ مگر پھر بھی فوجی افسر کا
شبہ دور نہ ہوا اور انہوں نے انکو اپنے ساتھ کھانا کھانے کو کہا۔ اس سے ان کا مطلب امتحان
کرنا تھا۔ مگر کہا جاتا ہے کہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے اپنے ساتھیوں کو بھی کھا لینے
کا اشارہ کیا اور سب نے (شری گورو جی سمیت) سید حسین علی خاں رئیس موضع مو
ماجرا و افغان رحمت خان ساکن کوٹلہ و قاضی میر محمد خاں کے ساتھ ایک دستر خوان
پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور اپنی جان بچائی*۔

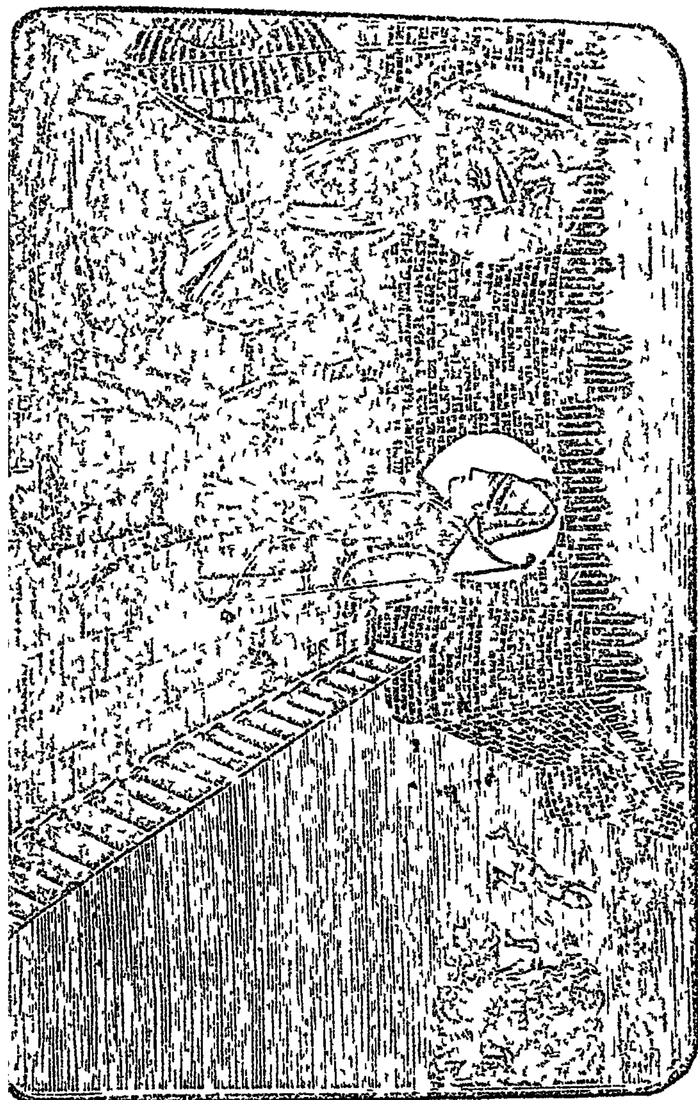
جب موضع کنوج میں پہنچے تو وہاں کے نمبردار سے گھوڑی مانگی مگر اس نے یہ کہہ کر
کہ گھوڑی اس کا داماد لے گیا ہے ٹال دیا۔ شری گورو جی سمجھ گئے۔ اور بولے کہ جب تمہیں
سے گھوڑی نہیں دینا۔ اس کا مزہ تم کو جلد ہی مل جاویگا۔ خدا کی شان ایسا ہی ہوا۔
گھوڑی کو سانپ نے کاٹ دیا۔ اور اس کو شاہی حکام نے گورو مہاراج کا مددگار ہونے

* بنگھم صاحب اور لالہ کنہیا لال نے یہی لکھا ہے۔ پنتھ پرکاش کے مصنف نے یہ تو لکھا ہے کہ سکھوں
نے مسلمانوں کے ہمراہ ایک دستر خوان پر کھانا کھایا مگر صاف طور سے شری گورو جی کا ان کے ہمراہ
شامل ہونا نہیں لکھا۔ مگر اس کے لکھنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ گورو جی بھی ساتھ شامل تھے
کیونکہ افسران کو امتحان گورو جی کا لینا مقصود تھا۔ ایک خیال یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ کھانے
وقت کھانے کو انہوں نے کرچھ پھیر کر شدھ کر لیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ سکھوں نے کہا کہ ہمارا پیر ایک دانہ
جو کا دن رات میں کھاتا ہے اور کچھ نہیں کھاتا۔

کے شبہ میں پھانسی پر لٹکا دیا۔
دہاں سے گورو مہاراج موضع گھنگرالی میں پہنچے۔ اس جگہ مسمی جھنڈا استری سے (جو کہ شاہی ہتھیار بھی بنایا کرتا تھا) کئی ایک اعلیٰ قسم کے ہتھیار خرید لئے اس نے ایک کمان ۲۲ تیر ایک دو قبضہ کی تلوار اور ایک طمنچہ اپنی طرف سے بطور نذرانہ پیش کئے۔ پھر وہاں سے چلکر ہیر میں مہنت کرپال داس کے پاس پہنچے دہاں سے شری گورو جی کے روانہ ہونے کے تھوڑے سے ہی دن بعد شاہی حکم سے مہنت کرپال داس اس الزام میں کہ اس نے گورو گوبند سنگھ کو اپنے ہاں ٹھہرایا تھا بسزا پھانسی دی گئی۔ اور اس کی جائداد لوٹ لی گئی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ مہنت کسی جھگڑا کے متعلق قتل ہوا تھا۔
اسجگہ سے چلکر شری گورو جی موضع جٹ پورہ میں پہنچے۔ وہاں رائے کوٹ کے رئیس رائے کلہا نے اسکو نہایت عزت سے خوش آمدید کہا۔ غرضیکہ شری گورو جی موضع جٹ پورہ میں جس تس طرح پہنچ گئے۔ اور اسجگہ پر کچھ دن مقیم رہنے کا موقعہ ان کو مل گیا۔ آؤ ہم دیکھیں ماتا گوجری جی۔ زور آور سنگھ اور فتح سنگھ جی اس میدان جنگ سے الوداع ہو کر کہاں گئے کدھر گئے؟ اور ان کے ساتھ کیا گذری؟

دھرم رکشک زور آور سنگھ و فتح سنگھ جی کی قربانی

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ قلعہ آنندپور کا محاصرہ کئے ہوئے شاہی لشکر کھڑا تھا قلعہ میں آنے جانے کا راستہ بھی اس نے بند کر دیا تھا۔ قلعہ میں کھانے کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہا تھا۔ مگر دیکھو گورو گوبند سنگھ جی کے سنگھ کس طرح بہادری کے ساتھ آزادی بھارت کے لئے کیسے جان دے اور لے رہے ہیں۔ بھوکے سنگھوں نے



دو چار روز تو بھوکے ہی جنگ کر کے کاٹے۔ مگر بھوکے کب تک جنگ کر سکتے تھے؟ سب نے ملکر شری گورو جی سے کہا کہ بھوکے رہ کر ہمارا جنگ کرنا ناممکن امر ہے۔ اُدھر دشمنوں کا بھی بہت سا نقصان ہو چکا تھا۔ میدان میں ہوکر جنگ کرنے کی وجہ سے ہزاروں سپاہ ملک عدم کو روانہ ہو چکے تھے۔ آنندپور کا فتح کرنا بھی وہ آسان نہ سمجھتے تھے گورو کے سنگھوں کا ان کے دل میں بہت خوف تھا۔ وہ اس سے پیشتر بھی کئی دفعہ ان کے ہاتھ دیکھ چکے تھے۔ شاہی لشکر کے لئے اگر عالمگیر نے یہ حکم نہ دیا ہوتا کہ وہ بغیر قلعہ آنندپور سر کئے واپس آنے والوں کو سر دربار قتل کر دیگا۔ تو شاہی لشکر ضرور پیٹھ دکھا گیا ہوتا۔ ان کو جنگ کرنے سے موت دکھائی دیتی تھی۔ اور نہ کرنے سے سزا موت ملنی ضروری تھی۔ ان بیچاروں کی عجب حالت تھی۔ سنگھوں کے خوف کے مارے وہ بزدل تو بنے ہوئے تھے۔ مگر میدان جنگ سے منہ موڑنے سے لاچار تھے۔ کریں تو کیا کریں؟۔ یہ تو ان کو بھی خوب سوجھی۔ فوراً انہوں نے ایک اقرارنامہ ہزار قسمیں کھا کر شری گورو جی کو لکھ بھیجا۔ اس میں انہوں نے عالمگیر کے حکم کا ذکر کر کے اپنی مشکلات کا ذکر بھی کیا اور شری گورو جی سے پرارتھنا کی کہ اگر آپ آنندپور چھوڑ کر کسی اور جگہ تشریف لیجاویں گے تو ہماری جان بچ جاویگی۔ ہم جاکر بادشاہ کو کہہ دینگے کہ حضور! ہم نے آپ کے حکم کے مطابق قلعہ آنندپور برباد و ویران کر دیا ہے اس طریقہ سے نہ تو آپ کا نقصان ہوگا اور نہ ہم غریبوں کی جان ضائع جاویگی۔

اس خط کا آنا ہی تھا کہ بھوکوں مرتے سنگھوں نے شری گورو جی کو قلعہ چھوڑنے کے لئے بہت زور دیا۔ شری گورو جی نہایت دانا و ہوشیار لیڈر تھے۔ انہوں نے سنگھوں کو سمجھایا کہ یہ دشمنان کی چال ہے۔ اور ٹوٹے پھوٹے جوتے وغیرہ اسباب صندوقوں میں بھر کر باہر پھینکر جسے دشمنان نے خزانہ سمجھکر فوراً لوٹ لیا۔ اپنے خیال کی تائید بھی کروادی۔ گورو جی نے سنگھوں کو سمجھایا کہ اگر تم ایک ہفتہ تک

گذارہ کرو تو میدان ضرور تمہارے ہاتھ آئیگا۔ مگر بھوکوں مرتے سکھوں نے ایک نہ مانی شری گورو جی نے اس وقت سمجھ لیا کہ کام بگڑ چلا ہے۔ اس لیئے اُنہوں نے ایک ہی آخری بات سکھوں کو کہنی تھی اور وہ کہنی کہ "جو جو سکھ ہمارا حکم نہیں مانتا وہ ہمیں یہ لکھکر دے جائے کہ وہ ہمارا مُرید نہیں ہے اور نہ ہم اُس کے گورو ہیں"۔

اُف! سکھوں نے۔ بھوکے مرتے سکھوں نے یہ بھی لکھکر دے دیا۔ صرف ۴۰ سکھ شری گورو جی کے ہمراہ رہے۔ اب شری گورو جی کو اپنی خواہش کے خلاف میدان میں نکلنا پڑا۔ دشمنان کے لیئے اس سے اچھا مرنے مارنے کا اور کونسا موقعہ مل سکتا تھا۔ فوراً ان پر لوٹ پڑے*

اس وقت جہاں جس کے سینگ سمائے بھاگ نکلا۔ شری گورو جی کی ماتا گوجری جی اپنے دو پوتوں زورآور سنگھ اور فتح سنگھ جی کے ایک گنگارام برہمن کے ہمراہ ہو لی۔ یہ گنگارام گورو گھر کا رسوئیا (باورچی) تھا اور علاقہ سرہند کے موضع کھیڑی کا باشندہ تھا ماتا جی نے اس برہمن کو کسی محفوظ جگہ پر لے چلنے کے لئے حکم دیا۔ برہمن نے نہایت عاجزی کے ساتھ ہاتھ جوڑکر عرض کی کہ "آپ اس مصیبت کے وقت ذرا بھی فکر نہ کریں۔ میں آپ کو اپنے گاؤں میں لیجاتا ہوں اور آپ کی ... خدمت کرونگا۔ میں نے آپ کا نمک بہت مدت سے کھایا ہے اب موقعہ ہے میں آپ کو خوش کروں"۔

ماتا اعتبار کرکے اپنے دونوں پوتوں کے ہمراہ اس برہمن کے ساتھ چلی گئی۔ گنگارام ان کو اپنے گھر موضع کھیڑی میں لے گیا۔ ماتا اپنے ساتھ کچھ جواہرات اور جڑاؤ سونے کے زیورات بھی لے گئی تھی۔ جن کو دیکھکر اس کمینہ برہمن کا دل بے ایمان ہو گیا۔ خود غرضی نے آن دبایا۔ زر کا لالچ بہت بُرا ہوتا ہے۔ بڑے بڑے لائق اور عالموں کے دل بھی زر دیکھکر بِل جایا کرتے ہیں۔ برہمنوں کا تو اس زمانہ میں ٹکا ہی دھرم اور ٹکا ہی کرم بنا ہوا تھا۔ ہندوؤں کی آنکھی کے ٹھیکیدار لِبلبوں کی طرح آریہ ستان کو

مدت سے لوٹ لوٹ کر کھا رہے تھے۔ دیش اور دھرم کے ساتھ ان کو کیا تعلق تھا۔
" नाहो स्व मुरवमा सीक" بتا بتا کر ہندوؤں کو لوٹنا ان کا کام تھا۔ تمام ہندوستان کی تواریخ کا مطالعہ کرو۔ اور دیکھو براہمنوں نے اس ملک کے ساتھ کیا کیا ظلم کئے ہیں۔ نہ ان کو مانگنے سے شرم آتی ہے اور نہ گناہوں سے خوف۔ مُردوں کا دھن کھانا بھی ان کا کرم بنا ہوا ہے۔ مرتک سنسکار کے متعلق دان لینے والے براہمن کا نام آچاریہ رکھا ہوا ہے۔ اور ایک آچاریوں کا آچاریہ ہوتا ہے اس کو مہا آچاریہ کہتے ہیں۔ جس قوم کی یہ حالت ہو اس سے دیش اور دھرم کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے شری گورو گوبند سنگھ جی نے ایک وقت برہم بھوج کیا اور براہمنوں کو حکم دیا کہ جو ہمارے ہاں سے مانس کھائیگا ہم اس کو ایک مُہر دکشنا دینگے اور روٹی نہ کھانے والوں کو ایک ٹکا دیا جاویگا۔ سب براہمنوں نے مانس کھا لیا۔ صرف پانچ سات ایسے تھے جو اپنے دھرم پر چٹان کی طرح مضبوط رہے۔ اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں براہمن اس قدر گر چکے تھے کہ ٹکے کے لئے جگہ بجگہ ٹکریں مارتے پھرتے تھے جیا کہ ابھی تک کہیں کہیں دیکھنے میں آتا ہے۔ گنگارام براہمن کا دل ماتا کے پاس جواہرات دیکھ کر بے ایمان ہو گیا۔ ماتا دن بھر کے تھکے ہوئے بچوں کو ساتھ لیکر اور اپنے زر کو سرہانے رکھکر رات کو سو گئی۔ براہمن نے سب زر و مال کو چرا کر زمین میں دبا دیا اور پیچھے چور چور پکارنے لگا۔ آواز سنتے ہی ماتا اور سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے ماتا نے دیکھا کہ جواہرات چرائے گئے ہیں فوراً سمجھ گئی کہ یہ سب کام اسی کمبخت خصلت گنگارام کا ہے اور گنگارام سے بولی کہ چور یہاں پر کہاں سے آیا تم ہی تو اس جگہ تھے۔ اس پر براہمن بگڑ کر بولا۔ واہ! میری خدمت کا اب مجھے یہ صلہ دیتی ہو۔ تیس سال تک آپ کے گھر روٹی بنائی اور ہر طرح سے آپکی خدمت کی۔ کبھی آپ کے ہیرے موتیوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا۔ اب آخر میں مجھے یہ انعام دیتی ہو کہ میں چور بن گیا۔ افسوس! آپ نے میرے

اُنکار کی طرف ذرا خیال نہ کیا۔ آپ بادشاہ کے باغی چور ہیں مگر میں اپنی جان پر کھیل کر آپ کو اپنے مکان پر لے آیا ہوں विनाशकाले विपरीतबुद्धि اس وقت آپ لوگوں کی ہوش ٹھکانے نہیں رہی ورنہ اپنے پرانے با اعتبار ملازم اور وہ بھی براہمن کو کون چور کہہ سکتا ہے۔ میں نے بھی بیوقوفی کی جو آپ لوگوں کو اپنے ہمراہ لے آیا۔ ابھی حکام کو خبر ملے تو میں بھی گھُن کی طرح آپ لوگوں کے ساتھ پیس جاؤں۔ اس لئے اب یہی مناسب ہے کہ میں خود ہی جاکر تھانہ میں اطلاع دے دوں۔ تاکہ پیچھے مجھے بھی آپ کے ساتھ مصائب نہ دیکھنے پڑیں۔ اس قسم کی باتیں نوکر کے منہ سے سُنکر ماتا نہایت حلیم ہوکر بولی۔ دیوتا جی! میں نے آپ کو چور نہیں ٹھہرایا بلکہ یہ دریافت کیا ہے کہ اگر آپ نے سنبھال کر تمام زر رکھا ہو تو خیر۔ اور اگر کوئی چور لے گیا ہے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں کیا یہ چیزیں ہمیشہ کسی کے پاس رہتی ہیں؟ مگر وہ نیچ کیا مانتا تھا۔ لالچ زر نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ اسی وقت اس نے تھانہ میں جاکر رپٹ لکھا دی کہ گورو گوبند سنگھ جو کہ باغی ہے اس کے دو فرزند اور ماتا آخری رات میرے گھر آئے ہیں اس لئے کہ پھر مجھ غریب پر کوئی مصیبت نہ آئے۔ اطلاع دیتا ہوں۔ تھانہ دار نے یہ سنتے ہی ان کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ جب معہ بچوں کے ماتا گرفتار ہوئی تو اس نے اپنے مال چوری جانے کا قصہ بھی سپاہیوں کے سامنے کہہ دیا۔ ان لوگوں نے شبہ میں اس براہمن کے گھر کی تلاشی تو سب مال اس کے گھر سے برآمد ہوگیا کل مال اور دونوں بچے معہ ماتا صاحبہ مسمی جانی خاں حاکم کے سامنے پیش کئے گئے تو اس نے معہ براہمن گنگا رام کے سب کا چالان صوبہ سرہند کے پاس کر دیا۔ صوبہ سرہند نے کچھ اچھا اچھا مال خود رکھ لیا۔ اور کچھ جانی خاں کو دے دیا۔ براہمن کو چھوڑ دیا۔ اور ماتا کو معہ بچوں کے قلعہ کے برج میں قید کر دیا۔ یہ صوبہ سرہند شری گورو جی سے کئی دفعہ شکستیں کھا چکا تھا۔ اور اپنے اچھے بہادر مروا چکا تھا

اس لئے شری گورو گوبند سنگھ جی کے دل پر چوٹ لگانے کا موقعہ ہی چاہتا تھا دربار لگا کر اپنے درباریوں - وزیر اور قاضی لوگوں سے مشورہ کرنے لگا۔ کہ آج دین اسلام کے دشمن اور باغی گوبند سنگھ کے دو بیٹے اچانک ہمارے ہاتھ آگئے ہیں۔ ان کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے؟ قاضیوں نے جواب دیا۔ اول دین اسلام قبول کروانا۔ اگر نہ مانیں تو قتل کروانا۔ ایسے لوگوں کے لئے یہی دو شرح کے حکم ہیں۔ صوبہ سرہند نے رات بھر اس بات کو سوچا اور آخر میں یہی فیصلہ کیا کہ ان کو مروانے سے ان کے باپ کو اتنا صدمہ نہ پہنچے گا کہ جتنا کہ ان کو مسلمان بنا کر نظر بند رکھنے سے اس لئے جہاں تک ممکن ہو سکے ان کو دین اسلام قبول کروانا ہی مناسب ہے یہ سوچ صوبہ سرہند نے دوسرے روز صبح دربار لگا کر دونوں بچوں کو سر دربار اپنے سامنے بلا کر پوچھا۔ "بچو! تم کو دین اسلام کی گود میں آنا منظور ہے یا قتل ہونا؟" یاد رہے کہ اس وقت زورآور سنگھ کی عمر صرف آٹھ سال اور فتح سنگھ کی صرف چھ سال کی تھی۔ دونوں بھائیوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور مضبوط ہو کر کھڑے رہے صوبہ وزیر خاں نے پھر دریافت کیا۔ "کیا تم نے میرا کہنا سنا ہے؟"

زورآور سنگھ۔ "تم کیا کہتے ہو؟"

صوبہ۔ "تم کو دین اسلام قبول کرنا منظور ہے یا قتل ہونا؟"

زورآور سنگھ۔ "قتل ہونا"

ناظرین! زورآور سنگھ جیسے کم عمر بچے کا یہ جواب دینا کوئی حیرانی کی بات نہیں کیونکہ وہ شری گورو گوبند سنگھ جی جیسے دلیش بھگت کا بیٹا اور شری گورو تیغ بہادر جیسے مہا پُرش کا پوتا تھا۔ دلیش بھگتوں کی آتما نہایت پوتر ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا اثر معمولی لوگوں پر بھی بہت پڑتا ہے۔ یہ تو بھلا دلیش بھگتوں کی ہی اولاد تھا۔ مہارانا پرتاپ کے کسی ملازم کو ایک وقت اکبر بادشاہ کے دربار میں حاضر

ہونا پڑا۔ اس وقت اس کے سر پر مہارانا پرتاپ کا عطا کردہ کوئی کپڑا بندھا ہؤا تھا۔ جب وہ شخص اکبر کے دربار میں پہنچا تو اس نے اپنے سر پر سے وہ مہارانا کا عطا کردہ کپڑا اُتار دیا اور ننگے سر ہو کر بادشاہ کو سلام کیا۔ بادشاہ نے ننگے سر ہو کر سلام کرنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے جواب دیا۔ کہ مہاراج! یہ جو کپڑا میرے سر پر بندھا ہؤا تھا۔ وہ اس مہاتما مہارانا پرتاپ کا عطیہ ہے جو کہ سوائے سرشٹیمان پرم پتا پرماتما کے کسی اور کے آگے سر نہیں جھکاتا۔ اگر میں اس کے عطیہ کو آپ کے سامنے جھکاتا ہوں تو اس سے نہ صرف عطیہ کی ہی بے عزتی ہوتی ہے۔ بلکہ پرتاپی مہارانا پرتاپ کا بھی میں گناہگار ٹھہرتا ہوں۔ اگر ایک معمولی ملازم پر اسقدر رنگ چڑھ سکتا ہے تو زورآور سنگھ جی کا نہ صرف دھرم رکشا بلکہ باپ دادا اور مادرِ ہند کی عزت برقرار رکھنے کے لئے موت کو ترجیح دینا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ صوبہ نے پھر نہایت عاجزی سے کہا۔

صوبہ۔ "اے بچّو! ایسی بُری تعلیم تم کو کس نے دی ہے جو تم مرنے سے بھی دین اسلام کو بُرا سمجھے بیٹھے ہو؟"

زورآور سنگھ۔ "یہ بُری تعلیم نہیں ہے۔ ہمارا جھوٹے مذہبوں پر اعتقاد کبھی ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ ہم گورو کے سچے سنگھ ہیں۔

صوبہ۔ "کیوں جان گنواتے ہو۔ میری دلی خواہش تم کو بچا لینے کی تھی اب بھی باز آؤ اور دین اسلام قبول کرو۔

زورآور سنگھ۔ "دین اسلام قبول کرنے سے کیا کسی کی جان بچ سکتی ہے۔ کیا اسی لئے ہندوستان کا ملک قبرستانوں سے کھوکھلا ہؤا دکھائی دے رہا ہے؟"

صوبہ۔ "پھر تم کو قتل ہونا ہی منظور ہے؟"

زورآور سنگھ۔ "ہمارے خاندان اور گوروؤں کا ہمیشہ سے یہ معمولی دھرم ہے شری

گورو ارجن دیو جی نے دیش اور دھرم کے لئے پران دئے۔ شری گورو ہری کرشن جی نے صرف آٹھ سال کی عمر میں ملیچھوں کا منہ بھی نہ دیکھنا چاہا اور جان دیدی۔ اسی طرح ہمارے دادا گورو شری تیغ بہادر جی نے بھی اس سچے دھرم اور دیش کی رکشا کے لئے شیش دیا اور اب ہمارے پتا جی بھی اس خدائی حکم کو پورا کرنے کے لئے لاکھوں زندگیاں لیکر خود بھی زندگی قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم بھی اسی دادا کے پوتے اور باپ کے فرزند ہیں۔ کیا ہم اس ناچیز زندگی کی خاطر ایسا قابل نفرت کام کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں" پھر صوبہ نے فتح سنگھ جی کو علیحدہ کر کے بہت سمجھایا کہ تم اپنے بڑے بھائی کے ساتھ لگ کر اپنی جان نہ گنواؤ۔ مگر اس مضبوط دل نے بھی ایک نہ مانی۔

کیسا عجب وقت ہے؟ دربار میں ہزاروں لوگ حاضر ہیں۔ صوبہ اور دیوان لوگ دو چھوٹے چھوٹے بچوں کو گھیر ڈالے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جس دربار میں باز بھی پر نہیں ہلا سکتا تھا۔ اسی دربار میں دو بچے کیسی دلیری کے ساتھ اینٹ کا جواب پتھر دے رہے ہیں۔ جن حکام کو ہر روز جی حضور! جی حضور! سننے کی عادت پڑی ہوئی تھی آج دو بچوں کے سچے سچے جواب سُن سُنکر متحیر سے ہوئے جاتے ہیں۔ ادھر رعب داب میں بھی فرق آرہا ہے اور غصہ کی آگ زیادہ بھڑک رہی ہے۔ اسی وقت دربار میں دو پٹھان دیوان ایسے بیٹھے تھے جن کے باپ کو شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے جنگ میں مار ڈالا تھا۔ صوبہ نے ان کو للکار کر کہا کہ میں تم کو اپنے والد کا بدلہ لینے کے لئے تمہارے دشمن کے فرزندوں کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ اب وقت ہے تم بھی اپنے دل کے ارمان نکالو۔ یہ سنکر ان دونوں بہادروں نے جواب دیا کہ اگرچہ یہ ہمارے والد کے قاتل کے فرزند ہیں۔ مگر ان بچوں کا اس میں کیا قصور ہے؟ بچے سب کے یکساں ہوتے ہیں۔ اگر ان میں جنگ کرنے کی طاقت ہوتی تو ہمارا اور ان کا بالمقابل ہو کر لڑنا مرنا مناسب تھا۔ مگر اب ہم ظلم کرنا نہیں چاہتے۔

ان بہادروں کا جواب سنکر صوبہ بہت شرمندہ ہوا۔ تمام دربار میں شاباش! شاباش! کا نعرہ دبی زبان سے گونج اُٹھا۔ درباریوں کے خیالات تبدیل ہو گئے کوئی کہنے لگا کہ بلا قصور بچوں کا مارنا گناہ ہے۔ کوئی کہتا کہ چھوٹے بچوں کے اس قدر مضبوط خیالات قابل تعریف ہیں۔ کوئی بولا بھائی! ان کی کُل میں ایسے ایسے بہادر لڑکوں کا ہونا کونسی بڑی بات ہے؟ جو کچھ وہاں دلیش بھگت بیٹھے تھے وہ کہنے لگے کہ اب خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو مگر اس وقت ان بچوں نے بڑا کام کر کے دکھایا ہے۔ اس کا اثر رائیگاں نہیں جا سکتا۔ کوئی بولا نہ صرف ان کی تعلیم بلکہ ہر ایک بات قابلِ مثال ہے ایسا عجیب وقت بن گیا تھا کہ سارے دربار میں گورو گھر کی تعریف ہو رہی تھی اس وقت نیتی والوں کا یہ مقولہ کہ

एकेनापि सुपुत्रेण विद्या युक्तेन साधुना ।
आह्लादितं कुलं सर्वं यथा चन्द्रेण शर्वरी ॥

یعنی "ودیا یکت بیٹے ایک ہی پتر سے تمام خاندان اس طرح خوشی ہو جاتا ہے۔ جس طرح چندرما سے رات" بالکل سچ دکھائی دے رہا تھا۔

جیوں جیوں گورو گھر کی سر دربار تعریف ہوتی تھی صوبہ زیادہ شرمندہ ہوتا جاتا تھا۔ آخر کار صوبہ نے غصہ میں آکر دونوں بچوں کو جان سے مروا ڈالنے کا حکم دے ہی دیا۔ دنیا میں ہر ایک شخص بے رحم نہیں ہوتا۔ نزدیک ہی بیٹھے ہوئے نواب شیر محمد خاں مالیر کوٹلی نے صوبہ کو کہا کہ ان چھوٹے بچوں کا کیا قصور ہے؟ قصور تو ان کے والد کا اور سزا ان کو دی جائے۔ یہ کہاں کا انصاف اور کہاں کی شرع ہے؟ شائد صوبہ ایسا سخت ظلم اور نا انصافی کرنے سے رُک جاتا مگر پاس ہی بیٹھے ہوئے اس کے دیوان سچانند کشتری نے جس کی گورو گوبند سنگھ جی سے دشمنی تھی کہا کہ افعی را کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن کارِ خردمنداں نیست چرا کہ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود۔ اس لئے ان کو چھوڑ دینا مناسب نہیں۔

آہ! بھارت ماتا! تیری اولاد کی یہ گری ہوئی حالت!! اپنے براہمن بیٹے کا تم نے وہ حال دیکھا اب کشتری پُتر کا بھی حال دیکھئے۔ دیوان جی کی دشمنی تو باپ سے ہے اور بدلہ لیتے ہیں اس کے ننھے ننھے بچوں سے - اے بھارت بھومی! تجھے ایسے ہی ظالم بے شرم۔ بے حیا اور کمینہ خصلت پُتروں نے دُکھی کر رکھا تھا۔ جب تیری اپنی اولاد اس قدر کمینی اور ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہو تو دوسروں کا کیا کہنا؟ جب تیری اولاد ہی کٹ کٹ کر مر رہی ہو تو تیری رکشا کون کرے؟ تم نے اپنے اعلےٰ درجہ کے دونوں پُتروں یعنی براہمن اور کشتری کا حال دیکھ لیا۔ یہ کشتریوں کا کشاتر دہرم رہ گیا تھا۔ اسی لئے تیرے سچے بھگت گوبند سنگھ نے خاص کر شودروں کا ہاتھ پکڑا تھا مگر تیرے دونوں بڑے پُتر وہ بھی نہ دیکھ سکے۔ صوبہ شری گورو گوبند سنگھ جی کے دونوں فرزندوں پر ظلم کرنے کے لئے تو تُلا ہُوا بیٹھا ہی تھا۔ دیوان کے کہنے سے اس کا حوصلہ اور بڑھ گیا۔ صوبہ نے پھر حکم دیا کہ دین اسلام قبول کرو ورنہ تم کو قتل کیا جائیگا اور نہایت دھن دولت۔ مال۔ خزانے اور جاگیریں دینے کا بھی طمع دیا گیا۔ مگر بھارت ماتا کے سُپتر سچے دیش بھگت زورا ور سنگھ جی نے وہی جواب دیا جو کہ ہم نے پہلے ہی دن دے دیا تھا۔ زورا ور سنگھ جی نے کہا کہ نادان تم اپنا کام کرو۔ جس موت سے تم مجھے ڈرا تے ہو وہ موت ہر ایک کو ایک دن آنی ضروری ہے۔ ہم شری گورو گوبند سنگھ جی کے پُتر ہیں جو موت سے نہیں ڈرتے اور اس پر بھی تمہاری یہ خواہش بد ہے کہ ہم دین اسلام قبول کریں۔

اے دُشٹ! یہ کبھی ہو نہیں سکتا کیونکہ

دوہا

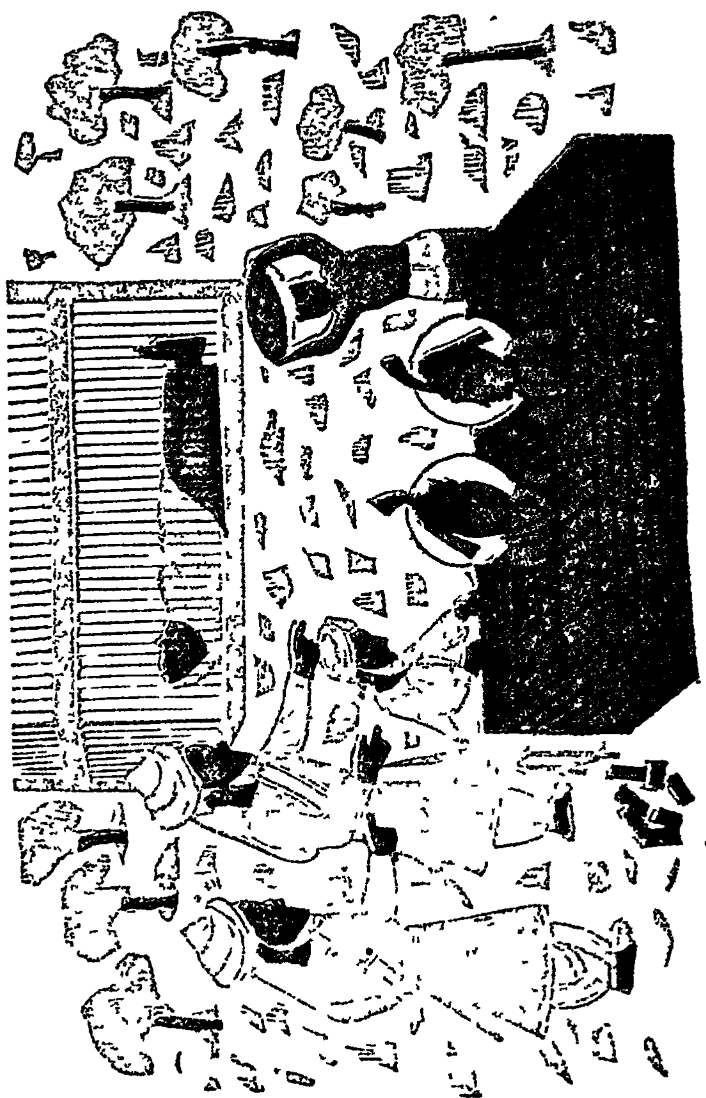
ایک سہسر چنڈال سم - یون نیچ اِک ہوئے۔
تتو درش کہئے یون نے - نیچ اور نہیں کوئے۔

علما نے کہا ہے کہ ہزار چنڈالوں کے برابر ایک پون ہوتا ہے۔ پون سے بڑھ کر کمینہ دوسرا کوئی نہیں ہے۔

آخرکار۔ اتیائی۔ ظالم۔ مورکھ اور دُشٹ صوبہ نے ان دونوں دھرم موتیوں کو شہر کی فصیل کا ایک حصہ گروا کر دیوار میں چنوانے کا حکم دے دیا۔ دیوار گرا کر دونوں بچے قریباً ایک گز کے فاصلہ پر ایک دوسرے کے نزدیک ہی کھڑے کر دئے گئے۔ اور دیوار چُنی جانے لگی۔ جب دیوار کے بیچ میں دونوں بھائیوں کے پاؤں دب چکے تو بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا کہ "کہو بھائی اب آپ کا دل کیا ہے کیا آپ کو کوئی فکر تو نہیں۔ اب ہمارا شری دادا گورو جی کے قدموں میں بیٹھنے کا وقت نزدیک آگیا ہے؟ چھوٹے بھائی نے جواب دیا کہ بھائی جی آپ کے نقش قدم پر چلنے سے مجھے سب آنند ہے۔ شری دادا جی کے کئی ایک پوتر بچن مجھے یاد ہیں اور وہی تسلی بخش رہے ہیں۔ اس لئے مجھے کسی قسم کا ذرا بھی فکر نہیں ہے۔ بڑے بھائی نے دریافت کیا کہ وہ کون سے بچن ہیں جو آپ کو تسکین دے رہے ہیں؟ فتح سنگھ جی نے اس وقت مندرجہ ذیل بچن فرمایا:-

س۔ چیت چرن کمل کا آشرہ چیت چرن کمل سنگ جوڑئے۔
من لوچے بُرایاں گورو شبدیں ایہہ من ہوڑئے۔
بانہہ جناں دی پکڑئے سر دیجے بانہہ نہ چھوڑئے۔
گورو تیغ بہادر بولیا دھر پیئے دھرم نہ چھوڑئے۔
دوہا۔ چنتا تاکی کیجیے۔ جو ان ہونی ہوئے
ایہہ مارگ سنسار کو نانک تھر نہیں کوئے۔

اُس وقت دیوار کمر تک پہنچ گئی۔ صوبہ نے کہا "کہو بچو! اگر اب بھی دین اسلام کو قبول کر لو تو دیوار گرا کر تم کو نکال لیا جائے۔ شری زوراور سنگھ جی



فوراً جواب دیا۔ "و چپ رہو پاپی! اب تمہارے بولنے کا وقت نہیں ہے۔"
ہزاروں لوگوں کے دیکھتے دیکھتے ہی دیوار بچوں کی چھاتی تک پہنچ گئی۔ تو پھر صوبہ نے کہا۔ کہ بچو اب بھی وقت ہے مان جاؤ۔ اور پران رکشا کرو۔ زندگی بچاؤ۔ اور اپنی جان کی حفاظت کرو۔ اس کا جواب پھر زور آور سنگھ جی نے دیا۔ کہ اے پنڈت! یہ وقت تمہاری بکواس کرنے کا نہیں ہے۔ چپ ہو کر بیٹھ۔ ہمارے اکال پورکھ کے دھیان میں خلل مت ڈال۔ تھوڑی سی دیر میں دیوار دونوں کے گلے تک پہونچ گئی۔ تو پھر صوبہ نے کہا۔ کہ بچو۔ اب بھی وقت ہے۔ مان جاؤ۔ اور اپنی جان کی حفاظت کرو۔ اس کا جواب پھر زور آور سنگھ جی نے دیا۔ کہ اے فاسق و بے دین۔ یہ وقت تمہاری بکواس کرنے کا نہیں ہے۔ چپ ہو کر بیٹھ۔ ہمارے اکال پورکھ کے دھیان میں وگھن مت ڈال تو پھر صوبہ و قاضیوں نے آخری دفعہ پھر دریافت کیا۔ جس کے جواب میں بڑے بھائی نے صرف تین وار دھِک دھِک یعنی لعنت لعنت لعنت کہا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ دیوار بچوں کے سر کے اوپر تک چُن دی گئی۔ چاروں طرف ہا ہا کار مچ گیا سب لوگ ہندو مسلمان زن و مرد بچے بوڑھے دوست دشمن ہاتھ ملنے لگے۔ صوبہ اور بھارت ماتا کے دونوں بڑے مگر کمینہ کپوتوں کی نندا ہو۔ سب طرف ہونے لگی اُدھر دن بھر ماتا اپنے بچوں کی انتظار کرتی رہی۔ کھانا پینا تو پہلے ہی چھوڑ رکھا تھا کہ اتنے میں پیارے بچوں کے دیواریں چُنے جانے کی خبر پہنچی۔ سُنتے ہی ماتا غش کھا کر گر پڑی۔ اور زار زار روتی ہوئی دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر یہ کہتی ہوئی مر گئی کہ اے میرے راج دُلارو۔ میری آنکھوں کے تارو۔ میرے لالو۔ نونہالو۔ ذرا ٹھہر جانا۔ میں تم کو تھپک تھپک کر سُلانے۔ اور لوری دینے کے لئے تمہارے پاس آیا چاہتی ہوں۔

قوم کی خاطر جن لوگوں کے سر جاتے ہیں
زندہ جاوید ہو جاتے ہیں گو مر جاتے ہیں +

سترھواں باب

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ کہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج چمکور کے قلعہ سے نکل کر جوں توں کر کے موضع جٹ پورہ میں پہنچ گئے تھے۔ اس جنگ میں جن جن مشکلات کا شری گورو جی کو مقابلہ کرنا پڑا اُن کا خیال کرنے سے کلیجہ مُنہ کو آتا ہے کیسی عجیب حالت تھی۔ کہ جس دیش رکشا کے لئے اُنہوں نے اپنا تن من دھن استری۔ پتر۔ ماتا۔ پتا اور شریر تک ارپن کر دیا۔ اُسی دیش کے باشندوں نے مصیبت میں ان کو بادشاہی خوف سے اپنے پاس تک نہ ٹھہرنے دیا۔ سچ ہے اگر اس دیش کی اس قدر گری ہوئی حالت نہ ہوتی تو ماتا کو گوبند سنگھ جیسے دیش بھگت کی کیا ضرورت تھی؟ ایسے نازک وقت پر عام طور پر لوگ دیش بھگتوں کے حوصلہ کو یہ کہہ کر گرایا کرتے ہیں۔ کہ بھائی! جن لوگوں کی تم بہتری چاہتے ہو۔ جب وہ ہی تمہاری مدد نہیں کرتے تو تمہیں کیا ضرورت ہے جو تم ان کی خاطر اپنی جان دو؟ مگر دیش بھگت ان ردی اور نکمی باتوں کی طرف خیال نہیں کیا کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارے بھائیوں میں اتنی عقل اور غیرت ہوتی تو دیش اور دھرم خطرہ میں کیوں پڑتا؟ اٹلی کی آزادی کے دیوتا مشر بھان گیری بالڈی کا اتہاس پڑھو اور دیکھو کہ کس طرح اس دیوتا کو اسی کے ملکی بھائیوں نے تکالیف دیں۔ اسی طرح نپولین کی زندگی کا مطالعہ کرو۔ اس کو گرفتار کرنے والا بھی اس کا دیش بھائی ہی تھا۔

شری گورو جی مہاراج موضع جٹ پورہ میں پہنچے۔ تو رائے کوٹ کے رئیس رائے کلہا نے آپکی بہت سیوا کی اور کچھ دن اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ اسی جگہ پر ایک سوداگر نگاہیا سنگھ ساکن کنبووال آپ کے لئے ایک اعلےٰ قسم کا گھوڑا نذر کرنے کیلئے لایا۔

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ایک گھوڑا اور ایک اعلےٰ قسم کی تلوار رائے کلہا نے بھی شری گورو جی کی نذر کی تھی۔ اس جگہ پر شری گورو جی نے رائے کلہا کو کہہ کر اپنے چھوٹے بچوں اور ماتا کی خبر بھی سرہند سے منگوائی۔ تو معلوم ہوا کہ پہلے صوبہ سرہند نے اُن کو مسلمان ہونے کے لئے کہا۔ جب اُنہوں نے نہ مانا تو لاچار اس نے اُن کو شہر کی فصیل میں زندہ چنوا دیا۔ اس خبر کو سنتے ہی شری گورو جی اپنے منہ سے یہ بچن بولے:-

دھرم ہیت سُت جن کے لاگے
مات پتا جانو بڑ بھاگے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کے فرزند دھرم پر قربان ہو جاویں۔ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ والدین نہایت خوش قسمت ہیں۔

نزدیک ہی بیٹھے سب لوگوں کو اس واقعہ کا بہت افسوس ہوا۔ اگرچہ ان چھوٹے چھوٹے بچوں کے حوصلہ اور دھرم پر قربانی کو سنکر سب شائستہ اصحاب اور خود شری گورو جی کے منہ سے کئی دفعہ آفرین! شاباش! شاباش! کے الفاظ بے ساختہ نکلے تاہم ظالموں کے مظالم پر سب نے لعنت کی۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بغیر قصور پکڑا کر مروا ڈالنا کسی بھی مذہب میں روا نہیں۔ سب کی آنکھوں میں سے آنسو ٹپکنے لگے اور رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت کہتے ہیں کہ شری گورو جی نے اپنے کرپان کے ساتھ ایک گھاس کو جڑھ سے اُکھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور کہا کہ اسی طرح ظالم ترکوں کی حکومت کی بنیاد اکھڑ جاویگی۔ شری گورو جی کے بچن کو سنکر رائے کوٹ کے حاکم رائے کلہا نے جو کہ مسلمان تھا ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہ بددعا آپ نے تمام مسلمانوں کو دیا ہے۔ مگر اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں میں تو آپ کا سیوک ہوں۔ شری گورو جی نے کہا جو لوگ ظالم ہیں ان کے لئے ہماری بددعا ہے۔ تمہارے جیسے نیک اصحاب کے لئے نہیں ہے۔ اسی وقت خوش ہو کر شری گورو

جی نے رائے کلہا کو اپنی تلوار دیکر حکم دیا۔ کہ جب تک یہ تلوار تمہارے گھر میں اچھی طرح عزت کے ساتھ رکھی جاویگی۔ تب تک تمہارے گھر کی حکومت بھی قائم رہیگی۔ اور تمہارے جیسے نیک شخصوں پر میری بد دعا کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ پرماتما کی اچھا سے ایسا ہی ہؤا جب تک ان کے خاندان میں وہ تلوار عزت کے ساتھ رکھی گئی۔ تب تک اس کے خاندان کی حکومت بھی ویسی ہی بنی رہی۔ مگر جب اس کے خاندان میں سے ایک نے تلوار کی ہتک کی۔ تب سے ان کی ریاست کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ باقی سرہند کے متعلق تواریخوں سے ثابت ہے کہ جس وقت سکھوں نے زور پکڑا۔ سرہند کی اینٹوں تک اکھاڑ ڈالیں۔ سرہند کے صوبہ سمیت وہاں کے مسلمان باشندگان کو شہر میں آگ لگا کر شہر کے ساتھ ہی جلا دیا۔ یہاں تک کہ سمت ۱۹۲۸ بکرمی میں ریاست پٹیالہ کے حکمران مہاراجہ مہیندر سنگھ بہادر نے محکمہ ریلوے کے ہاتھ فروخت کر کے وہاں کی قبروں کی اینٹیں بھی اکھڑوا کر دریائے ستلج کے پار پھنکوا دیں۔ قصہ کوتاہ شری گورو گوبند سنگھ جی کا کہنا بالکل درست ثابت ہؤا۔

وہاں سے چلکر شری گورو گوبند سنگھ جی تخت پورہ۔ گھنولا۔ کانگڑہ وغیرہ کئی ایک گاؤں میں ٹھہرتے ہوئے اور اپنے مریدوں کو اُپدیش دیتے ہوئے ماہ مگھر سمت ۱۷۶۱ بکرمی میں موضع دینا میں آ ٹھہرے۔ اس گاؤں کے لکھمیر چوہدری نے آپ کو ایک گڑھی میں اُتار دیا۔ اسی گڑھی کی جگہ پر حال میں ایک لوہ گڑھ نامی گوردوستھان بنا ہے۔ چوہدری لکھمیر نے شری گورو جی کی بہت خدمت کی۔ اس جگہ پر شری گورو جی کی آمد کی خبر سنکر مالوہ کے چاروں طرف کے مُریداں انواع واقسام کے نذرانے لیکر حاضر خدمت ہونے لگے۔ بھائی رُوپا کے خاندان کے بھائی دھرم چند اور پریم چند نے آپ کی خدمت میں ایک اعلےٰ گھوڑا اور ایک قیمتی پوشاک مع بہت سے زر ومال پیش کئے۔ نیز بہت سے ہتھیار جو کہ شری گورو ہرگوبند جی نے ان کے پاس بطور

امانت رکھے تھے وہ بھی شری گورو جی کے سامنے پیش کئے۔ اسی طرح ملک مالوہ کے بہت سے مشہور و معروف سکھ لوگ شری گورو گوبند سنگھ جی کے درشن کرنے آئے اور طرح طرح کے نذرانے لائے۔ تھوڑے ہی دنوں میں پھر آپ کے پاس بادشاہی ٹھاٹھ کا سامان جمع ہو گیا۔ اسی جگہ سے شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے اپنے چھوٹے دونوں بچوں کے بلاقصور مارے جانے کے رنج میں شاہ اورنگ زیب کے پاس فارسی کی نظموں میں ایک نصیحت کے طور پر خط لکھ کر پانچ سکھوں کو ہمراہ دیکر بھائی دیا سنگھ جی کے ہاتھ روانہ کیا۔ وہ خط اس وقت سے پنتھ خالصہ میں ظفر نامہ کے نام سے مشہور ہے۔

ظفر نامہ

ظفر نامہ اس خط کا نام ہے جو شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے اورنگ زیب کو بھیجا تھا۔ اس خط کے الفاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اورنگ زیب نے شری گورو جی کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کے لئے قسم کھا کر بلایا تھا۔ جس کے جواب میں شری گورو جی نے ظفر نامہ لکھ بھیجا۔ یہ خط بھی شری گورو جی نے فارسی زبان میں لکھ کر بھیجا تھا۔ اگرچہ یہ ظفر نامہ اس خط کی نقل سمجھا جاتا ہے۔ جو کہ شری گورو جی نے بھیجا تھا مگر افسوس ہے کہ گورمکھی حروف میں لکھے جانے کی وجہ سے نیز ان لوگوں کے ہاتھوں پڑ جانے سے جو کہ فارسی زبان کو ہرگز نہ جانتے تھے۔ خط کے لفظ اس طرح سے بدل گئے ہیں کہ نہ صرف مطلب میں ہی فرق پڑ گیا ہے۔ بلکہ ناظرین کے دل میں بھی کئی طرح کے شکوک پیدا ہو جاتے ہیں کئی ایک الفاظ تو اس قدر بگڑ گئے ہیں کہ نہ تو وہ فارسی کے رہے ہیں نہ عربی کے۔ بلکہ اس زمانہ کا خیال کر کے جب کہ فارسی زبان کا گھر گھر چرچا تھا۔ یہ کبھی ممکن نہیں ہے کہ ایسا خط جو کہ ایک قومی لیڈر کی طرف سے بادشاہ

لکھا گیا ہو درست نہ ہو۔ شری گورو جی نے اورنگ زیب کو لکھا کہ وہ تو بے ایمان ہے۔ مجھے تیری قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ خدا نے تم کو بادشاہ بنایا ہے۔ کیا یہ مناسب نہیں کہ تم لوگوں کے ساتھ انصاف کرو؟ میں پہاڑوں پر رہتا تھا۔ میں نے کبھی تمہارے علاقہ کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تھا۔ تم نے میرے والد بزرگوار قید کیا اور نہایت بے رحمی سے انہیں قتل کیا۔

تم نے میرے ننھے ننھے چار بچوں اور ہزاروں مریدان کے بلا قصور گلے کٹوائے ہیں تو کیا ہوا۔ ابھی تک میں پیچھے بیٹھا ہوں۔ میری استریوں کا خون تیری گردن پر ہے۔ تم نے میرا خزانہ لوٹا۔ تم شائد ان باتوں کو معمولی سمجھتے ہو۔ مگر پرماتما کی نظروں میں یہ مہاں پاپ ہیں۔ اس کے سامنے بادشاہ اور چیونٹی ایک ہی درجہ رکھتے ہیں۔ شائد تم سمجھتے ہو کہ ہم قران پڑھتے ہیں۔ اس لئے گناہوں کا عوض بھوگنے سے بچ جائینگے۔ مگر تمہارے قران پڑھنے سے کیا فائدہ ہے؟ ہزاروں طوطے کلمہ۔ قران پڑھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص نیک کام کر کے اپنے دل کو پوتر نہیں کرتا تو قران پڑھنے سے وہ دوزخ میں گرنے سے نہیں بچ سکتا۔ شاید تمہارے دل میں خیال ہو کہ تم خدا کی عبادت کرتے ہو۔ مگر چار آئیتوں کو پڑھ لینا کوئی عبادت نہیں ہوتی۔ اندریوں کو اپنے وش میں کرنا ہی عبادت ہے۔ مگر تم حکومت کے نشے میں مست ہو اور الٹا اندریوں کے غلام بنے ہوئے ہو۔ شائد تمہارا خیال ہو کہ تم نے بت پرستی کو کم کیا ہے۔ اس لئے تم کو بہشت نصیب ہوگا۔ تم نے بت پرستی کو کم نہیں کیا بلکہ بڑھایا ہے۔ آگے ہندؤں کے مندر تھے۔ لوگ کبھی کبھی مندروں میں جاتے تھے۔ اب کیونکہ تم نے مندر گروا دئے ہیں۔ اس لئے ہر ایک ہندو نے اپنے گھروں میں بت رکھ لئے ہیں۔ ممکن ہے تمہارا خیال ہو کہ لوگ تمہاری تعریف کرتے ہیں۔ خوشامدی لوگ فرعون کے تعریفوں کے راگ

الا پار کرتے تھے مگر اسپر بھی وہ سیدھا دوزخ میں روانہ کر دیا گیا۔ شائد تمہارا خیال ہو کہ خدا رحیم ہے تم کو بخش دیگا۔ مگر یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ جب تم لوگوں کو تکالیف دیتے ہو خدا تم پر رحم کبھی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ کہا ہے۔

وہ کرے بُرائی سکھ چاہے کیسے پاوے کوئے۔
روپے پیڑ ببول کو آم کہاں سے ہوئے۔"

تم نے لوگوں کے ساتھ سخت تریں مظالم روا رکھے۔ اب وقت آگیا ہے خالصہ تمہیں اس کی سزا دے۔ میں تیرے پاس ہرگز نہیں آونگا۔ مجھے تیری قسموں کا اعتبار نہیں میں تمہارے خلاف کام کرونگا۔ تمہیں اگر اپنی افواج پر بھروسہ ہے تو مجھے واہگورو سرو شکتیمان پرماتما پر پورا بھروسہ ہے۔ یاد رکھ اب وہ دن آگیا ہے۔ جبکہ میں تم سے بدلہ لونگا۔ خالصہ نے تمہارا نشٹ کرنے کے لئے جنم لیا ہے +

اٹھارھواں باب ۱۸

اس کے بعد شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج پتّو۔ جلال۔ دیال پور۔ بھگو ڈڑ ڈوڈو۔ باندا۔ پہرل گاڑی۔ ننتھا جیتو وغیرہ گراموں میں ہوتے ہوئے کوٹ کپورا میں پہنچ گئے۔ وہاں کا سردار اس وقت مسمی کپورا براڑ تھا۔ بادشاہ کی طرف سے وہ چوراسی گراموں کی مالگزاری کا حاکم تھا۔ وہ نہایت پریم سے شری گورو جی کے درشن کو آیا اور دو چار گھوڑے کچھ ہتھیار اور کچھ نقد روپیہ بھی شری گورو جی کی بھینٹ کے لئے لایا۔ اس بہت سے مریدوں کے ہمراہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کو اپنے گھر میں اُتار بھی دیا۔ انیک پرکار کے بھوجن کروائے۔ اور خوب خاطر تواضع کی۔ دوسرے روز شری گورو گوبند سنگھ جی نے اس سے کہا۔ کہ تم اگر تھوڑے دن کے لئے اپنا قلعہ ہم

کو دے دو تو بہت اچھا ہو۔ مگر شاہی خوف سے اُس نے نہ مانا۔ بلکہ بولا کہ گورو جی اجبکہ آپ اپنا خاص قلعہ آنند پور جو کہ نہایت مضبوط تھا۔ اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکے تو اس کو کس طرح سے رکھ سکیں گے؟ اس کا یہ کہنا شری گورو جی کو بہت بُرا معلوم ہُوا اور بولے جس موت کے خوف سے تم نے ہم کو قلعہ دینے سے انکار کیا ہے۔ اس سے تمہارا بچنا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا کی شان یہی ہُوا کہ وہ ایک پٹھان مسمی علی خاں کے ہاتھ سے بُری طرح قتل ہُوا۔ پھر وہاں سے چلکر شری گورو جی موضع ڈھلیاں میں چلے آئے۔ یہاں پر ایک کول نامی سوڈھی پرتھوی چند کے خاندان کے رہتے تھے۔ شری گورو جی کی آمد کو شنکر دو گھوڑے کچھ میلے سیلا ئے سفید پارچات بطور نذرانہ لیکر درشن کرنے آئے اور پرارتھنا کی کہ اب آپ سفید پارجات پہن لیں۔ اس بزرگ کے کہنے سے شری گورو گوبند سنگھ جی نے نیلے کپڑے اُتار کر اسی وقت سفید کپڑے پہن لئے۔ اور نیلے کپڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں پھینکتے ہوئے شری مکھ سے بار بار اُچارن کرنے لگے۔ ”نیل وسترلے کپڑے پھاڑے تُرک پٹھانی عمل کیا“۔ شری گورو نانک دیو جی نے ایک جگہ آساکی وار میں جو یہ کہا ہے۔ کہ ”نیل وسترلے کپڑے پہرے۔ ترک پٹھانی عمل کیا“ کو اس طرح بدل دیا۔ جبکہ سُنتے ہی سوڈھی کول صاحب نے دریافت کیا کہ گورو ہر رائے صاحب کے بیٹے رام رائے نے صرف ایک لفظ بادشاہ کے سامنے بدلا تھا یعنی مٹی مسلمان کی بجائے مٹی بے ایمان کی بتلایا تھا۔ اسی جرم میں وہ گورو گدی سے محروم کر دئے گئے تھے۔ اس جگہ تو آپ نے بہت کچھ بدل ڈالا ہے اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اس کا جواب شری گورو جی نے یہ دیا کہ کیونکہ ہم نے ترکوں کا خاتمہ کرنے اپنا سب کچھ لگا دیا ہے۔ اور اس کے بعد اس کو بدلا ہے۔ اس لئے ہم نے جو کچھ کیا ہے۔ اسمیں کوئی گناہ نہیں +

اُدھر جب ماچھیے کے سکھوں کو شری گورو جی کی تکالیف کا حال معلوم ہُوا۔ تو

کچھ بزدل جٹ سکھوں نے ایک پرارتھنا پتر لکھکر بھیجا کہ جتنے گورو پہلے ہو گذرے ہیں وہ سب سادھو فقیر تھے - فقیر ہوکر بادشاہوں کا مقابلہ کرنا بعید از عقل و دانشمندی ہے - آپ کو اس سے کیا فائدہ پہنچا؟ چاروں فرزنداں کام آئے - اور خود بھی کسقدر تکالیف برداشت کر رہے ہیں - اس لئے اگر آپکا حکم ہو تو ہم لوگ سب ملکر بادشاہ کے پاس چلے جاویں اور آپ کو معاف کروا دیں؟ اس خط کے ہمراہ ان لوگوں نے تین سو سکھ بھی مدد کے لئے روانہ کئے -

موضع ڈھلواں سے نکلکر جب شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج موضع رامی آنا کے نزدیک پہنچے - تو ماجھا کے سکھوں نے حاضر ہوکر وہ پرارتھنا پتر پیش کیا - جس کو پڑھتے ہی شری گورو جی نہایت غصہ کے ساتھ بولے "مجھے تم لوگوں کی عقل پر نہایت افسوس ہے - میں نے تم سے کوئی امداد طلب نہیں کی اور نہ ہی میں تمہارے پاس کسی طرح سے فریادی ہوا ہوں - میں نہیں سمجھتا میں تمہارا گورو ہوں یا تم میرے گورو ہو - میں جو کچھ کرتا ہوں اپنی عقل اور طاقت کے بھروسہ پر کرتا ہوں مجھے پرماتما کی حکم بھی ہے - مجھے تم لوگوں کی کچھ پرواہ نہیں - تم چپ جاؤ - مجھے منہ مت دکھاؤ" اس طرح ان کو کہکر شری گورو جی نے اُن کو واپس کر دیا -

اسی وقت صوبہ سرہند کو اطلاع پہنچی کہ گورو گوبند سنگھ کے پاس پھر ملک مالوہ کے بہت سے سکھ آ اکٹھے ہوئے ہیں - شک ہے کہ پھر فساد اُٹھ کھڑا ہو - وہ اس خوف سے فوج لیکر شری گورو گوبند سنگھ جی پر چڑھ آیا - اور راستہ میں الوضع کوٹ کپورا کا سردار کپور ابھی ساتھی بن گیا - راستہ میں ماجھا کے سکھوں نے جو کہ واپس جا رہے تھے - جب دیکھا کہ بادشاہی فوج ہمارے گورو پر چڑھائی کرکے آرہی ہے تو اُن میں سے کچھ ایک نے جن کو اپنے گورو پر نہایت شردھا تھی - دوسروں کو کہا کہ بھائیو! جب موت لازمی ہے تو گورو سے بے مکھ ہوکر زندہ رہنا ہمار

لئے مناسب نہیں ہے - اس زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے ہؤ - مردوں کی طرح لڑو اور مرو - جس سے لوک پرلوک دونوں سُدھر جاویں - اگر میدان جنگ میں مرینگے تو سورگ پراپت ہو گا - اور اگر فتح ہو گی تو گورو مہاراج خوش ہونگے اور ملک میں ہماری تعریف ہو گی - یہ سُنکر صرف چالیس سکھ ایسے نکلے جنہوں نے اپنے گورو پر قربان ہونا ہی مناسب خیال کیا اور اسی جگہ ٹھہر گئے - باقی تمام بادشاہی فوج کے خوف سے اس جگہ سے چلے گئے -

مکتسر میں جس جگہ اس زمانہ میں جھاڑیوں کا ایک بڑا وسیع کھدرانا نامی جنگل تھا - مورچہ بنا کر یہ چالیسوں آدمی بیٹھ گئے - اور اپنے کپڑوں کو جھاڑیوں کے اوپر اس طریقہ سے پھیلا دیا کہ دور سے دشمنان کو خیمے دکھائی دینے لگے - شری گورو جی مہاراج وہاں سے مغرب کی طرف دو تین میل پر ایک اونچے ٹیلے پر جہاں اب ٹبی صاحب کے نام سے ایک گوردوارا ان کی یادگار میں بنا ہوا موجود ہے بیٹھے تھے - یوں ہی بادشاہی فوج نزدیک آئی - ان چالیس آدمیوں نے جو کہ جھاڑیوں میں چھپے بیٹھے تھے بندوقوں سے مار شروع کر دی - کیونکہ مار نزدیک کی تھی ایک ایک گولی سے دو دو تین تین دشمن کام آئے - بادشاہی فوج جسکو سامنے کوئی فوج یا آدمی تک دکھائی نہ دیتا تھا اس یکایک حملہ سے گھبرا گئی -

ان چالیس آدمیوں نے بادشاہی فوج کو اسی جگہ روکے رکھا اور جب تک ان کے پاس گولی بارود رہا برابر جھاڑیوں میں سے چھپے ہوئے دشمنان کی بے شمار فوج کا کام تمام کرتے رہے - جب گولی بارود ختم ہو گیا تو تیروں سے کام لینے لگے - جب تیر بھی ختم ہو گئے تو تلواریں کھینچ کھینچ کر دشمن کی فوج میں کود پڑے اور بول واہ گورو جی کا خالصہ شری واہگورو جی کی فتح' کا اونچی آواز کے ساتھ نعرہ لگا کر دشمنان کو اس طرح کاٹ کاٹ کر سر گرانے لگے - جس طرح کسان اپنی کھیتی کاٹتا ہے - ان چالیس بہادروں نے ایسا

سخت جنگ کیا کہ بادشاہی فوج کے منہ موڑ دیئے اور خود بھی ہزاروں کو مار کر شہید ہو گئے

اُدھر شری گورو جی بھی ان کی امداد میں اس اونچے ٹیلے پر سے جہاں کہ وہ بیٹھے تھے تیروں کی بوچھاڑ دشمن کی فوج پر کرتے رہے۔ اور اپنے ہمراہیان کو بھی ان کی مدد کے لئے روانہ کر دیا۔ جنہوں نے جھاڑیوں میں چھپ چھپ کر بندوقوں کے استعمال سے صوبہ سرہند کی فوج کو بے دم کر دیا۔

اِدھر جنگ عظیم ہو رہی تھی۔ نیز اس جنگل میں اس جگہ کے سوائے جہاں سکھوں کی فوج نے ڈیرا جا یا ہُوا تھا دور دور تک کہیں پانی نہ ملتا تھا۔ سکھوں سے محفوظ پانی کے لئے شاہی فوج نے کئی دفعہ حملے کئے۔ مگر سکھوں نے ان کے سب حملے ناکارہ کر دئے۔ آخر بادشاہی فوج پیاسی مرنے لگی۔ صوبہ سرہند نے سردار کپورا سے دریافت کیا کہ کیا یہاں نزدیک کسی جگہ پانی مل سکیگا؟ کپورا نے جواب دیا صوبہ صاحب! یہ جنگل نہایت خراب ہے۔ اس میں صرف اسی جگہ پہ پانی تھا۔ جس کو گورو گوبند سنگھ نے پہلے ہی سے روک رکھا ہے۔ اس کے سوا چاروں طرف تیس تیس کوس تک پانی کا ملنا مشکل ہے۔ یہ سُنتے ہی صوبہ متحیّر سا ہُوا اور بولا کہ اگر اس جگہ پانی ہی دستیاب نہ ہُوا تو فوج جنگ کیا کریگی۔ سردار کپورا کی یہ بات سُنکر صوبہ سرہند نے اپنی فوج کو واپس لوٹنے کا حکم دیا۔ بادشاہی فوج کے پیچھے ہٹتے ہی سکھوں نے ان کا تین کوس تک پیچھا کیا۔ بہت سے سپاہی پیچھے بھاگتے ہوئے بھی سکھوں کے ہاتھ سے مارے گئے اور ان کا مال اسباب بھی جو لٹا سکھوں نے لوٹ لیا۔ اس جنگ میں سکھوں کو فتح حاصل ہوئی۔ سب لوگ شری گورو جی کے پاس آکر جیتے جیتے کا نعرہ لگا کر خوشی منانے لگے۔

اسکے بعد جب شری گورو جی کو معلوم ہُوا کہ یہ ماجھا کے سکھ تھے جنہوں نے راستہ ہی میں شاہی فوج کو روک رکھا اور خود شہید ہوئے۔ تو وہ ٹبی صاحب سے اُٹھکر

خود اس جگہ پر جہاں یہ چالیس آدمی لڑکر شہید ہوئے تھے آئے۔ وہاں آکر خود شہید سکھوں کے منہ اپنے رومال سے پونچھ پونچھ کر کسی کو دس ہزاری کسی کو بیس ہزاری کہہ کر شاباش! شاباش! آفرین! آفرین! الفاظ استعمال کرنے لگے۔ ان چالیس سکھوں میں سے ایک سکھ زندہ جان توڑ رہا تھا۔ شری گورو جی نے دیکھا کہ اس کے جسم پر بہت سے زخم لگے ہوئے ہیں۔ اور اس کے زندہ رہنے کی امید نہیں ہے۔ شری گورو جی نے اس کے سب زخم اپنے ہاتھ سے صاف کئے اور اس کے منہ میں پانی ڈالکر ہوش میں لائے۔ ہوش آنے پر اس نے شری گورو جی کو پرنام کیا۔ تو شری گورو جی نے خوش ہوکر کہا کہ جو تمہاری خواہش ہو ہم سے مانگو۔ جس کا جواب اس نے یہ دیا کہ آپ کا اس وقت درشن ہو جانا میرے لئے مکتی کا دینے والا ہے۔ مگر شری گورو جی نے اس کو پھر کہا کہ نہیں! ضرور کچھ مانگو! پھر اس گورو کے پیارے بھگت نے کہا کہ دین بندھو! اگر آپ کچھ دینا ہی چاہتے ہیں تو ٹوٹی ہوئی کو جوڑ دیجئے' یعنی وہ چٹھی جس کے ذریعہ قلعہ آنندپور سے سکھ لوگ آپ سے بے مکھ ہو کر چلے گئے تھے۔ اس کو آپ اس وقت چاک کر ڈالیں۔ اور ان کے قصور کو معاف فرمادیں۔ شری گورو جی نے کہا۔ اگر کوئی اور چیز مانگتا تو اچھا ہوتا۔ مگر شری گورو جی کے تین دفعہ سمجھانے کے باوجود اس مضبوط آتما نے اپنی ضد نہ چھوڑی۔ اور یہی ور مانگا کہ وہ کاغذ چاک کر دیں۔

شری گورو جی نے خوش ہوکر اسی وقت وہ کاغذ اپنی جیب سے نکالا اور اس کو دکھلا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور اس کی اعلے درجہ کی قوم پرستی کو دیکھ کر اس کا نہایت شکریہ ادا کیا۔ بعد میں اپنے منہ سے بولے:۔ دھنیہ سکھی! دھنیہ سکھی! دھنیہ سکھی! اتنے میں اس کے پران نکل گئے۔ شری گورو جی نے ان سب کو ایک چتا پر جلایا۔ اور ان کو مکتوں کا خطاب دیا۔ گویا کہ جو کوئی سکھ اس جگہ

میں کام آیا اس کو گورو جی نے مکتا کہا۔ اس وجہ سے اس تالاب کا نام اب مکتسر پڑگیا ہے۔ اس جگہ مکتسر کے نام سے اب ایک گاؤں بھی آباد ہوگیا ہے۔ ہر سال ماہ ماگھ کی سنکرانت کو وہاں پر ایک بڑا بھاری میلہ بھی ہوتا ہے۔ یہ جنگ یکم ماگھ سمت ۱۷۶۲ بکرمی کو ہوا تھا۔ اسی وقت شری گورو گوبند سنگھ جی نے اپنے سب مریدوں کو جو کہ ان کی مدد کے لئے آئے تھے مناسب انعامات دیکر روانہ کیا۔ اور خود بہت تھوڑے سے سکھوں کو ہمراہ لیکر گورو سر۔ بھائی کا کوٹ۔ صاحب چند۔ جیے۔ بیکا وغیرہ مواضعات کے لوگوں کو اپنے ست اپدیش سُنا کر خوش کرتے ہوئے موضع سالو کی تلونڈی* میں پہنچے۔ اس جگہ پر لوگوں نے اور وہاں کے سردار ڈلھا نے آپ کی نہایت عزت افزائی کی اور گاؤں کے باہر جس جگہ اب دمدما صاحب کے نام سے ایک گوروستھان مشہور ہے اُتارا دیا۔ آہستہ آہستہ نزدیک کے مریدان کو بھی خبر ملی تو وہ آپ کے خدمت میں نذرانے لے کر آنے شروع ہو گئے۔ اسی جگہ پر شری گورو جی کی استری بھی بھائی منی سنگھ وغیرہ مریدوں کے ہمراہ آپ کے پاس آ پہنچی۔ اور اسی جگہ پر عالم شاہ اورنگ زیب کا جواب بھی آپ کو پہنچا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شری گورو جی کے چیچے ہیچے جواب نے اورنگ زیب کے دل پر بہت اثر کیا۔ اور اسے نہایت شرم آئی۔ اس لئے اس نے شری گورو جی کو لکھا کہ مجھے آپ کا ہدایت نامہ پہنچا۔ جس کو پڑھکر میں نہایت خوش ہوا ہوں۔ میرا آپ سے ملاقات کرنے کو بہت دل چاہتا ہے۔ مگر مجبور ہوں وجہ یہ کہ بہت دن سے بیمار ہوں۔ کمزور ہونے کی وجہ سے کہیں آنے جانے کی طاقت نہیں رہی۔ اگر آپ دہلی تشریف لانے کی تکلیف گوارا کر کے مجھے قدم بوسی کرنے کا موقعہ دیں۔ تو میں آپکا نہایت مشکور ہونگا۔ میں آپ سے اپنے سابقہ قصور کے لئے معافی مانگتا ہوں۔ میں نے پنجاب کے سب حاکموں کے نام پروانے جاری

* یہ جگہ ہانسی اور فیروزپور کے درمیان واقع ہے۔

کر دیے ہیں کہ آئندہ وہ آپ پر ہرگز فوج کشی نہ کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ مکتسر کے جنگ کے بعد شری گورو جی پر کوئی حملہ نہیں ہُوا۔

سمت ۱۷۶۲ بکرمی میں ایک دفعہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے اپنے والد بزرگوار شری گورو تیغ بہادر جی کی بانی درج کرنے کی غرض سے کرتار پور کے سوڈھی دھیرمل سے آدِ گورو گرنتھ صاحب مانگا تھا۔ جسے اُس نے دینے سے انکار کر دیا تھا اور یہ کہا تھا۔ کہ تم تو سچے گورو ہو۔ اس گرنتھ صاحب کو خود لکھ لو۔ دھیرمل کے سخت جواب سے اس وقت گورو جی مہاراج خاموش رہے۔ اب جب موقع تلونڈی میں آکر سب طرف سے فرصت ملی۔ تو یکم اسوج سمت ۱۷۶۲ بکرمی میں اپنی روحانی طاقت کے ذریعہ آدِ گورو گرنتھ صاحب آپ نے مرتب کرنا شروع کر دیا۔ ہر روز خیمہ کے اندر بیٹھ کر آپ بولتے جاتے تھے اور خیمہ کے باہر بیٹھ کر بھائی منی سنگھ جی لکھتے جاتے تھے ۹ ماہ اور ۹ دن میں آدِ گورو گرنتھ صاحب جیسے کا ویسا تیار ہو گیا۔ صرف ایک جگہ پر شری گورو جی نے اپنی خواہش سے "وو کبہ کبیر جن بھئے خالصے" کی جگہ "دو کبہ کبیر جن بھئے خالصے" تحریر کروایا۔ باقی تمام حرف بحرف جُوں کا توں ہی اس گرنتھ صاحب میں شری گورو جی نے اپنے والد بزرگوار کی بانی بھی درج کی۔ اور اس گرنتھ صاحب کو دمدما والی بیڑ کے نام سے مشہور کیا۔ بعد میں اس کی بہت سی کاپیاں نقل کر لی گئیں۔ پھر بعد میں جب شری گورو گوبند سنگھ جی کے مرید سکھ لوگوں نے زور پکڑا تو کرتار پور والے گرنتھ صاحب پر بھی گورو تیغ بہادر جی کی بانی درج کر دی گئی*۔

* تواریخ گورو خالصہ کے مصنف نے لکھا ہے کہ یہ سب کچھ روحانی طاقت کے ذریعے ہو سکتا ہے وہ لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی میڈم بلاوٹسکی نے شملہ کے پہاڑوں سے جانے کے پیالے منگوائے تھے۔ اسی طرح اُس نے انگلستان کا اسی دن کا اخبار بھی منگوا کر دیا تھا۔ آسمان پر سے پھولوں کی بارش کروائی۔ اور وہ ہزاروں میلوں کے فاصلہ پر سے آواز سُن لیتی تھی۔ اسی طرح اس کے خیال میں شری گورو جی مہاراج نے آدِ گرنتھ صاحب لکھ لیا ہو گا۔ دو مگر ہمیں ان باتوں پر اعتقاد نہیں ہے ہمارا یقین ہے کہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کو آدِ گرنتھ صاحب زبانی یاد ہو گا۔ منتظم

شری گورو گوبند سنگھ جی نے ملک مالوہ میں کچھ عرصہ گذارا اس علاقہ کے لوگوں کی سیوا بھگتی سے نہایت خوش ہوئے۔ ایسے ہی ایک دن جنگل میں شکار کھیلنے گئے تو بھائی ڈلا کو جو کہ ان دنوں ہر وقت آپ کے ہمراہ ہی رہا کرتا تھا۔ سنا کر اور جنڈ کریر وغیرہ درختوں کی طرف نظر دُہرا کر کہنے لگے کہ کیا اعلےٰ آم کے درخت ہیں۔ کیا ہی اعلےٰ اناروں کے درخت ہیں؟ جس کے جواب میں بھائی ڈلا نے کہا کہ گورو جی اس ویران -- زمین میں آم اور اناروں کے درخت کہاں؟ یہ تو جنڈ کریر ہیں۔ شری گورو جی خاموش رہے اور پھر تھوڑا سا آگے بڑھ کر لمبی گھاس کی طرف دیکھ کر بولے کہ کیا اعلےٰ گیہوں کا کھیت ہے۔ کیا ہی اعلےٰ کپاس پھول رہی ہے؟ پھر ڈلا نے کہا گورو جی! اس جگہ گیہوں اور کپاس کہاں سے آئی؟ یہ تو پھولی ہوئی کائی ہے۔ شری گورو جی پھر خاموش رہے اور ذرا آگے بڑھ کر زمین پر سورج کی کرنوں کو دیکھ کر بولے۔ کیا ہی اعلےٰ نہریں لہریں لگا رہی ہیں۔ اس پر پھر ڈلا نے کہا گورو جی! آپ کو آنند کا علاقہ یاد آرہا ہے۔ یہ تو بنجر زمین ہے۔ یہاں پر نہریں اور ان کی لہریں کہاں؟ اس پر گورو جی نے ناراض ہو کر کہا۔ واہ اَبے ڈلے۔ ہم کیا کہتے ہیں اور تو سمجھتا کیا ہے۔ ہماری خواہش تھی کہ یہ گورو جگت دیش ابھی پھولے پھلے۔ مگر تمہاری زبان سے معلوم ہوتا ہے ابھی کچھ کسر ہے۔ مگر خیر اب بھی پرماتما کی اچھا ہوگی تو یہ دیش اسی طرح کچھ عرصہ بعد پھولے پھلیگا۔ یہ بھی شری گورو گوبند سنگھ جی کی بانی موجودہ زمانہ میں ملک مالوہ میں درست ہو رہی ہے۔ اس جگہ کچھ عرصہ رہ کر شری گورو جی نے ملک دکھن دیکھنے کی خواہش کی اور دم دما سے ۵۰۰ مریدوں کو ہمراہ لیکر انیک گراموں میں ست اُپدیش کرتے ہوئے سدا جیوتا نہ کے موقع نارائن میں آٹھہرے۔ وہاں پر ایک شری دادو جی کے دہرہ دون کا استھان ہے۔ یہاں کے مہنت جیت رام نے شری گورو جی کے خیالات دیکھنے کیلئے

ان سے کہا۔

دادو دعوے دور کر بن دعوے دن کٹ
کینی سوداگر گئے اس پنساری دے ہٹ

اس کا جواب شری گورو جی نے یہ دیا کہ:-

دادو دعوے بنہہ کے ظالم بیٹھے لُٹ
ایکو رہسی خالصہ ہور مرسی سب ٹُھٹ

پھر مہنت جی بولے کہ

دادو سے وچار کے کُل کا کیجے بھاؤ۔
جو کوئی مارے ڈھیم اینٹ لیجے سیس نواؤ۔

اس کا جواب شری گورو جی نے دیا۔

دادو سمہ وچار کے کُل کا کیجئے بھاؤ
جو مارے ڈھیم اینٹ پاتھر دبینے چلاؤ۔

ان دونوں کے خیالات میں کس قدر فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ شری گورو جی نے مہنت جی کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دیا۔ کہ ان جھوٹے ویراگوں اور تیاگوں کی ملک میں ضرورت نہیں ہے۔ غیروں کے جوتے کھا کھا کر اپنے دل کو تسلی دینا کم عقلوں اور بزدلوں کا کام ہے۔ پھر وہاں سے چلکر شری گورو جی اُدے پور میں آ گئے۔ وہاں پر مہاراجہ اُدے پور نے آپ کا بہت ستکار کیا۔ اور کئی دن تک اپنے پاس رکھا۔ نیز شری گورو جی کی شکار وغیرہ میں لیاقت دیکھکر اس قدر خوش ہوا کہ ان کو اپنے پاس ہی رکھنا چاہتا تھا۔ مگر گورو جی نے یہ منظور نہ کیا۔ پھر وہاں سے چلکر شری گورو جی ماہ کاتک سمت ۱۷۶۳ بکرمی میں پُشکر نیر تھ کا میلہ دیکھنے کی غرض سے شہر اجمیر میں تشریف لے گئے۔ وہاں پر بہت سے کھگمت لوگوں نے

آپ کو انیک پرکار کے نذرانے پیش کئے۔ وہاں پر جو روپیہ نذر کے طور آیا۔ اس کا اسی جگہ پر شری گورو جی نے اپنے نام کا ایک گھاٹ بنوایا۔ وہ گھاٹ اب تک بھی گوبند گھاٹ کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں سے چلکر شری گورو جی قصبہ بھگور میں تشریف لائے۔ اس جگہ کے ایک مالدار شخص نے آپ کی بہت خدمت کی اور کئی دن تک اپنے پاس رکھا۔

اسی جگہ پر شری گورو جی کو اورنگ زیب بادشاہ کے فوت ہونے کی اطلاع ملی۔ اس خبر کو سنتے ہی سب سکھوں نے خاص طور پر خوشی منائی اور اس موت کی وجہ صرف شری گورو گوبند سنگھ جی کی ناراضگی ہی تصور کی۔

اُنیسواں باب ۱۹

اورنگ زیب کے فوت ہوتے ہی اس کے تخت کے لئے اس کے بیٹوں میں فساد اُٹھ کھڑا ہوا۔ اعظم شاہ جو کہ والد کی موت کے وقت اس کے پاس ہی تھا اس نے اپنے والد کے فوت ہوتے ہی اورنگ آباد میں شاہی تاج کو اپنے سر پر رکھ لیا اور تخت نشین ہونے سے پیشتر ہی اپنے چھوٹے بھائی کام بخش کو صوبہ بہار سے اپنے پاس بلوا کر دھوکہ دیکر مروا ڈالا۔ بعد میں اپنے بڑے بھائی بہادر شاہ کی نگریں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اُدھر والد کی موت کی خبر سُنکر بہادر شاہ بھی کئی ایک مصاحبوں کے مشورہ سے دہلی کے تخت پر بیٹھ چکا تھا۔ نیز سب سے بڑا ہونے کی وجہ سے تخت کا مالک بھی بہادر شاہ ہی تھا۔ تو بھی اپنے بھائی اعظم شاہ کا اپنے اوپر فوجکشی سُنکر بہت گھبرایا اور اپنے بچاؤ کے طرح طرح کے طریقہ سوچنے لگا۔ شری گورو گوبند سنگھ جی کی بہادری کا بھی اسکو اچھی طرح پتہ تھا۔ اس نے اُسی وقت بھائی نند لعل اور دیوان حاکم رائے کو شری گورو گوبند سنگھ جی کے پاس بھیجا۔ اور اُن کی معرفت پرارتھنا کی

کہ میرا چھوٹا بھائی میری حکومت چھیننے کے لئے دہلی پر چڑھا آتا ہے۔ اگر آپ اس وقت میری مدد کریں تو میں آپ کا عمر بھر مشکور رہونگا۔ اسی مطلب کا ایک خط بھی ان کی موفقت روانہ کیا۔ اس خط کو دیکھکر پہلے تو شری گورو جی نے سوچا کر ان کو آپس میں مرنے دیں۔ مگر بعد میں کچھ دیر سوچ کر امداد دینا ہی مناسب خیال کیا اور فوراً بھائی دیا سنگھ۔ دھرم سنگھ وغیرہ ۲۵ سکھوں کو اپنی طرف سے دہلی روانہ کیا اور بہادر شاہ کو لکھ بھیجا کہ تم کچھ فکر مت کرو۔ اگر جنگ ہوئی تو ہم بھی موقعہ پر تمہارے پاس ضرور پہنچ جاوینگے۔ اُدھر شری گورو جی نے ملک مالوہ کے تمام مریدوں کو لکھ بھیجا کہ وہ لوگ جلدی اکٹھے ہو کر بہادر شاہ کی طرف سے جنگ کریں۔ شری گورو جی کے ہاتھ کے خطوط دیکھکر ہزاروں سکھ لوگ دہلی میں جا پہنچے۔ ادھر سے شری گورو گوبند سنگھ جی بھی موقعہ پر پہنچ گئے۔ بہادر شاہ کو اپنی فتح کا بہت شبہ تھا۔ مگر شری گورو جی کی فوج کو دیکھکر اس کے دل کو تسلی ہوگئی۔ اور بڑے حوصلہ کے ساتھ میدان میں جنگ کرنے نکلا۔ اُدھر سے اعظم شاہ بھی میدان جنگ میں ڈیرہ ڈالے پڑا تھا۔ دونوں طرف کی افواج میدان جنگ میں آ اکٹھی ہوئیں۔ جنگ ہونے لگی۔ یودھے کٹ کٹا کر مرنے لگے۔ شری گورو جی نے دور ہی سے اعظم شاہ کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا ایک ہی تیر سے وہ ملک عدم کو پہنچ گیا۔ دوسرے تیر کے لگتے ہی وہ ہاتھی پر سے گر پڑا۔ اعظم شاہ کے گرتے ہی اس کی فوج بھاگ نکلی اور بادشاہی فوج کی فتح کا نقارہ بجنے لگا۔ بہادر شاہ شری گورو گوبند سنگھ جی کو نہایت عزت کے ساتھ معہ فوج دہلی میں لایا۔ اور شری گورو جی کا اُتارا موتی باغ میں دیا۔ ایک دن بادشاہ نے آکر کہا۔ کہ صرف آپ کے ہی اقبال کی بدولت مجھے یہ شاہی تخت حاصل ہوا ہے ورنہ مجھے کوئی امید فتح کی نہ تھی۔ محض آپ کی مہربانی سے مجھے یہ مرتبہ نصیب ہوا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے کچھ خدمت بجالانے

کے لئے حکم دیں۔ شری گورو جی نے کہا کہ صوبہ سرہند وغیرہ جتنے پنجاب کے بادشاہی
حاکم ہیں۔ انہوں نے نیز پہاڑی راجگان نے ہم پر بہت ظلم کئے ہیں۔ مناسب
ہے ان سب کو تم چندو لعل کی طرح ہمارے حوالہ کردو۔ گویا کہ جس طرح جہانگیر بادشاہ
نے اپنے دیوان چندو لعل کو گورو ارجن دیو کے قصور میں گورو ہرگوبند جی کے حوالہ کردیا
تھا۔ اسی طرح تم بھی کرو۔ شری گورو جی کی یہ بات سُنکر بہادر شاہ بولا گورو جی!
ابھی اچھی طرح سے جیسی کہ چاہیئے میری حکومت قائم نہیں ہوئی۔ ابھی ان کو حوالہ کرنے
سے ملک میں ہل چل مچ جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے جس وقت میری حکومت اور
رعب داب باقاعدہ بخوبی بیٹھ جاویگا۔ تو اس وقت میں آپ کے اس حکم کی تعمیل
کرونگا۔ شری گورو جی اس کا جواب سُنکر کسی قدر ہنسکر کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی
سے جانتے تھے۔ کہ تو بھی اسی درخت کا پھل ہے۔ جو ہر سے زیادہ زہریلا تھا۔ کیا
یہ تخت قیامت کو تیرے ساتھ ہی جانے والا ہے۔ لاکھوں اس تخت پر بیٹھ کر چلے گئے
کروڑ ہا اور چلے جاوینگے۔ مگر تخت یہاں کا یہاں ہی پڑا رہیگا۔ اس کو ساتھ اٹھا کر
لے جانے کی کسی کو بھی طاقت نہ ہوگی۔ یہ کام جس کے کرنے سے تم انکار کرتے ہو
ہمارے سکھ لوگ بخوبی انجام دینگے۔ اور آئندہ ہمارے سکھ لوگ اس قدر بہادر
ہونگے کہ اپنی تلوار کے زور سے بادشاہ بنینگے۔ وغیرہ شری گورو جی کے انیک طرح
کے بچن سُنکر بہادر شاہ چپ رہا۔ اور دلمیں سوچنے لگا کہ آنندپور کی جنگ
میں ان کا بہت نقصان ہُوا ہے۔ اس کے عوض کچھ دینا مناسب ہے۔ یہ سوچکر
بادشاہ نے شری گورو جی کو ایک بھاری جاگیر دینے کی خواہش ظاہر کی۔ جس کو
لینے سے شری گورو جی نے انکار کردیا۔ بعدہٗ بادشاہ کی علاقہ دکھن میں جانے
کی تیاری ہوئی تو اس نے بہت سی پرارتھنا کرکے شری گورو جی کو بھی اپنے
ہمراہ لیا +

شری گورو جی مہاراج اپنی استری کو وہیں چھوڑ کر بادشاہ کے ساتھ متھرا میں پہنچے - اور یہاں سے شری کرشن جی کی یادگاریں مشہور استھانوں کو دیکھکر بادشاہ کے ساتھ بھرت پور - جے پور - جودھ پور - اُدے پور وغیرہ راجپوتانہ کی ریاستوں میں پھرتے ہوئے اُجین میں جا پہنچے - جہاں سب راجپوتانہ اور دکھن کے رئیس اکٹھے ہوئے - اور سب نے اپنی اپنی طرف سے نذرانے پیش کیے - اسوقت بادشاہ نے بھرے دربار کہا کہ میں نے اعظم شاہ کو شری گورو جی کے پرتاپ اور امداد سے شکست دی ہے - ورنہ ان کی مدد کے بغیر اس کو شکست دینا میرے لئے سخت مشکل تھا - اور شری گورو جی کا شکریہ بھی ادا کیا -

اس کے بعد اسی جگہ کا ذکر ہے کہ ایک دن بہادر شاہ سب روساء کو ہمراہ لیکر ایک جنگل میں شکار کھیل رہا تھا - کہ بڑا بھاری شیر سامنے آپہنچا - بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے تلوار سے مارا جاوے - بہت سے بہادروں نے اپنے ہاتھ دکھلائے - مگر وہ شیر کسی سے نہ مارا گیا - کئی بیچارے تو اپنی جان بھی کھو بیٹھے یہ دیکھکر شری گورو جی نے اپنے ایک سکھ روشن سنگھ کو حکم دیا - اور اس نے شیر کے وار کو اپنی ڈھال پر روک کر تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا - پھر اسی طرح ایک دن بادشاہ نے دور سے تیر کا نشانہ مارنے کا حکم دیا - تمام راجپوتانہ اور دکھن کے مشہور مشہور سپاہی نشانہ لگانے میں ناکامیاب رہے - مگر جب شری گورو گوبند سنگھ جی نے تیر چلایا تو پہلے ہی ہاتھ سے نشانہ کو اُڑا دیا یہ دیکھکر سب حاضرین متحیر ہو گئے -

اس کے بعد ایک دن نربدا ندی کے کنارے سکھوں اور مسلمانوں میں سوٴر کے شکار پر جھگڑا ہو گیا - جس میں دونوں طرف کے ساٹھ ساٹھ ستر ستر آدمی مارے گئے اور شری گورو گوبند سنگھ جی کا ایک نہایت وفادار ملازم مان سنگھ بھی اس جھگڑے میں کام آیا - بہادر شاہ نہایت دانا تھا سنتے ہی خود

شری گورو جی کے پاس چلا گیا۔ اور معافی مانگی اور کہا کہ میں نے اپنے آدمیوں کو سمجھا دیا ہے۔ پھر کبھی آپ کے آدمیوں کے ساتھ جھگڑا نہ کرینگے۔ مگر اس وقت سے دونوں طرف کی سپاہ کے دل میں کچھ کچھ آپس میں حقارت پیدا ہو چکی تھی کہ دوسرے چوتھے روز کوئی نہ کوئی فساد اٹھ کھڑا ہوتا۔ بادشاہ اپنی دانائی سے ہمیشہ اپنے ہی آدمیوں کو ملزم گردانتا اور اُن کو سزا دیتا۔ آخر کار بہادر شاہ نے شری گورو جی کو ایک بہت بھاری لشکر کا سردار بنا کر مرہٹوں کے مقابلہ میں بھیجنا چاہا۔ جس سے اس کی غرض یہ تھی کہ وہ ان کو مرہٹوں سے لڑا کر اپنا اُلو سیدھا کرے۔ مگر شری گورو جی بھی پولٹکس کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ انہوں نے جانا منظور نہ کیا۔ الفنسٹن صاحب نے خانی خاں کے حوالے سے لکھا ہے۔ کہ شری گورو گوبند سنگھ جی نے بہادر شاہ کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔ مگر در حقیقت یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ گورو گوبند سنگھ جیسا پولٹیکل لیڈر ودیشی بادشاہ کی ملازمت اختیار کرتا۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ اُس نے دشمن کے فرزندوں میں سے ایک کو تباہ کرنے کی غرض سے دوسرے کی مدد کی ہو۔ مگر یہ کبھی ممکن نہیں ہے کہ اس نے ملازمت اختیار کر لی ہو۔ اگر اس نے ملازمت اختیار کی ہوتی تو بادشاہ اس کو جاگیر کس بات کی دینی چاہتا تھا؟ اور شری گورو گوبند سنگھ جی کو اس کے لینے سے کیوں انکار تھا؟ اگر گورو گوبند سنگھ ملازم ہوتا تو کبھی بھی بادشاہ سے صوبہ سرہند وغیرہ دشمنان کو اپنے حوالہ کرانے کی خواہش نہ کرتا۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ نے شری گورو جی سے اقرار کر لیا تھا کہ وہ صوبہ سرہند کو ایک سال کے اندر اندر ان کے حوالہ کر دیگا۔ مگر پیچھے اس نے وہ اقرار بھی پورا نہ کیا۔ اگر گورو گوبند سنگھ نے ملازمت اختیار کر لی ہوتی تو بادشاہ کو جھوٹا اقرار کرکے وقت ٹالنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہاں! ہاں! اگر گورو گوبند سنگھ

جیسا دانا بہادر لیڈر اس قدر گر گیا ہوتا تو اس کو بندہ بہادر جس کا ہم آگے چلکر ذکر کرینگے جنگ کرنے کے لئے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہم نہیں سمجھ سکتے اگر گورو گوبند سنگھ نے ملازمت اختیار کر لی ہوتی تو مرہٹوں کے مقابلہ میں جانے سے کس طرح انکار کر سکتا تھا؟

شری گورو جی کا بندہ بہادر کو جنگ کیلئے تیار کرنا

شری گورو جی بادشاہ کے ہمراہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے شہر اجین میں پہنچے تھے - وہاں بادشاہ نے دربار عام لگا کر گورو جی کی بہادری کی نہایت تعریف کی تھی اگر شری گورو جی اپنے سدھانت سے گر چکے ہوتے تو بادشاہ کے منہ سے اپنی تعریف سنکر نہایت خوش ہوتے - ممکن ہو سکتا ہے کہ بادشاہ کے دل میں بھی ان کو پریم بھاؤ سے گرانے کا ہی خیال ہو مگر ہم کیا دیکھتے ہیں - ادھر تو ان کی تعریفیں ہو رہی تھیں - ادھر بھارت ماتا کے سچے سپوت کو دشمنان کو تباہ و برباد کرنے کی فکر دامن گیر تھی - کہ اسی جگہ پر مہنت چیت رام جی سے ملنے کا اتفاق ہوا - مہنت چیت رام شری گورو جی کے بہادرانہ جوہروں سے بخوبی واقف ہو ہی چکا تھا - اس لئے اس نے ان کو بتلایا کہ ایک شخص مسمی مادھو داس المعروف نارائن داس سادھو موضع نادیڑ میں گوداوری کے کنارے سکونت پذیر ہے - وہ نہایت بہادر اور دانا شخص ہے - مگر اس میں ایک نقص ہے - وہ یہ ہے کہ وہ سادھوؤں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا جب کوئی

* مالکم Malcolm صاحب نے بھی بڑے زور سے یہ لکھا ہے کہ شری گورو جی نے ملازمت اختیار نہیں کی تھی - بلکہ وہ لکھتا ہے کہ یہ ناممکن سی بات ہے - کہ گورو گوبند سنگھ جیسا دلیر شخص اپنے والد کے قاتلوں کی ملازمت کرتا -

سادھو اسکو ملنے جاتا ہے۔ تو وہ اس کا نہایت عزت سے سواگت تو کرتا ہے۔ بلکہ اگر وہ کسی وقت اپنے ستھان پر موجود نہ بھی ہو۔ تو اس کے چیلے بھی اچھی طرح سواگت کرتے ہیں۔ مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد پلنگ جس پر کہ وہ سادھوؤں کو باعزت بٹھلاتا ہے اپنی عجب طاقت سے اُلٹا دیتا ہے۔ جس سے بیٹھنے والا سادھو نیچے اور پلنگ اُوپر ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے چیلے چانٹوں سمیت ہنسی اُڑا دیتا ہے۔ شری گورو جی نے اسی جگہ سے بادشاہ کا ساتھ ترک کر دیا۔ اور سیون۔ چھپارا۔ ناگپور۔ اکولا نیرا۔ امراوتی۔ بسمت۔ ہنگولی وغیرہ شہروں میں ہوتے ہوئے موضع ناندیڑ میں پہنچے۔

ناندیڑ میں جس جگہ آپ نے جا کر سب سے پہلے تو اس کیا تھا۔ اس جگہ ایک گورو ستھان سنگت صاحب کے نام سے آپ کی یادگار موجود ہے۔ وہاں پر ڈیرا جما کر دوسرے روز اس مادھو داس سادھو کے مکان پر گئے۔ اتفاقاً وہ اس وقت اپنے مکان پر نہ تھا۔ اس کے چیلوں نے نہایت عزت سے شری گورو جی کو اسی پلنگ پر بیٹھنے کی پرارتھنا کی۔ مادھو داس کے چیلوں نے شری گورو گوبند سنگھ جی کو بھی پلنگ پر سے گرانا چاہا۔ مگر شری گورو جی کے پرتاپ کے آگے اُن کی کوئی پیش نہ گئی۔ شری گورو جی نے اپنے سکھوں کو حکم دیا کہ بکروں کو جو کہ اس جگہ موجود تھے جھٹکا کر بھوجن تیار کریں۔ مادھو داس اپنے ستھان پر آیا اور دیکھتے ہی شری گورو جی کے چرنوں میں گر پڑا۔ شری گورو جی نے پوچھا۔ "آپ کون ہیں؟" اس نے جواب دیا۔ "دین بندھو میں آپ کا بندہ ہوں۔" شری گورو جی نے کہا۔ "بندہ کا کام تو اپنے مالک کا حکم بجا لانا ہوتا ہے نہ کہ لوگوں کی بے عزتی کرنا۔" بندہ نے جواب دیا۔ "میں تن من سے آپ کے حکم ماننے میں مصروف رہونگا۔ اگر آپ میرا سر بھی چاہیں تو حاضر ہے۔" شری گورو جی نے اس کو مادھو داس سے بندہ کر اپنے پاس نہایت عزت سے جگہ دی اور کئی قسم کے اس کو اپدیش

دئے۔ بندہ بھی شری گورو جی کے اُپدیش سُنکر سچا بندہ بن گیا۔ اور انیک طرح کی سیوا بھگتی کرنے لگا۔ شری گورو جی بندہ کی سیوا سے بہت خوش ہوئے۔ شری گورو جی نے دیکھا کہ بندہ بہادر اور مضبوط خیال شخص ہے۔ اس لئے اُنہوں نے اپنا شِش بناکر ایک تلوار اور پانچ تیر اپنے پاس سے اُس کو پردان کئے اور حکم دیا کہ تم پنجاب دیش میں جاکر ہندو دھرم کی رکشا کرو۔ مسلمانوں کا زور توڑ ڈالو۔ صوبہ سرہند سے ہمارے بے قصور مارے جانے والے بچوں کا بدلہ بھی لو اور جہاں تک ممکن ہو سکے پنتھ خالصہ کی ترقی کرنے کی کوشش کرو۔ شری گورو جی کے حکم کو بندہ بہادر نے بخوشی قبول کیا۔ اور سفر کا تمام سامان تیار کر کے ملک پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ بندہ بہادر کی پنجاب پر چڑھائی کے موقعہ پر شری گورو جی نے اس کو ۲۵ بہادر سکھ* مدد کے لئے دئے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سا جنگی سامان دیکر بندہ بہادر کو حسب ذیل پانچ باتوں پر پابند رہنے کا حکم دیا۔

(۱) جتیندریہ رہنا۔ (۲) جھوٹ نہ بولنا (۳) اپنا نیا مذہب نہ بنانا۔ (۴) گورو ستھانوں میں گدی لگاکر نہ بیٹھنا (۵) سکھوں پر اپنی حکومت نہ جتلانا بلکہ بھائیوں کی طرح سلوک کرنا۔ بس یہی پانچ نصیحتیں ہیں۔ اگر ان کے مطابق عمل کروگے تو بہت کامیابی ہوگی ورنہ نقصان ہوگا۔ ادھر بندہ بہادر ان نصیحتوں کو قبول کر کے ملک پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ اُدھر شری گورو جی نے ملک پنجاب کے ماجھا اور مالوہ کے مشہور سکھوں کے نام حکمنامے لکھ بھیجے کہ وہ بندہ بہادر کا ساتھ دیکر اپنے دشمنوں سے اچھی طرح سے بدلہ لیں۔ بندہ بہادر کے ملک پنجاب میں پہنچتے ہی شری گورو جی کے حکمناموں کے مطابق ہزاروں سکھ لوگ بندہ بہادر کو آگے سے آملے۔ ان سکھوں کو ساتھ لیکر بابا بندہ نے پنجاب میں جو جو کام کئے ان کا اگلے باب میں ذکر کرینگے۔ بندہ کو بھیجکر شری گورو گوبند سنگھ جی

* ان میں بابا بنود سنگھ بھلہ۔ کاہن سنگھ۔ باج سنگھ۔ دیا سنگھ اور رام سنگھ حضوری صاحب بہادر بھی شامل تھے۔

نے گوداوری ندی کے کنارے ایک اعلےٰ جگہ پسند کر کے اپنا خیمہ اسی جگہ جا دیا اور آنند پوروک رہنے لگے۔ شری گورو جی کے خیمے کے نزدیک ایک سید صابر شاہ فقیر بہت دنوں سے وہاں رہتا تھا اور دور دور تک آس پاس کے زمین پر اس نے اپنا قبضہ جما رکھا تھا۔ شری گورو جی کو اس نے زیادہ دیر رہتے دیکھ کر اٹھا دینا چاہا۔ اس لئے شری گورو جی نے اس زمین کے اصل مالک کو بلا کر وہ زمین اس سے خرید لی اور اسی جگہ اپنی رہائش کی جگہ بنا لی۔ حال میں شری اچل نگر صاحب کے نام سے ایک پرم پرتشٹھت گورو ستھان جو کہ سکھوں میں نہایت پوجا کے یوگیہ سمجھا جاتا ہے اس جگہ بنا ہوا ہے۔ وہاں پر نواس کرتے سے آہستہ آہستہ آپ کے ست اپدیشوں سے موہت ہو کر ارد گرد کے بہت سے اچھے اچھے لوگ آپ کے سیوک بن گئے حتیٰ کہ وہاں کا حاکم فیروز خاں بھی آپ کو ماننے لگا۔ ہر ایک فرقہ کے سادھو مہاتما لوگ بھی آپ کے پاس آنے جانے لگے اور ہر وقت ہری کیرتن کتھا وارتا ہونے لگی۔ ہر روز دوپہر کے وقت غربا میں بھوجن تقسیم کیا جاتا۔ دوپہر کے بعد گرنتھ صاحب کی کتھا ہوا کرتی۔ کبھی کبھی ندی کے پار شکار کھیلنے چلے جایا کرتے۔ جس گھاٹ سے ندی پار ہو کر آپ شکار کھیلنے جایا کرتے تھے وہی ستھان اب شکار گھاٹ کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس گھاٹ پر ہر روز سنان کیا کرتے وہ گھاٹ اب نگینہ گھاٹ کے نام سے مشہور ہے۔ شری گورو جی کے حکم سے ایک لاولد سوداگر مسمی نگینہ نے وہ گھاٹ بنوایا تھا۔ اس لئے اسی کے نام پر شری گورو جی نے اس کا نام نگینہ گھاٹ رکھا۔

بیسواں باب ۲۰

شہر لاہور میں ایک مشہور فقیر چھجو بھگت ہو گذرے ہیں کہتے ہیں کہ ایک دن ایک عورت ان کے پاس اپنے چھوٹے سے بچے کو لاکر بولی کہ مہاراج! میرا بچہ میٹھا بہت کھاتا ہے جس کے وجہ سے وہ بیمار بھی ہو گیا ہے۔ براہ مہربانی آپ اس کو اُپدیش دیں کہ وہ زیادہ میٹھا کھانا ترک کردے۔ چھجو بھگت جی نے جواب دیا کہ دیوی! تم اس بچے کو ہمارے پاس ایک ہفتہ تک لاؤ۔ ایک ہفتہ بعد جب وہ عورت اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لائی تو چھجو بھگت جی نے اس کو نہایت محبت سے اُپدیش دیا کہ بیٹا! زیادہ میٹھا نہ کھایا کرو۔ اس سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں وغیرہ۔ یہ دیکھکر اس عورت نے دریافت کیا کہ مہاراج! اگر آپ نے یہی اُپدیش دینا تھا تو اُسی دن کیوں نہ دیا جب کہ میں پہلے اس کو آپ کے پاس لائی تھی۔ اور مجھے دوبارہ آنے کی کیوں بے فائدہ تکلیف دی؟ اس کے جواب میں چھجو بھگت نے کہا کہ اس وقت میں خود میٹھا زیادہ کھاتا تھا۔ اس لئے میں سمجھتا تھا کہ میرے اُپدیش کا اس بچے پر کچھ اثر نہ ہوگا۔ اب چونکہ میں نے خود اسی دن سے میٹھا کھانا ترک کر دیا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ جب میں خود میٹھا نہیں کھاتا تو میرے اُپدیش کا اثر اس بچے پر ضرور اچھا پڑیگا۔ ہمیں چھجو بھگت کے بچن میں اعلےٰ سچائی کا ظہور نظر آتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ بندہ ویراگی* جیسا نرم دل شخص شری گورو گوبند سنگھ جی کے تھوڑے سے اُپدیش سے آزادیٔ مادرِ ہند کے لئے قربان ہونے کو فوراً ہی تیار ہو گیا۔ بندہ بہادر نے ایک دفعہ اپنی چھوٹی سی عمر میں ایک ہرنی کو تیر کا

---

* بندہ بہادر کا نام لکشمن دیو تھا۔ جب یہ ویراگی بنا تھا تو اس کا نام مادھو داس عرف نارائن داس بدل دیا گیا۔ شری گورو جی نے اس کو بندہ کے نام سے پکارا۔

نشانہ بنایا تھا۔ پیچھے اس کے نزدیک جانے سے وہ ہرنی حاملہ معلوم ہوئی بچے زندہ رکھنے کی غرض سے اس نے اسی وقت ہرنی کا پیٹ چاک کروایا۔ دو بچے زندہ نکل تو آئے مگر تھوڑی ہی دیر میں تڑپ تڑپ کر اس کے سامنے ہی مر گئے۔ ان کو بری طرح مرتے ہوئے دیکھکر بندہ بہادر کے دل میں بہت رحم آیا اور اسی روز سے شکار کھیلنا ترک کر دیا۔ اور ایک ویراگی کا چیلا بن گیا۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسے نرم دل شخص پر گورو گوبند سنگھ کے اپدیش کا اس قدر جلدی کیا اثر پڑ سکتا تھا؟ مگر پنچھو بھگت کے کہنے کے مطابق کیونکہ شری گورو جی سچے دلیش ہتیشی اور بہادر شخص تھے۔ اور خود عامل تھے۔ اس لئے ان کے اپدیش نے بندہ ویراگی کو فوراً سپاہی بنا دیا۔

شری گورو جی کے حکم کے مطابق بندہ بہادر پنجاب کی طرف روانہ ہوا جب وہ بندھیل کھنڈ ہوتا ہوا بھرت پور پرانت میں پہنچا۔ تو ہمراہ چلنے والے سکھوں نے کچھ خرچ کے لئے روپیہ طلب کیا۔ اگرچہ اس وقت بندہ بہادر کے پاس سکھوں کو دینے کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ مگر اسی دن کئی ایک گورو گھر کے سیوک قوم لبانا کے سوداگروں نے بابا بندہ کو اپنا بچا ہوا قائم مقام سمجھکر پانچ سو روپیہ نذرانہ آر رکھا۔ بابا بندہ بہادر نے وہ روپیہ فوراً اٹھا کر سکھوں میں تقسیم کر دیا۔ جس کو دیکھ کر لبانے سوداگر اور سکھ لوگ دونوں خوش ہو گئے۔ اس وقت ۳۲ سکھ صوبہ سرہند کے پاس بھی ملازم تھے۔ بندہ بہادر کی پنجاب میں آمد سنکر صوبہ سرہند نے ایک دن ان کو چڑایا اور کہا کہ اب تم لوگوں کا دوسرا گورو آتا سنا ہے۔ پہلے کا تو ملک چھوڑ کر بھاگنے کے بعد کہیں پتہ ہی نہ ملا۔ مگر ہاں یہ ضرور یہاں قتل کر ڈالا جاویگا۔ صوبہ کے یہ سخت الفاظ سکھوں کو بہت برے معلوم ہوئے۔ انہوں نے فوراً صوبہ کی ملازمت کرنے سے انکار کر دیا۔ صوبہ نے غصہ

ہوکر ان سب کو قید کر دیا۔ مگر وہ جیل خانہ سے بھاگ کر بندہ بہادر سے جا ملے۔ اُدھر شری گورو گوبند سنگھ جی کے خطوط سکھوں کو پہنچ ہی چکے تھے۔ وہ بھی اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ اس طرح بندہ بہادر کے پاس سکھوں کی ایک بھاری فوج اکٹھی ہو گئی۔ سب سے پہلا حملہ بندہ بہادر نے قصبہ سامانہ پر کیا اور مشتہر کر دیا۔ کہ ۵ پھاگن کے دن یہ قصبہ لوٹا جاویگا۔ جو بہادر اس لوٹ سے فائدہ اُٹھانا چاہے۔ ضرور موقعہ پر پہنچ جائے۔ وقت مقررہ پر لوٹ مار کے لئے بندہ بہادر اور اُس کے سکھ چل پڑے۔ راستہ کے بہت سے چھوٹے چھوٹے مسلمانوں کے گاؤں کو لوٹتے ہوئے کیتھل میں پہنچے تو معلوم ہُوا۔ کہ بادشاہی خزانہ جا رہا ہے بندہ بہادر کے حکم سے سکھوں نے خزانہ بھی لوٹ لیا۔ اور اُس کے محافظوں کو مار کر بھگا دیا۔ بابا بندہ نے اُسی وقت خزانہ سکھوں میں تقسیم کر دیا۔ ابھی کچھ رات باقی تھی کہ قصبہ سامانہ میں پہنچ گئے۔ سکھوں نے اس قصبہ کو دیکھتے دیکھتے ویران کر دیا۔ تمام دولتمند لوگ قتل کر دئے گئے۔ جو غربا بچے وہ گاؤں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ تین دن تک بابا بندہ بہادر وہیں مقیم رہے۔ چوتھے دن صوبہ سرہند کے چار خفیہ جاسوس سکھوں نے گرفتار کر کے بابا بندہ کے سامنے پیش کئے۔ جن میں دو قتل کر ڈالے گئے۔ اور دو کے ناک کٹوا کر صوبہ سرہند کے پاس بھجوا دئے گئے۔ بابا بندہ کے آنے کی خبر سنتے ہی چاروں طرف سے ہزاروں ڈاکو اُن کے ساتھ آ ملے۔ اور ہمراہ رہ کر لوٹ مار مچانے کے لئے تیار ہو گئے۔ بابا بندہ سامانہ کو لوٹ کر اتیالہ گھڑکا وغیرہ بہت سے مسلمانوں کے گاؤں کو لوٹتا ہُوا قصبہ کنج پورہ میں پہنچا۔ یہ قصبہ صوبہ سرہند کے بزرگوں کی جائے رہائش تھا۔ صوبہ سرہند نے بھی یہ خبر سنکر اُس قصبہ کی حفاظت کے لئے پانچسو سوار اور چار توپیں بھیج دیں۔ مگر اُن کے پہنچے سے پہلے ہی سکھ لوگوں نے اُس قصبہ کو لوٹ کر برباد کر دیا تھا۔ وہاں سے چل کر قصبہ داملی

میں پٹھان لوگوں کی جو کہ شری گورو گوبند سنگھ جی کو لڑائی کے موقعہ پر چھوڑ کر بھاگ آئے تھے۔ مناسب خبر لی۔ پھر وہاں سے چلے تو خبر ملی کہ صوبہ سرہند نے اپنے قصبہ کی حفاظت کے لئے جو کچھ فوج بھیجی تھی۔ وہ یہاں سے چار کوس پر ٹھہری ہوئی ہے سکھ لوگوں نے اسی وقت وہاں سے کوچ کیا۔ اور بادشاہی فوج پر پل پڑے تھوڑی دیر میں خون کی ندی بہ نکلی۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ جو بچے سو بھاگ نکلے۔ پیچھے سکھوں کے اُن کا سب سامان ہاتھ آیا۔ توپیں اور کئی اچھے اچھے گھوڑے اور کئی طرح کا اچھا سامان سکھوں کے ہاتھ لگا۔ پھر وہاں سے چل کر سکھ لوگ موضع بٹھیا میں پہنچے۔ وہاں پر گاؤں کے باہر خیمہ لگا کر دس پانچ سکھ لوگ گاؤں میں سامان رسد لینے کے لئے چلے گئے۔ آگے دیکھا تو گاؤں میں ایک کھلے احاطہ میں بہت سے مسلمان جمع ہو کر پانچ سات گائیوں کو ذبح کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ سکھ لوگ برداشت نہ کر سکے۔ اسی وقت تلواریں کھینچ کر مسلمانوں پر کود پڑے بہت سے مار ڈالے۔ آخر کار مسلمانوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے سکھ لوگ بھی وہاں ہی مارے گئے۔ جب یہ خبر باہر سکھوں کے خیمہ میں پہنچی۔ تو بابا بندہ نے فوراً اُس گاؤں کو لوٹنے کا حکم دیا۔ حکم ملتے ہی ہزاروں سکھ لوگ تلواریں کھینچ کر گاؤں میں جا گھسے۔ جو سامنے ملا۔ بغیر پوچھے گھاس کی طرح کاٹ دیا گیا۔ صرف اُن ہی کو چھوڑا جنہوں نے یگیوپویت یعنی جنیؤ اور چوٹی دکھلا کر اپنے ہندو ہونے کا یقین دلا دیا۔

قصبہ ساڈھورہ پر حملہ

بندہ بہادر کے پنجاب میں آتے ہی ہندوؤں میں سب طرف دھوم مچ گئی تھی کہ شری گورو گوبند سنگھ جی نے دھرم رکشا کی خاطر اپنا قائم مقام بھیجا ہے۔ اس لئے

چاروں طرف سے اس بہادر کی مدد ہونے لگی تھی۔ ہزاروں ہندو سپاہی جو دھرم پر قربان ہونا چاہتے تھے بندہ بہادر کے ساتھ آکر شامل ہو گئے تھے۔ اس طرح جس کسی ہندو کو بادشاہ کے خلاف امداد حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی وہ بندہ بہادر کے پاس آکر مدد کے لئے پرارتھنا کرتا تھا۔ انہی دنوں موضع ساڈھورہ کا پیرزادہ عثمان خاں ہندوؤں پر نہایت مظالم روا رکھا کرتا تھا وہ ہندوؤں سے مالگذاری دوچند وصول کرتا تھا۔ ہندوؤں کو شرادھ وغیرہ بھی نہ کرنے دیتا تھا۔ ہندوؤں کو دکھا دکھا کر گاؤ کشی کیا کرتا تھا۔ ہندوؤں کو مردے جلانے نہ دیتا تھا بلکہ بزور دفن کرواتا تھا۔ سید بدھو شاہ کو بھی جس نے شری گورو گوبند سنگھ جی کی پہاڑی راجگان کے جنگ میں مدد کی تھی اسی الزام میں قتل کروا ڈالا تھا۔ اپنے علاقہ کی خوبصورت لڑکیاں بزور اپنے پاس بلا کر ان کو ہر طرح سے بے عزت کیا کرتا تھا۔ اس لئے اس گاؤں کے تمام ہندو لوگ اس سے بہت تنگ تھے۔ وہاں کے ہندو باشندگان نے بندہ بہادر سے اس کے سخت مظالم کا ذکر کیا اور مدد کے لئے پرارتھنا کی۔ بابا بندہ بہادر نے یہ خبر سنتے ہی وہاں سے کوچ کیا اور ۱۱ ماگھ سمت ۱۷۶۷ بکرمی کو قصبہ ساڈھورہ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک اونچے ٹیلہ پر توپیں چڑھا کر گولے چھوڑنے شروع کئے۔ اُدھر نواب بھی نہایت مستعدی کے ساتھ سکھوں کا مقابلہ کرنے لگا۔ صبح سے شام تک میدان جنگ گرم رہا۔ دونوں طرف کے بہت سے بہادر کام آئے۔ آخر کار جب سکھوں نے شام ہوتی دیکھی۔ تو بابا بندہ کے حکم سے یکدم دھاوا بول دیا۔ سکھ لوگ تلواریں کھینچ کر میدان میں کود پڑے۔ بہت سے مسلمانوں کو خربوزوں کی طرح کاٹ کاٹ کر پھینک دیا۔ جو سامنے آیا ایک بھی نہ بچنے پایا۔ ہندو لوگوں نے بھی نہایت مشکل سے اپنے اپنے نشان دکھلا کر جان بچائی۔ مسلمان لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

سکھوں نے دو تین دن تک شہر کو خوب لوٹا۔ اور بابا بندہ نے عبدالحق اور قطب الدین جیسے مشہور و معروف مسلمانوں کی لاشوں کو آگ میں جلا دیا۔ بعد میں وہاں کے رئیس عثمان خاں کو زندہ پکڑ کر درخت کے ساتھ پھانسی دے دیا۔ اس کے مال و اسباب پر اپنا قبضہ کر کے اسی کے قلعہ میں اپنا ڈیرہ جمایا۔ اور پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد سکھوں نے مخلص گڑھ کا قلعہ بھی لے لیا۔ یہ قلعہ مسمی مخلص خاں صوبہ سرہند نے ۱۷۲۳ بکرمی میں بنوایا تھا اسی قلعہ میں سے بہت سا سامان جنگ بھی سکھ لوگوں کو ملا۔ اس قلعہ کی بنیاد میں کچھ تھوڑا سا رد و بدل کر کے سکھوں نے اس کا نام لوہ گڑھ رکھا۔ مگر بابا بندہ جی نے اپنا خاص مقام ساڈھورہ کے قلعہ میں ہی رہنے دیا۔

اس جنگ کے بعد سب طرف بابا بندہ بہادر کی بہادری کا خوف پیدا ہو گیا سب مسلمان حکام خوف کھانے لگے۔ کیونکہ بہادر شاہ دکھن میں امن قائم کرنے میں مصروف تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو کسی طرف سے امداد حاصل ہونے کی امید نہ رہی تھی۔ اس لئے انہوں نے بابا بندہ بہادر کی اطاعت قبول کر لی۔ مگر دراصل بندہ بہادر کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے اسی غرض سے صوبہ سرہند کے نام ایک پروانہ لکھا۔ کہ وہ آکر بندہ بہادر کا ناس کرے۔ اچانک وہ پروانہ بندہ بہادر کے ہاتھ آگیا۔ بندہ بہادر نے اسی وقت ان سب مسلمانوں کو جنہوں نے پروانہ پر دستخط کئے تھے۔ ایک مکان٭ میں بند کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد بندہ بہادر کو اطلاع ملی کہ قصبہ چھت بنوڑ میں مسلمان لوگ ہندوؤں پر ظلم کرتے ہیں۔ یہ سنتے اس بہادر نے اس قصبہ پر چڑھائی کر دی۔ اور بات کی بات میں توڑ لیا۔ سب مسلمان قتل کر دئے اور لوٹ کا مال سکھوں میں تقسیم کر دیا۔

٭ یہ مکان اب تک قتل گڑھ کے نام سے مشہور ہے۔

بندہ بہادر کا صوبہ سرہند سے جنگ

انہی دنوں میں ماجھہ کے سکھ لوگ بھی شری گورو گوبند سنگھ جی کے خطوط دیکھتے ہی آنندپور میں آ اکٹھے ہوئے۔ بندہ بہادر کے بہادرانہ جوہروں کو سنکر سکھوں میں نئی جان سی پڑ گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے آنندپور آتے آتے ہی مسلمانوں کے گراموں کو خوب لوٹا۔ اور روپڑ کے پٹھانوں پر جن کی شری گورو جی سے دشمنی تھی حملہ کر دیا صوبہ سرہند نے بھی ان کے مقابلہ میں دلاور خاں اور شیر خاں فوجداروں کو پانچ ہزار سواران کے ہمراہ ۱۵ توپیں دیکر ان پٹھانوں کی مدد کے لئے شہر روپڑ میں روانہ کر دیا۔ جن کے ساتھ سکھ لوگوں کا خوب جنگ ہوا۔ دونوں طرف کے چار چار سو سپاہی کام آئے۔ اس جنگ میں دلاور خاں مارا گیا اور شیر محمد خاں زخمی ہو گیا۔ مسلمان فوج میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ نو عدد توپیں اور کچھ جنگی سامان سکھوں کے ہاتھ آیا۔ یہ خبر سنتے ہی صوبہ سرہند نے خواجہ خضر خاں کو کشمیر کی ایک فوج دیکر روپڑ میں روانہ کیا۔ سکھوں کے حوصلے بڑھے ہی چکے تھے خوب جان توڑ کر لڑے۔ شاہی لشکر شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ مگر دوسرے ہی روز صوبہ سرہند نے اور فوج مقابلہ میں بھیج دی۔ اس کو دیکھ کر سکھ لوگوں نے وہاں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور وہاں سے بابا بندہ کے پاس آ گئے۔

جب ماجھا کے سکھوں کی بہادری کا حال بابا بندہ جی نے سنا۔ تو بہت خوش ہوئے اور ان کو کئی طرح کے انعامات دیکر خوش کیا۔ اس کے بعد اپنی فوج کے سرداروں کو بلا کر یہ حکم سنا دیا کہ ۲۸ پھاگن سمت ۱۷۶۴ بکرمی کے روز شہر سرہند پر حملہ کر دیا جائے۔ ہر ایک سپاہی کو اپنے اپنے ہتھیار اور پارچات وغیرہ سامان تیار رکھنا چاہیئے۔ ادھر صوبہ سرہند نے بھی اپنی فوج تیار کی۔ اور شہر سے تین کوس کے

فاصلہ پر سکھوں کا مقابلہ کیا۔ جنگ شروع ہوگیا۔ توپیں۔ تیر۔ بندوقیں دنادن چلنے لگیں۔ کیونکہ بندہ بہادر مسلمانوں کی ذات کو تباہ کرتا تھا۔ اس لئے ہزاروں مسلمان لوگ بغیر طلب کئے صوبہ سرہند کی مدد کے لئے چلے آئے۔ اُدھر ہندوؤں نے بھی اسی طرح مدد کی۔ آپس میں خوب جنگ ہوئی۔ دوپہر ہی تک خون کی ندی بہہ نکلی۔ سکھوں نے نہایت مستعدی سے مقابلہ کیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں بادشاہی توپوں کے آگے گھبرا گئے اور پیچھے ہٹنے کو تیار ہو گئے۔ یہ دیکھکر بابا بنود سنگھ جی نے گھوڑا دوڑا کر بابا بندہ صاحب کو جو کہ اس وقت میدان جنگ سے تین کوس پیچھے پرماتما کے بھجن میں مصروف تھے۔ جاکر میدان جنگ کا کل حال سُنایا جس کو سُنتے ہی بابا بندہ صاحب خود میدان میں آپہنچے۔ بابا بندہ کو دیکھتے ہی سکھ لوگوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ بابا بندہ صاحب ایک اونچی جگہ پر بیٹھ کر تیروں کی بارش کرنے لگے۔ ان کا ایک ایک تیر دس دس کا کام تمام کرنے لگا۔ مسلمان لوگ مارے تیروں کے ششدر رہ گئے اور سکھ لوگ بابا بندہ جی کی مدد سے آگے بڑھنے لگے مسلمانوں کے لشکر میں ہل چل مچ گئی۔ سکھوں نے تلواریں کھینچکر حملہ کر دیا اور ست سری اکال۔ ست سری اکال کا نعرہ لگاتے ہوئے مسلمانوں پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اسی ہلچل میں وزیر خاں صوبہ سرہند بھی گھوڑے پر سے گر پڑا۔ سکھ لوگوں نے فوراً اس کو پکڑ لیا اور بابا بندہ صاحب کے سامنے زندہ ہی پیش کر دیا۔ جس کو بابا صاحب نے قید رکھنے کا حکم دیا۔ اُدھر سکھوں نے بھاگتے ہوئے مسلمانوں کا ایسا تعاقب کیا کہ تین تین کوس تک لاشوں کے ڈھیر نظر آنے لگے۔ اور شہر میں داخل ہوکر چاروں طرف لوٹ مار مچا دی۔ جو جو سامنے ملا اسی وقت تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ بہت سے لوگ شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ مسلمان نوابوں کی اچھی اچھی مستورات جن کو کبھی باہر کی ہوا

بھی ذلگی تھی کو چیوں اور جنگلوں میں ماری ماری پھرنے لگیں۔ کسی نے ایک دوسرے کی خبر تک نہ پوچھی۔ تین دن تک لوٹ مار ہوتی رہی۔ تین دن بعد بابا بندہ نے لوٹ بند کرنے کا حکم دیا۔ اور جو مسلمان لوگ لوٹ کے موقعہ پر گرفتار کر کے مکانوں میں قید رکھے تھے۔ ان کو ایک ایک کو نکال کر قتل کروا دیا۔ اور وزیدفاں صوبہ سرہند کو زندہ آگ میں جلوا دیا۔
گورو گوبند سنگھ جی کے چھوٹے چھوٹے بچّے مروانے میں جن جن دیوانوں یا قاضی لوگوں نے رائے دی تھی۔ ان سب کو بھی بابا بندہ صاحب نے کھوج کھوج کر گرفتار کیا اور نہایت بُری طرح ان کو مروایا۔ شہر کی اندر اور باہر کے مقبروں اور مسجدوں کو گروا کر زمین کے ساتھ ملا دیا۔ اسی طرح سات دن تک بابا بندہ جی نے وہاں پر مسلمانوں کو کاٹنے مارنے کا کام جاری رکھا۔ جس کو دیکھ سُن کر مسلمانوں میں توبہ توبہ ہونے لگی* جس طرح مسلمانوں نے ہندوؤں کو تنگ کرنے میں ذرا بھی کسر نہ باقی رکھی تھی۔ اسی طرح سکھوں نے بھی موقعہ آنے پر اپنی طرف کوئی کمی نہ رکھی بابا بندہ نے دریا ستلج اور جمنا کے درمیان اپنی تمام علاقہ پر حکومت قائم کر لی اور جہاں تہاں سکھوں کو حاکم مقرر کر دیا۔ شہر سرہند کو بھائی باج سنگھ کے سپرد کیا اور بھائی فتح سنگھ کو جہاں تہاں سارے علاقہ میں امن قائم رکھنے کیلئے دورا کرتے رہنے کا حکم دیا۔ اور خود فقیر کے فقیر بنے رہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں بابا بندہ بہادر کا اس علاقہ میں اس قدر دبدبہ بیٹھ گیا۔ کہ اچھے اچھے روساء و زمیندارا ان نے خود بخود ان کے ماتحت رہنا منظور کر لیا۔ سارے ملک میں ان کی چاروں طرف مشہوری ہو گئی۔ بابا بندہ بہادر نے اور بہت سے جنگ کئے۔ مگر اس جگہ پر صرف انہی جنگوں کا مختصر حال درج کیا جاتا ہے۔ جن کا

* [illegible] بابا [illegible] بہادر کے پاس بائیس ہزار [illegible] ہو گئی تھی۔

تعلق شری گورو گوبند سنگھ جی کی زندگی کے ساتھ ہے +

اکیسواں باب ۲۱

ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ شری گورو گوبند سنگھ جی ابچل نگر صاحب میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اس جگہ آپ ستکار وغیرہ کرتے اور اپنے ست اُپدیش و بکر لوگوں میں اپنے دھرم کا پرچار بھی کرتے رہتے تھے۔ وہاں آپ نے اپنے ایک بھگت کے نام پر ہی نگینہ گھاٹ بھی بنوایا تھا۔ بندہ بہادر کو ملک پنجاب میں ظالموں کو تہ تیغ کرنے کی غرض سے روانہ کر چکے تھے۔ آپ نے اپنے سکھوں کے نام خطوط بھی روانہ کئے تھے کہ وہ بندہ بہادر کی تن من دھن سے مدد کریں۔ بندہ بہادر نہایت دانا اور بہادر تھا۔ اس نے شری گورو جی کے مقاصد کو نہایت خوبی کے ساتھ انجام دینے کی کوشش کی۔ جن دنوں شری گورو جی نے نگینہ گھاٹ بنوایا تھا۔ اُنہی دنوں پنجاب سے خبر آئی کہ پنتھ خالصہ کی مدد سے بابا بندہ نے ۱۳۔ جیٹھ سمت ۱۷۶۴ بکرمی کے روز صوبہ سرہند کو قتل کر کے شہر کو خوب برباد کر دیا ہے۔ اور بچوں کا بدلہ لینے میں کسی طرح بھی کمی نہیں رکھی۔

یہ خبر سنتے ہی شری گورو جی کے نزدیک بیٹھے سکھوں نے نہایت خوشی کا اظہار کیا۔ مگر شری گورو جی نے اس خبر کو نہایت گمبھیرتا سے سُنکر کہا کہ جوالا اس ترش کی آگ بھی دبی ہوا ہے۔ اور کسی طرح کی خاص خوشی ظاہر نہ کی۔ جس مہا پُرش نے ماتا۔ پتا۔ استری۔ بچے۔ تن۔ من۔ دھن اور اپنا تمام جیون دیش سیوا میں لگا دیا ہے۔ اس کو اس قسم کی معمولی خبروں سے کیا خوشی حاصل ہو سکتی تھی؟ یقیناً شری گورو جی اس وقت نہایت خوش ہوتے جب وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اس دیش

کو آزاد ہُوا دیکھ لینے - جس کی خاطر انہوں نے شری گورو تیغ بہادر جی کو شیش دینے کے لئے تیار کیا - جس دیش پر شری گورو ارجن دیو جی قربان ہوئے - جس دیش کی سوادِھینتا کے لئے شری گورو نانک دیو جی نے ایشور بھگتی کے ذریعہ لوگوں کو جگایا جیل خانے دیکھے - چکی پیسی - اور اپنی تمام زندگی ایک سچے سنیاسی کی طرح بھارت ورش کے چاروں کونوں میں پیدل چلکر گذار دی - جس دیش کو جگانے کی غرض سے شری گورو امرداس جی اور شری گورو رام داس جی نے اکبر شاہ سے جاگیریں حاصل کرنے سے انکار کر دیا - جس دیش کو اُبھارنے کے لئے شری گورو ہرگوبند جی نے قلعہ گوالیار میں جلاوطن ہونا منظور کیا - ہاں اس دیش کو آزاد ہُوا دیکھکر وہ یقیناً خوش ہوتے جس دیش کے لئے چھ سال کی عمر میں شری یان فتح سنگھ جی نے - آٹھ سال کی عمر میں شری یان زور آور سنگھ جی نے بارہ سال کی عمر میں شری یان جُجھار سنگھ جی اور اجیت سنگھ جی نے نہایت خوشی کے ساتھ پران دے دئے تھے +

شری گورو گوبند سنگھ جی پر کٹار کا حملہ

بہادر شاہ احمد نگر کو فتح کر کے شری گورو جی کو ندی کے کنارے آملا اور کئی قسم کے تحفہ جات کے علاوہ ایک نہایت قیمتی ہیرا بھی اس نے شری گورو جی کی نذر کیا - ہیرا کو اُٹھا کر شری گورو جی نے دریا میں پھینک دیا - بادشاہ کو ہیرا کا پھینکنا نہایت بُرا معلوم ہُوا - شری گورو جی نے اس کی تسلی کے لئے کہا کہ یہ جگہ ہیرا گھاٹ کے نام سے مشہور ہوگی - جیسا کہ اب تک وہ جگہ ہیرا گھاٹ کے نام سے مشہور ہے - اس سے شری گورو جی کی غرض بادشاہ کو یہ جتلانا ہوگا کہ اُن کو دولت کا لالچ نہیں ہے - بہادر شاہ نے شری گورو جی کو اپنے ہمراہ لے جانے کی بہت

کوشش کی مگر شری گورو جی نے اس کو احسان فراموش اور جھوٹھا۔ کہہ کر اس کا ساتھ نہ دیا۔ بہادر شاہ دلبیں شری گورو جی کے مقاصد کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اس لئے اس کو شری گورو جی کانٹے کی طرح کھٹکتے تھے وہ چاہتا تھا کہ موقعہ پر شری گورو جی کا ناس کرے۔ اس کو شری گورو جی کی موجودگی سے اپنی عدم موجودگی کا یقین تھا۔ بابا بندہ بہادر کے سرہند کو فتح کرنے سے اس کا یہ خیال اور مضبوط ہوگیا تھا۔ اگرچہ وہ ظاہرا شری گورو جی کی نہایت عزت کرتا تھا۔ مگر پوشیدہ طور ان کے ناس کرنے کی فکر اس کو ہر وقت دامنگیر تھی۔ اسی فکر میں اس کو ایک چال سوجھی کہ واپس چلتے وقت ایک مسلمان ترک کو جو کہ شری گورو جی کا ملازم تھا۔ یہ جوش دلا کر کہ گورو گوبند سنگھ تمہارے باپ اور دادا کا قاتل ہے۔ اور باپ دادا کا بدلہ لینا مسلمانوں کا فرض اعلےٰ ہے اور یہ شرم دلا کر کہ تم اپنے باپ دادا کے قاتل کی خدمت گذاری کرتے ہو۔ شری گورو جی کو مارنے کے لئے تیار کیا۔ اور اس کو بہت سا انعام دینے کا بھی لالچ دیا اس ملازم کا نام گل خاں تھا جو کہ اپنے بھائی عطا الہ کے ہمراہ شری گورو جی کی خدمت میں کام کرتا تھا۔ یہ دونوں بھائی پینڈے خاں کی اولاد میں سے تھے۔ جو گوروؤں کے ہاتھوں کسی جنگ میں کام آیا تھا۔ بہادر شاہ کی یہ چال کامیاب ہوئی۔ شری گورو جی کو چمکور سے آتے وقت کچھ مسلمانوں پر بہت اعتبار ہوگیا تھا۔ مگر یہی اعتبار ان کی موت کا موجب بنا اور وشواس گھات ہوا۔

شری گورو جی تمام مسلمانی قوم کے مخالف نہ تھے بلکہ غیر حکومت اور غلامی کے پورے دشمن تھے۔ اس لئے ان کو تمام مسلمانوں اور ترکوں کے ساتھ نفرت نہ تھی ان کے پاس بہت سے مسلمان بھی ملازم تھے۔ مگر ہمارے خیال میں ان کو مسلمانوں درخاصکر ترکوں پر اتنا بڑا اعتبار نہ کرنا چاہیے تھا۔ کہ سوتے اور بیٹھتے ننگے میان

میں اُن کا دخل ہوتا - گل خاں نے شری گورو جی کو اکیلے سوتے دیکھ کر بھادروں سمت ۱۷۶۵ بکرمی کے روز اُن کے پیٹ میں کٹار چلا دی - شری گورو جی کٹار کھا کر اُٹھے - ایک ہاتھ سے اپنی تلوار سنبھالی اور دوسرے ہاتھ کو زخم پر رکھ کر اپنے حملہ آور پر وار کر کے اس کا اسی جگہ خاتمہ کر دیا - فوراً ہی سب طرف شور برپا ہوگیا سکھ لوگ اکٹھے ہو گئے - لایق جراح بلا کر مرہم پٹی کی گئی - زخم کو ٹانکے لگائے گئے گل خاں کا بھائی بھی اسی جگہ قتل کر ڈالا گیا - سب مسلمان ملازم نکال دئے گئے - تھوڑے ہی دنوں میں زخم بھر آیا اور آرام معلوم ہونے لگا - مگر ابھی تک زخم بالکل درست نہ ہوا تھا - کہ بادشاہ کی طرف سے کئی قسم کا سامان بطور تحفہ آیا جس میں دو بڑی کڑی کمانیں بھی تھیں - وہ کمانیں زمانہ قدیم کی تھیں - ان کمانوں

* کئی ایک کہتے ہیں کہ شری گورو جی نے ایک افغان سوداگر سے گھوڑے خرید لئے تھے - سوداگر نے نانا لکنگی سے قیمت طلب کی - سری گورو جی نے غصہ میں آکر حکم دیا - کہ وہ قتل کر دیا جائے حکم ہوتے ہی وہ فوراً قتل کر ڈالا گیا - مگر اس افغان کے فرزندوں نے باپ کا بدلہ لینے کا اقرار کیا - ایک اور خیال یہ ہے کہ ان کی والدہ ان کو اپنے والد کا بدلہ لینے کے لئے اُکسایا کرتی تھی - ایک خیال یہ ہے کہ لوگوں نے اس کو باپ کا بدلہ نہ لینے کی شرم دلائی تھی - بہت سی تواریخوں میں لکھا ہے کہ شری گورو جی نے ان کو خود والد کا بدلہ نہ لینے اور اُن کے پاس آکر ملازمت اختیار کرنے کی شرم دلائی تھی - جس سے ان میں جوہر بہادری پیدا ہوگیا - اور اُنہوں نے شری گورو جی پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا - خواہ کچھ ہو مگر یہ سچ ہے کہ ایک ترک نے شری گورو جی پر ان کو اکیلے دیکھ کر کٹار سے حملہ کیا +

۲ یہ بھی کہتے ہیں کہ سکھ لوگ شری گورو جی کے حملہ آور کو قتل کرنے لگے تھے - تو شری گورو جی نے کہا کہ بزرگوں کا بدلہ ہمیشہ سپوت لیا کرتے ہیں - اس لئے ان کو چھوڑ دینا چاہیئے اور وہ چھوڑ دئے گئے -

کے لئے سب لوگوں کا خیال تھا کہ ان کو اس زمانہ میں کوئی نہیں چلا سکتا۔ ممکن ہے زمانہ قدیم میں کسی میں انہیں چلانے کی طاقت ہو۔ اپنا یہی خیال لوگوں نے شری گورو جی کے آگے بھی ظاہر کیا۔ تو شری گورو جی نے ان کمانوں میں سے ایک کو اُٹھا کر اسی وقت کھینچ کر چلا دیا۔ مگر اس سخت کمان کے کھینچنے سے اس زخم پر جو کہ ابھی تک بالکل درست نہ ہُوا تھا۔ ایسا زور آیا کہ وہ پھر دوبارہ کھل گیا۔ اور خون بہنے لگا۔ جراح نے دوبارہ بھی اس کو درست کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر دوبارہ درست نہ ہو سکا۔ آخر کار شری گورو جی مایوس ہو گئے دوائی کرنی چھوڑ دی۔

شری گورو جی کی موت کا حال

شری گورو جی کے زخم دوبارہ کھل جانے سے کوئی اُمید ان کے درست ہونے کی نہ رہی۔ یہاں تک کہ موت کا وقت نزدیک دکھائی دینے لگا۔ یہ دیکھ کر سکھ لوگ جو کہ اس وقت شری گورو جی کی خدمت میں حاضر کھڑے تھے بولے "مہاراج! آپ ہم کو یعنی خالصہ کو کس کے حوالہ چھوڑ چلے ہیں۔ آپ کے ہاں کوئی سنتان بھی نہیں جو آپ کے بعد پنتھ خالصہ کی رکشا کرے۔ اب خالصہ کو کس طرح کرنا چاہئے گورو گدی کس کو دی جائے؟"

کئی ایک تواریخوں میں لکھا ہے کہ گورو گدی کا فیصلہ شری گورو جی نے خود ہی کرنا مناسب خیال کیا۔ اس لئے اُنہوں نے اپنا آخری وقت نزدیک سمجھ کر سب سکھوں کا دربار عام لگایا۔ درمیان میں گرنتھ صاحب رکھ کر پورانے طریقہ کے مطابق ایک ناریل اور پانچ پیسے منگوا کر گرنتھ صاحب کے آگے رکھ کر نمسکار لیا۔ اور سب سکھوں کو پکار کر اونچی آواز سے کہا کہ ہمارے بعد پنتھ خالصہ کے

گورو گرنتھ صاحب ہونگے۔

اسی کے پاٹھ سے تم لوگوں کو دھرم۔ نیتی۔ گیان۔ ویراگ وغیرہ کے ہر قسم کے اپدیش ملا کرینگے۔ اس کے پاٹھ ہی سے آپ لوگوں کے سب منورتھ پورے ہو جائینگے۔ کچھ ہی ہو شری گورو جی نے گورو پن کو ختم کرنا ہی مناسب سمجھا۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ گدی کے لئے رشتہ داران میں آپس میں لڑائی فساد اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ یعنی خودغرض لوگ اسی کے ذریعہ دولت اکٹھی کرنی چاہتے تھے۔ شری گورو جی نے گدی کا رواج بند کر کے بہت اپکار کیا۔ اور سکھوں کو حکم دیا کہ

دوہا

آگیا بھئی اکال کی تبھی چلایو پنتھ
سب سِکھّن کو حکم ہے گورو مانیو گرنتھ۔

شری گورو جی کے یہ بچن اچارن کرنے کا یہ مطلب تھا کہ ان کی موت کے بعد دیش سیوا کا کام بند نہ ہو۔ شری گورو جی نے اسی مختصر سے بچن میں۔ یہ بھی ظاہر کیا کہ دیش کی آزادی کے لئے مرنے مارنے کے واسطے پرماتما کی طرف سے حکم ہوتا ہے۔ جیسا کہ شری کرشن بھگوان نے گیتا میں یہی اپدیش دیا ہے۔ اسی وقت سے جب سے شری گورو جی نے گرنتھ صاحب کو گورو ماننے کا حکم دیا ہے گرنتھ صاحب کے نام کے پہلے لفظ گورو کا استعمال کیا جاتا ہے۔

شری گورو جی نے پانچ سکھوں کو مل کر پاہل دینے کا اختیار دیا۔ اور کہا کہ جہاں پانچ سکھ ملینگے وہاں پر میں حاضر ہونگا۔ اس طرح سے شری گورو جی نے گورو ڈم کی جڑھ کاٹ کر رکھ دی۔

اس کے بعد دوسرے روز ۵ کاتک سمت ۱۷۶۵ بکرمی کے روز صبح

کے وقت اشنان وغیرہ سے فارغ ہو کر سب ہتھیار سجا کر شری گورو جی نے کڑاہ پرشاد تقسیم کیا اور سرو انتر یامی پرماتما کے آگے ایک چت ہو کر پرارتھنا کرنے کے بعد پر لوک سدھارے۔ کہتے ہیں کہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے سورگباش ہونے سے پیشتر ہی اپنی چتا چندن کی تیار کروا رکھی تھی۔ اس کے چاروں طرف ایک بڑی کنات بھی تنوادی تھی۔ اور اپنے مریدوں کو یہ حکم دیا تھا۔ کہ کوئی سکھ ہمارے پھول یا راکھ وغیرہ کو اس جگہ سے نہ اٹھائے۔ اور نہ ہی کوئی کسی طرح سے ہمارے نام کی کریا کرم بھی کرے۔ نیز کوئی شخص ہمارا دہرا سمادھ وغیرہ نہ بنوائے۔ مگر سکھ لوگوں نے نہ مانا اور چوتھے روز چتا کی راکھ کو ہلا دیا اور پھول چن لئے۔ بعد میں ایک سکھ نے خلاف حکم اس جگہ پر ایک سمادھ دہرا بنوایا۔ اور ایک کرد جو کہ راکھ میں سے دستیاب ہوئی تھی دہرا میں لگا دی جواب وہاں ابچل نگر کے گوروستھان میں موجود ہے۔ بہنگر طبول سکھ لوگ اس کے درشن کرنے ہر روز جاتے ہیں ✤

۵ کیا کیا نہ اپنے دیش پہ احساں کر گئے
آخر کو اپنی جان بھی قرباں کر گئے ✤

تمام شد

بھجن

نیا دھرم کی جس سمے میں ڈگمگا رہی تھی
یونوں کی اور سے بیاں آپتی آ رہی تھی
چتنا کلی بھی تھا سب پر اداسی چھا رہی تھی
ہندو دھرم کی کھیتی سب اجڑی جا رہی تھی

آشا نہ تھی کہ جاتی جیتی بھی یہ رہیگی
کب تک بیچاری سر پہ آپتیاں سہیگی

جب یون راج جاتی کو یوں ستا رہا تھا
لاکھوں کے توڑ جنجو چوٹی کٹا رہا تھا
مندر گرا گرا کر مسجد بنا رہا تھا
بوڑھے جوان بچوں کے سر اڑا رہا تھا

اس اتیاچار سے مہی بھی تھرتھرا رہی تھی
اندھیری رات مانوں بھارت پہ چھا رہی تھی

سنتا تھا کوئی رونا نہ اپنا تھا سہائی
جی کھول کر کے یونوں نے لوٹ تھی مچائی
سب کو تھی اپنی سنتا نہ کوئی تھا پرائی
لاکھوں نے دھرم کھوئے لاکھوں نے جاں گنوائی

تھی یہ آوشیکتا کوئی ایشور کا بھگت آئے
تن من کرے نچھاور ویدک دھرم بچائے

اپجا تھا اس سمے میں گوبند سنگھ پیارا
جو ڈوبتی دھرم کی نیّا کا تھا سہارا

ویدک دھرم پہ اپنے پتا کے سر کو دارا

دھن مال سنتتی تک دے دی نہیں وہ ہارا

آدھیت تھا بل جو لیکر جگ بیچ تھا وہ آیا
جس بل سے اپنی جاتی کو دکھوں سے چھڑایا

رکشا دھرم کی کرنے کو بیڑا جب اٹھایا
بھولے ہوؤں کو دیش کی سیوا کا ڈھنگ سکھایا

سنکٹ اٹھائے جیون تلک سے نبھایا
سب ہندوؤں میں پیار اپنے ناش تپایا

مہنت آنند کشور جی کی مصنفہ و مولفہ دیگر کتب

بھگوان تلک - اس میں لوک مانیہ شری بال گنگا دھر تلک مہاراج کی مکمل سوانحعمری درج کی گئی ہے - نیز ان کی تقریریں بھی اختصار کیساتھ درج کردی ہیں - کتاب کے اوپر مہاراج کی نہایت خوبصورت تصویر دی گئی ہے - باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف ۸ر

سوانحعمری پنڈت مدن موہن مالوی } اسمیں پنڈت جی مہاراج کی مکمل سوانحعمری کے علاوہ ان کی ضروری تقریریں بھی درج کی گئی ہیں - نیز پنڈت جی کی خوبصورت تصویر بھی دی گئی ہے قیمت صرف آٹھ آنے ۸ر

بنگالی سورما } جس میں ایک جانباز بنگالی کی داستان نہایت موثر پیرایہ میں درج ہے - جس نے اپنے آپ کو جان جوکھوں میں ڈالکر بھی اپنے فرض کو پورا کیا - اس کتاب کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ بنگالی لوگ کس طرح خفیہ پولیس میں ملازم ہوکر بھی ملکی سیوا اور جانی ہمت کرتے ہیں - ہر ایک بہی خواہ ملک و قوم کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے قیمت ۸ر

گر مریادا } جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ ہمارے تمام گوروؤں کی شادیاں پراچین ہندو رسم کے مطابق ویدانوسار ہوئیں - تمام متلاشیان اصول سکھ دھرم کو ضرور اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے - قیمت صرف ۴ر

سوانحعمری بھائی تارو سنگھ جی بالتصویر - اسمیں شہید وطن بھائی تارو سنگھ جی کی زندگی کے حالات درج کیئے گئے ہیں - قربانی کے وقت کی تصویر بھی دی گئی ہے قیمت صرف

جیون چرتر گورو گوبند سنگھ جی - اسی کتاب کی ہندی ایڈیشن قیمت عہ

المشتہر :- **مینیجر ورمن کمپنی تاجران کتب** بازار چھوہ والی لاہور